ڈارون کی روح سے متعلق غیر یقینی

ڈارون کی روح سے متعلق غیر یقینی

مصنف

ہارون یحییٰ

مترجم

محمد نذیر احمد

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۶

DARWIN KI ROOH SE MUT'ALIQ
GHAIR YAQINI

by
Harun Yahya

Translated by
Mohammed Nazir Ahmed
18852 N, Woodale Tr
Lake Villa, IL 60046 U.S.A

Year of Edition 2013
ISBN 978-93-5073-174-1

نام کتاب	:	ڈارون کی روح سے متعلق غیر یقینی
مصنف	:	ہارون یحییٰ
مترجم	:	محمد نذیر احمد
سنہ اشاعت	:	۲۰۱۳ء
مطبع	:	عفیف پرنٹرس، دہلی۔۶

Published by
EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
3108,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com
website: www.ephbooks.com

فہرست

☆☆

تعارف مصنف

عدنان اختر، مصنف، ہارون یحیٰی کے قلمی نام سے لکھتے ہیں، انقرہ میں 1956ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم انقرہ میں مکمل کرنے کے بعد اُنہوں نے آرٹس کی تعلیم استنبول کے معمار سنان جامعہ سے اور فلاسفی کی تعلیم استنبول یونیورسٹی سے حاصل کی تھی۔ 1980ء کے دہے سے انہوں نے سیاست، سائنس اور عقیدہ سے متعلق مسائل پر کئی ایک کتابیں شائع کردائی ہیں۔ ہارون یحیٰی نے، بحثیت مصنف کے ارتقاء پسندوں کے جھوٹے دعوؤں کا پول کھولنے میں اور فاسیزم اور ڈارونیزم وکمیونزم کے درمیان سیاہ گنٹھ جوڑ پر اہم کام سرانجام دینے کے لئے کافی عالمی شہرت رکھتے ہیں۔

ہارون یحیٰی کے کام کا ترجمہ دُنیا کے 63 مختلف زبانوں میں ہوا ہے، جو مجموعی طور پر 55 ہزار صفحات اور 40 ہزار تصویری توضیحات رکھتا ہے۔

ان کا قلمی نام دو مقدس پیغمبروں کی یاد میں رکھا گیا ہے، جنہوں نے عدم عقیدگی کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ پیغمبر کی مُہر کتابوں کے Cover پر اِس بات کی علامت ہے کہ اُن کے کتابوں کے متن، پیغمبر کے عزم سے منسلک ہے، یہ نمائندگی کرتی ہے قرآن اور پرافٹ حضرت محمدؐ کی۔ قرآنی اور سنت کی رہنمائی میں مصنف اپنا عین مقصد سمجھتے ہیں کہ تردید کریں ہر ایک بنیادی دہریائی نظریات کی اور رکھے رسول اللہ کے آخری خطبہ کو ہمیشہ پیش نظر تا کہ مذہب کے خلاف اُٹھنے والے سارے اعتراضات کو مکمل طور پر خاموش کرا سکیں۔ آخری پیغمبر، جن کو انتہائی ذہانت اور اکمل ترین اخلاق حاصل ہیں، کی مہر کو بطور

ایک علامت عزم کے رکھتے ہیں، پورا کرنے رسول اللہ کے آخری خطبہ کو، عزم محکم کے ساتھ۔

ہارون یحیٰی کے سارے کام اپنے آپ میں رکھتے ہیں ایک واحد مقصد — تشہیر افکار قرآنی — قارئین کی ہمت افزائی کرنا سمجھنے عقیدے سے متعلق بنیادی مسائل کو، اللہ کا وجود اور اُس کی وحدانیت، بعد کی زندگی، اور دہریائی نظاموں کے کمزور بنیادوں اور اُن کے بگڑے ہوئے نظریات کو طشت از بام کرنا، ہوتا ہے۔

کئی ایک ممالک میں ہارون یحیٰی کو پڑھا جاتا ہے، انڈیا سے امریکہ تک، انگلینڈ سے انڈونیشیا تک، پولینڈ سے بوسینیہ تک، اسپین سے برازیل تک، ملیشیا سے اٹلی تک، فرانس سے بلغاریہ اور روس تک۔

اِن کی بعض کتابیں ذیل کی زبانوں میں دستیاب ہیں:- انگلش، فرنچ، جرمن، اسپانش، اٹالین، پرتگیز، اردو، عرابک، البینینسن، چائینیز، سواہیلی، باسا، دھیویہی، روسی، سربو۔ کروٹ بوسنین، پولیش، مالے، یوئیگیر، ترکی، انڈونیش، بنگالی، ڈانش اور سویڈش وغیرہ میں۔

ان کتابوں کی ساری دُنیا میں قدردانی ہے۔ یہ کتابیں ایک بہترین ذریعہ رہی ہیں، کئی ایک لوگوں کے لئے، دوبارہ ایمان لانے اللہ پر اور حاصل کرنے بالغ نظری اپنے عقیدہ میں۔ مصنف کی کتابیں ادراک اور اخلاص اور امتیازی طرز تحریر کے ساتھ سمجھنے میں آسان، بالراست اثر انداز ہونے میں بے مثل ہوتے ہیں۔ ہر ایک جو اِن کو پڑھتا ہے وہ سنجیدگی کے ساتھ سمجھتا ہے اِن کتابوں کے متن کو، اور بیشتر قارئین تائید نہیں کر پاتے تھے۔ دہریت کی یا کوئی بگڑے ہوئے نظریات کی یا مادی فلاسفی کی۔ کیونکہ یہ کتابیں تیزی سے اثر انداز ہونے کی، خاطر خواہ نتائج پیدا کرنے کی، اور ناقابل تردید صلاحیتوں کو اُبھارنے کی خاصیت رکھتی ہیں۔ حتیٰ کہ اگر پڑھائی کے عمل کو بدستور جاری رکھا جائے تو وہ ایک جذباتی اصرار بھی پیدا کرتے ہیں، کیونکہ یہ کتابیں، دہربائی نظریات کو سیدھے اُن کی بنیادوں سے اُکھاڑ پھینکتے ہیں۔

تمام دور حاضر کے انکاری تحریکات اب نظریاتی طور پر شکست فاش سے دوچار

ہو چکے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہاروون یحییٰ کی کتابیں اِس فیلڈ میں اہم ترین کام انجام دے رہی ہیں۔ بے شک یہ نتیجہ ہے قرآن کی ذہانت اور صاف گوئی کا۔ مصنف سادگی سے اِرادہ کرتے ہیں خدمت کرنے کا، بطور ایک مقصد کے انسانیت کی تلاش میں اللہ کے صراط مستقیم کے لئے۔ ویسے اِن کتابوں کی اشاعت میں کوئی مالی نفع کارفرما نہیں ہے۔

اور جو دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، پڑھنے ان کتابوں کو، کھولنے اُن کے دماغوں کو اور دلوں کو، اور اُن کی رہبری کرتے ہیں، ہونے زیادہ خودسپرد بندے اللہ کے، گویا کہ کرتے ہیں ایک عمدہ خدمت اللہ کی راہ میں۔

اِس دوران، یہ تضیع اوقات اور توانائی ہوگا، اور اگر اور دوسری کتابوں کو بڑھاوا دیں جو لوگوں کے ذہنوں میں ابتری (Cofusion) پیدا کرتے ہیں، لے جاتے ہیں قارئین کو نظریاتی اختلال (بدنظمی) کی طرف اور جو اپنی کتابوں میں واضح طور پر نہیں رکھتے کوئی مضبوط اور جامع اثرات دور کرنے لوگوں کے دِلوں کے شبہات کو، ایسے میں وہ کیا تصدیق کر سکتے ہیں اپنے سابقہ تجربات سے۔ اور قارئین پر کتابوں کا اثر انداز ہونا ناممکن ہو جاتا ہے جبکہ کتابوں کا اِس طرح سے ترتیب پانا کہ اُن سے مصنف کی ادبی طاقت پر زور دینا ملحوظ ہوتا ہے، بجائے اِس کے لوگوں کو عقیدہ کھو دینے سے محفوظ رکھنے کا بلند تر مقصد پیش نظر ہو۔

یہ بلند تر مقصد ایک بڑا اثر مرتب کرتا ہے ایمان کو مضبوطی سے قائم رکھنے میں۔ وہ جو اِس بات پر شک کرتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں کہ ہارون یحییٰ کی کتابوں کا مقصد، بداعتقادی پر قابو پانا اور تشہیر افکار قرآنی ہے۔ کامیابی اور اطلاق ظاہر ہوتا ہے قارئین کے اعتقاد میں۔

ایک بات ہمیشہ دماغ میں رکھنی چاہیے کہ لوگوں کی اکثریت کے لئے ظلم، برائیاں اور دوسرے خوفناک واقعات کو برداشت کرنے کی اہم وجہ بداعتقادی کے نظریات کا پھیلاؤ ہے۔ یہ سب معاشرے کی برائیاں، بداعتقادی کے نظریات کی شکست سے ختم ہو سکتے ہیں۔

جب ہم پہنچاتے ہیں خدائی تخلیق کے عجوبے، اور قرآنی اخلاقی اقدار اور سائنسی انکشافاتی معلومات لوگوں تک، تو لوگ اِن تعلیمات پر عمل کر کے سکھ اور چین کی زندگی گذار سکتے ہیں۔ اگر دُنیا کی موجودہ حالت پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ حالات دُنیا کو

لے جا رہے ہیں تشدد، بدنظمی اور جھگڑوں کے بھنور میں، لہٰذا صاف طور سے ہماری آواز کو وقت کی پُکار بنانے کے لئے ہمیں اپنے لائحہ عمل متاثر کن انداز میں تیز رفتاری سے انسانیت کے سامنے پیش کرنا ہوگا، ورنہ بعد از وقت کی بات ہو جائے گی۔

اِس کوشش میں ہارون یحییٰ کی کتابیں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ اللہ کے کرم سے یہ کتابیں ہوں گی ایک اہم وصیلہ جس کے ذریعہ 21ویں صدی کے لوگ حاصل کر سکیں گے امن، انصاف اور خوشی، جیسا کہ قرآن میں وعدہ کیا گیا ہے۔

☆☆

قارئین سے خطاب

ایک خاص باب (chapter) نظریہ ارتقاء کے خاتمہ پر، مختص کرنے کی اہم وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ تمام روحانی فلسفوں کی مخالفت کی بنیاد ہوتا ہے۔ گذشتہ ڈیڑھ سو سالوں کے دوران، ڈارونیزم تخلیق کی حقیقت سے انکار اور اللہ کے وجود کی نفی کرتا آ رہا ہے، لوگوں کو اُن کے عقیدے سے برگشتہ کرنے اور عقائد سے متعلق دِلوں میں شبہات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ نظریہ ارتقاء کی ترجمانی کرتا آیا ہے۔

اِس لئے عوام کا ایک اہم فریضہ اور ناگزیر ضرورت ہے کہ سمجھیں کہ نظریہ ارتقاء ایک دھوکہ ہے، اِس لئے اِس کی پہنچ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں اور دوسروں کو بھی محفوظ رہنے کی تلقین کریں۔ چونکہ ہمارے قارئین میں سے چند ہی پاتے ہیں موقعہ پڑھنے کا ہماری کتابوں میں سے صرف ایک ہی کتاب۔ اِس لئے ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ مناسب ہوگا کہ رکھ چھوڑیں ہر ایک میں ایک باب نظریہ ارتقاء پر۔ مصنف کی ساری کتابوں میں عقیدے سے متعلق مسائل، قرآنی آیات کی روشنی میں سمجھائے جاتے ہیں، اور لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ جانیں اللہ کے الفاظ اور اُن کے لحاظ سے اپنی زندگیاں گزاریں۔ تمام موضوعات جو اللہ کی آیات سے متعلق ہوتے ہیں، اِس طرح سمجھائے جاتے ہیں کہ قارئین کے دِل و دماغ میں شکوک و شبہات یا سوالات کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ پُرخلوص سادگی اور خوش اسلوب طرزِ تحریر کا استعمال یقین دلاتا ہے ہر عمر کے ہر ایک شخص کو جو کسی بھی مکتب خیال سے وابستہ ہوتا ہے، آسانی کے ساتھ اِن کتابوں کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

یہ متاثر کُن اور صاف اندازِ بیان ممکن بناتا ہے پڑھ ڈالنے کتابوں کو ایک ہی نشست میں۔ حتٰی کہ وہ جو سختی سے روحانیت کو رد کرتے ہیں، متاثر ہوتے ہیں اُن حقائق سے جو پیش کیئے جاتے ہیں اِن کتابوں میں، اور اِن کتابوں کے متن کی سچائی کو جھٹلا نہیں پاتے ہیں۔

ہارون یحیٰی کی یہ کتاب اور دوسری تمام کتابیں انفرادی طور پر یا ایک گروپ میں پڑھی اور زیرِ بحث لائی جاتی ہیں۔ وہ قارئین جو کتابوں سے فائدہ کمانا چاہتے ہیں، اِن مباحث کو بہت کارآمد پاتے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کو اُن کی اپنے کتابوں سے متعلق تاثرات اور تجربات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں، یہ ایک اسلام کی بڑی خدمت ہوتی ہے کہ لوگ طباعت میں معاون ہوں اور اِن کتابوں کو خاص و عام کرنے میں دلچسپی دکھائیں۔ کیونکہ یہ کتابیں اللہ کی خوشنودی کے لئے لکھی گئی ہیں۔

یوں تو مصنف کی سب ہی کتابیں اِیقان سے بھری ہوتی ہیں، تاہم اِس لحاظ سے سچے مذہب کو دوسروں تک پہچانے کا سب سے بہتر طریقہ لوگوں کو اِن کتابوں کو پڑھنے کے لئے راغب کرنا اور حوصلہ افزائی کرنا ہوتا ہے۔

اُمید کی جاتی ہے کہ قاری، مصنف کی اور دوسری کتابوں کے آخری صفحات کا بطور خاص مطالعہ کریں گے، جو اِن کے گران قدر سرچشمہ مواد عقیدے سے متعلق ہوتے ہیں جو کما حقہ، نظریہ ارتقاء کی تردید کرتے ہیں۔ یہ سب کتابیں پڑھنے میں فرحت بخش، سبق آموز اور کارآمد ہوتے ہیں اور ہر لحاظ سے قابل تحسین بھی۔

اِن کتابوں میں بعض دوسرے کتابوں کے برخلاف، تم نہیں پاؤ گے، مصنف کی شخصی رائے زنی کہیں بھی، اور وضاحتیں ناقابل بھروسہ ماخذوں پر مبنی نہیں ہوتے ہیں، طرزِ تحریر میں مقدس موضوعات سے متعلق عزت و احترام کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اور ساتھ ہی غیر ضروری، فضول کے مباحث سے، جو دماغ میں شبہات اور دِل میں انحراف کا رُجحان پیدا کرتے ہیں، سے احتراز کیا جاتا ہے۔

☆☆

تمہید

20 ویں صدی کی ابتداء میں، سائنس دانوں نے ایک نئ انوکھی چیز دریافت کی تھی: کہ مادہ وہ نہیں ہوتا تھا جس کو ہم نے خیال کیا تھا کہ جو رکھتا تھا مادہ کے خواص اپنے میں، مادہ سائنس داں کی دریافت میں ٹھوس نہیں تھا۔ مادہ کوئی رنگ نہیں رکھتا تھا۔ وہ کوئی بُو نہیں چھوڑتا تھا آوازیں یا خیال نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ مادہ محض توانائی تھا۔ کرسی جس پر تم بیٹھتے ہو میز جس پر تمہارا میلان ہوتا ہے، گھر جس میں تم رہتے ہو، تمہارے پالتو جانور، تمہارے اطراف میں لوگ بلڈنگس، کھلا فضائے بسیط کے ستارے المختصر، ساری مادی دُنیا وجود رکھتی ہے بطور ایک توانائی کی شکل کے اِس غیر متوقع دریافت کی صورت میں، تمام فلسفے جو مادہ کی بنیاد پر بنائے جاتے تھے، بہرحال، ایک سائنسی اختتام سے دوچار ہوگئے ہیں۔ سائنس نے معہ ثبوت کے پیش کیا تھا ایک وضاحت بارے میں ایک چیز کے جو اِنسانی جسم میں تو ہوتی تھی لیکن جسم کا حصّہ نہیں ہوتا تھا، ایسی چیز جو سمجھتی ہے ساری طبعی دُنیا کو تاہم بذات خود طبعی (Physical) نہیں ہوتی تھی: یعنی اِنسانی روح ہوتی تھی: یعنی اِنسانی روح ہوتی ہے۔

روح کی وضاحت مادہ پرستوں کے دعووں کی اصطلاحوں میں کسی حال کچھ بھی نہیں ہوسکتی ہے۔ ڈاروینیزم، جو اصناف کی تخیلاتی اِرتقاء سے متعلق غیر حقیقی گھڑی ہوئی بے شمار کہانیاں پیش کرتا ہے، خاموش ہوجاتا ہے جب کبھی وہ روح کے وجود کا سامنا کرتا ہے۔ کیونکہ روح مادہ نہیں ہوتی ہے۔ وہ ایک مابعدُ الطبیعیّاتی یا الٰہیّاتی تصور ہوتی ہے۔

اور مابعد الطبیعیات یا الٰہیات جو ماوٗرائے طبعی اشیاء سے ہٹ کر فلاسفی کے

حقائق ہوتے تھے جن کو مادہ پرست لوگ بالکلیہ طور پر قبولنے کے لئے ناقابل ہوتے تھے، کیونکہ یہ علم میں، لاشعوری واقعات، اتفاقات اور علی الحساب طریق ہائے عمل جنکی کہ وہ پرستش کیا کرتے تھے، خاطر میں نہیں لائے جاتے تھے۔ مابعدالطبیعیات علم ایک شعوری تخلیق کی شہادت پیش کرتا ہے، دوسرے الفاظ میں، اللہ کے وجود کو ظاہر کرتا ہے۔ جو کہ بہرحال، وجہ تھی کہ کیوں مادہ پرست لوگ روح کے وجود، قدیم یونان کے دِنوں سے ہی انکار کرتے آرہے تھے۔ یہ کشمکش، جو قائم رہی تھی قدیم یونان سے ہنوز آج تک بھی ہے، اب بے معنی ہوچکی ہے کیونکہ وہاں ہوتی ہے ایک ہستی جو بناتی ہے ایک آدمی کو اِنسان حقیقی معنوں میں، جو تمہیں کہنے دیتی ہے، ''یہ میں ہوں۔''

جو، دوسرے الفاظ میں، تمہاری روح ہوتی ہے: وہ وجود رکھتی ہے، اور وہ اللہ کی ملکیت ہوتی ہے۔ سائنس حتمی طور پر ثابت کرتی ہے کہ اِنسان کی روح تمام چیزوں کا مشاہدہ کرتی ہے جیسا کہ وہ اُس کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ وہاں پر اِن تصوراتی فہم وادراک سے آگے کسی حقیقت کا کوئی بھی حوالہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اِس بات کو دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ، جو کھلے طور پر اظہار کرتی ہے کہ صرف مطلق ہستی اللہ کی ہوتی ہے یہ ثبوت سائنس کے ذریعہ ایسے ذہنوں کو باور کرانے کے لئے اہمیت کا حامل ہوتا ہے جو اپنے دانست میں مادی فلاسفی کو معبود ٹھہراتے ہیں۔ حقیقت میں، ویسے، وہ تمام صاحب فکرو ذہانت ہوتے ہیں، جانتے ہیں کہ وہ اپنے میں ایک زبردست روح رکھتے ہیں۔ ہر کوئی جو پورے طور پر اپنے عقل وخرد کا استعمال کرتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ یہ روح ہوتی ہے، جو لطف اندوز ہوتی ہے سوچتی ہے، تصفیہ کرتی ہے، پرکھتی ہے، اور محسوس کرتی ہے خوشی اور جوشیلے جذبات کو، محبت کرتی ہے، کسی کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتی ہے، فکرمند ہوتی ہے، ایک سیپ کے ذائقہ سے لُطف اُٹھاتی ہے، موسیقی سُن کر مسرت کا اظہار کرتی ہے، اور تو اور یہ ہوائی جہاز بناتی ہے، فلک بوس عمارتیں کھڑی کرتی ہیں اور معمل خانے (Laboratories) تیار کرتی ہے جس میں وہ خود کا معائنہ کرتی ہے یا کراتی ہے۔

اگر اِنسان اپنے میں روح رکھتے ہیں، وہ بے قاعدہ طور پر تخلیق نہیں کئے جاسکتے

ہیں۔ وہاں پر، اِس دُنیا میں، اُن کی موجودگی کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے۔ تمام لوگ جو روح رکھتے ہیں اللہ کی ملکیت ہوتے ہیں اور اپنے دورانِ حیات میں اَز مائشات سے گذرتے ہیں، بعد کی زندگی میں وہ ذمہ دار قرار دیئے جاتے ہیں جو کچھ کہ وہ موجودہ زندگی میں سوچتے اور کرتے رہے ہوتے ہیں۔ وہاں پر، اِس موجودہ زندگی میں یونہی بغیر سوچے سمجھے یا بلا مقصد کے جینے کا کوئی مطلب نہیں ہوتا ہے۔ وہاں پر، اِس زندگی میں، کوئی اتفاقی واقعات نہیں ہوتے ہیں، جیسا کہ ڈارونسٹس خیال کرتے ہیں۔ ہر چیز اللہ کی مرضی سے تخلیق کی گئی ہے''۔ ہوتے ہوئے آزمائشات کے ایک جُز کے جن سے کہ ہم کو گذرنا ہوتا ہے۔ یہ زندگی جو موت کی شکل میں اختتام کو پہنچتی ہے، صرف واحد چیز جو ہمارے پیچھے چھوٹ جاتی ہے وہ ہمارا جسم ہوتا ہے۔

روح، دوسری طرف، جیتی ہے اپنی دائمی زندگی، بعد کی زندگی میں، جو کہ اُن کے اعمال کے لحاظ سے صحیح ٹھکانہ ہوتا ہے۔

یہ بڑی خوش خبری ہوتی ہے ہر کسی کے لئے جو اِس بات پر یقین کرتے ہیں کہ وہ ایک روح رکھتے ہیں اور جو قابل ہوتے ہیں سراہنے اپنے خالق کے اوصاف کو اور جلال و جمال کو۔ ڈارونسٹس، بہر حال، جاری رکھتے ہیں، خالق کی اِس حقیقت سے، انکار کو اپنے اِن تمام ذرائعوں کے ساتھ جو اُن کو حاصل ہوتے ہیں، اور ساتھ ہی قائم رہتے ہیں اِس بات پر کہ وہ اپنے میں کوئی روح نہیں رکھتے ہیں۔ وہ اپنا انکار کرنا جاری رکھتے ہیں کہ وہ ایک دن قادر مطلق اللہ کے ہاں حاضر ہوں گے۔ یوم قیامت سے بھی وہ انکار کرتے رہے ہوتے ہیں اپنی ساری زندگیوں کے دوران وہ اِس خیال کو بھی جاری رکھتے ہیں کہ وہ یونہی علی الحساب طور پر بنے ہیں جواہر کے مجموعات سے اور نظر انداز کرتے ہیں اِنسانی معجزاتی شعور کا جو DNA کی دریافت کی وجہ بنا تھا، خلیہ کی اندرونی افعال کی دریافت سے جو دنیائے انسانیت کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اِنسانی روح، ڈارونسٹس اور اُن کے حامیوں کو ایک خطرناک گومگو کی کیفیت میں اُلجھائے رکھی ہے، جو ایک بنیادی حقیقت ہے جس کی وضاحت وے نہیں کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حل اپنے طور پر نکال سکتے ہیں۔ اللہ نے اُنہیں ایک ایسا سائنسی

ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ وہ مغلوب سے ہوگئے ہیں اور وہ مادیت کی بے ثباتی سے انکار نہیں کر سکتے ہیں۔ اِس کی روشنی میں، روح کے وجود سے متعلق اُن کے اعتراضات ناکارہ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اللہ قرآن کی اِن آیات میں ہم سے یوں مخاطب ہوتا ہے:

''اور اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اِس کا کہنا نہ کرے، اور اُن کو اِن کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو۔ اور جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ اُن کے دشمن ہو جائیں گے اور اُن کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے۔'' (سورۃ الاحقاف، 5,6)

ڈارونسٹس اور مادہ پرست کو ضرورت ہے سمجھنے کی کہ واحد مطلق ہستی اللہ کی ہوتی ہے۔ اِس حقیقت کا سامنا کرنے پر، سارے کھوکھلے، بے کار کے بہکاوے اور اوہام پرستانہ صعیف الاعتقادات تمام کے تمام ایک ناقابل عبور غیر یقینی صورت حال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

اللہ اپنی زبردست طاقت کے ساتھ تمام اشیاء کو اپنے حیطۂ اختیار میں لئے ہوتا ہے۔ یہ تمام کچھ اِس کی ملکیت میں ہوتے ہیں اور اُس کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ تخلیق اور روح کے وجود سے انکار، اِن حقائق کو ذرہ برابر بھی نہیں بدلتے ہیں۔

یہ کتاب مادہ پرستوں کی سب سے بڑی غلطیوں میں سے ایک پر غور کرتی ہے، سائنسی شہادت اِس فاش غلطی کو اور ڈارونیزم کے گومگو کی حالت کو اِس کا سامنا کرنے پر اور روح کے یقینی وجود کو منظر عام پر لاتی ہے۔ دُنیا جس کو کہ روح سمجھتی ہے وہ محض ایک فریب نظر کا دھوکہ ہے، ایک وہم اور بالکلیہ مطلق ہستی، جو حکمران ہے ساری کائنات پر، اللہ ہے، حاکم اور آقا زمین اور آسمان کا۔ لہٰذا وہ جو کھلے ذہن کے مالک ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں اِس حقیقت کو، دیکھتے ہیں دُنیا کو ایک دوسرے تناظر میں اور جانتے ہیں کہ اللہ ہے اُن کا صرف واحد محافظ۔ بعد کی زندگی میں نجات حاصل کرنے کے لئے، اپنی صحیح زندگی میں، لوگوں کو ضرورت ہے سلوک مسلوک روا رکھنے کی اس سمجھ کی روشنی میں۔

☆ مادیت ختم ہو چکی ہے اور غائب ہو چکی ہے

مادیت پسندی: ایک زمانہ کا وہم

قدیم یونان کے فلاسفرس خیال کرتے تھے کہ تمام اجسام ننھے ذرات سے بنے ہوتے ہے جو جواہر (Atoms) کہلاتے ہیں۔ وہ خیال کرتے تھے کہ یہ جواہر جو شکل دیتے تھے کائنات کو اور تمام جانداروں کو، بغیر کسی ارادہ کے یا تعین کے اور بغیر کسی دانستہ مداخلت سے گذرنے کے۔ اِس اعتقاد کے مطابق، مادہ لازمان اور دائمی ہوتا تھا، اور مادہ سے آگے کچھ بھی نہیں رہا ہوتا تھا۔ مافوق الفطرت واقعات جو وجودوں کے طرز عمل میں مداخلت کرتے تھے اور اُن کی ساختوں میں تبدیلی لاتے تھے ہوتے تھے محض اوہام، جو نا قابل قبول ہوتے ہیں۔ تمام کھُلی سچائیاں اور اُصول اِس مفروضہ پر قائم تھی کہ مادہ ایک بالکلیہ حقیقت تھی۔ چونکہ دائمی ہوتا تھا، کائنات کو بھی ساتھ میں دائمی ہونا ہوتا تھا، اور وہ تصور دہریت کی بنیاد ثابت ہوا تھا۔ اگر ساری کائنات ہمیشہ کے لئے اپنا وجود رکھتی تھی، تب مادہ پرست کی غلط عقیدگی کے مطابق، یہ ناممکن ہوتا تھا مادہ اور کائنات کے لئے کہ کبھی وہ تخلیق کئے گئے ہوں گے۔

مادہ پرستوں کے مطابق، کائنات کو بھی دائمی ہونا چاہیے تھا، اور اِس لئے، وہاں کوئی مقصد یا خاص تخلیق کی ضرورت اس میں لاحق نہ ہوتی تھی۔

مادہ پرست خیال کرتے تھے کہ تمام میزانات، توازن، ہم آہنگی اور ترتیب کائنات میں بالکلیہ طور پر اتفاقات کے نتائج ہوتے تھے۔

اُن کا دعویٰ ہوتا تھا کہ ہر چیز وجود میں آئی تھی بے شعور جواہر کے علی الحساب اجتماع کے نتیجہ میں۔ اور کوئی بھی مادہ چاہے وہ کتنا ہی پیچیدہ کیوں نہ ہو، میزان اور شاندار با قاعدگی میں ظاہر ہوتا تھا بیرونی دُنیا میں، یہ سب ہنوز ہوتے تھے بے مقصد اتفاقات کے نتیجہ میں۔

مادہ پرست دماغ یہ قبل از قبل رائے رکھتے تھے، یا تصور کا تعین قدیم یونان کے دنوں سے ہی رکھا کرتے تھے۔ چونکہ مادہ پرستی کائنات سے متعلق مقصد اور تخلیق جیسے تصورات کو نظر انداز کرتے تھے، اِس لئے وہ ایک خالق کے وجود کے بھی منکر ہوتے تھے۔

اگر سچ کہیں تو مادہ پرستی ایک ایسی فلاسفی تھی جو محض اللہ کی وجود سے انکار کے لئے بنائی گئی تھی: کئی تحریکات، تصورات اور عقلی نظامیں جو اللہ میں ایمان سے انکار کرتے تھے، ہوتے تھے، اس طرح سے اُن کی جڑیں مادہ پرستی میں ہوا کرتی تھی۔ دوسرے الفاظ میں، مادیت، دہریت کا بہت ہی متاثر کُن مذہب تھا۔

Stanley Sobottka، ورجینیہ یونیورسٹی کے طبعیات کے ایک پروفیسر مادیت کے گمراہ کن موقف کو اِن اصطلاحوں میں بیان کرتا ہے: اگر ہم اِس طریق میں یقین رکھتے ہیں (مادیت میں یقین)، ہم کو اِس نتیجہ پر آنا ہوگا کہ ہر چیز، بہ شمول ہم سب اور تمام زندگیاں، پورے طور پر طبعیاتی قانون کے تحت ہوتے ہیں، طبعی قانون ہی صرف ایسا قانون ہے جو ہمارے مقاصد، اور ہماری قسموں کو اپنے تابع رکھتا ہے جس میں مادہ اور توانائی کو ہماری اولین ترجیح ہونا ہوتا ہے، گویا کہ جو ہمارے تمام خواہشات آرزوؤں کے Object ہوتے ہیں۔

خصوصی طور پر، اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہماری زندگیوں کو مرکوز کرنا ہوگا—— حاصل کرنے مادی اشیاء کو (بہ شمول اجسام کے)، یا کم سے کم دوبارہ دنیا ہوگا یا اُن میں بدلاؤ لانا ہوگا، تا کہ پیدا کرنے زیادہ سے زیادہ مادی طمانیت اور خوشیاں۔ ہم کو خرچ کرنا ہوگا ہماری ساری توانیوں کو اِس جُستجو میں، کیونکہ وہاں کوئی اور مقصد نہیں ہوسکتا ہے۔ اور اِن تمام میں ہماری کوئی پسند کا دخل نہیں ہوتا ہے، کیونکہ ہم پورے طور پر طبعی قانون کے تابع ہوتے ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم پھنسے ہوئے ہوتے ہیں اِن اعتقادات اور خواہشات میں، پھر بھی ہم اُنہیں ہلا بھی نہیں سکتے ہیں۔ وہ بالکلیہ طور پر ہم پر اپنا حکم چلاتے ہیں۔ مادی فلاسفی کا ایک جامع، نجی اور اختصاری بیان، محض ''میں ایک جسم ہوں'' ہوتا ہے۔ قدیم یونان میں، مادہ پرست لوگ غیر منطقی طور پر خلاف سائنس مذہبی وابستگیاں رکھتے تھے۔ اُس لحاظ سے، مادہ پرست ساری تاریخ میں اِس بات کا تاثر دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ اللہ پر ایمان اور سائنس ایک دوسرے کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ حقیقت میں، بہرحال، سائنس غیر معمولی طور پر اللہ کے وجود کی شہادتیں پیش کی ہیں، اور اُس کی

دریافتیں، مادہ پرست کے قائم کردہ اُن تصورات کے خلاف خاطر خواہ کام کیے ہیں، جو اللہ پر ایمان کے خلاف نبرد آزما ہوا کرتے تھے۔ بہ شمول ڈارونیزم کے، بے شک، کشمکش خلاف ڈارونیزم کے بنیاد کے مادہ پرستانہ شروعات پر ایک حملہ تصور ہوتا ہے۔ ساری انسانی تاریخ کے دوران، مادہ پرست لوگوں کا دعویٰ تھا کہ تمام ہستیاں محض جواہر کا مجموعہ ہوتی تھی اور یہ انسانی بھیجہ Neurons کے ایک جال کے سواء کچھ اور نہ ہوتا تھا۔ وہ انسانی دماغ کا سامنا کرنے کے قابل نہیں ہوتے تھے، اور وہ اِس کی وضاحت کچھ اِس طرح کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ اُن کے Neurons کے درمیان محض الکٹرو کیمیکل باہم دیگر عمل ہوتا ہے۔ مادہ پرست لوگ اپنے آپ کو بطور حیوان کے یا مشین کے بیان کرنے میں کوئی قباحت نہیں محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ہستیوں کا مقام ساتھ شعور کے دینے سے انکار کرتے ہیں، اور وہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اتفاق سے وجود میں آئے تھے۔ تاہم یہ اُن کا بہت ہی غلط تصور تھا، اور بد قسمتی سے ان کے اطراف ایک جھوٹ کا جال بنا گیا تھا تا کہ اللہ کے وجود کا انکار کیا جا سکے۔

Quantum ذرات کے لحاظ سے طبعیاتی ماہر، اسٹیفن ایم بار، کا بارٹال تحقیقی اِدارہ میں، ڈلادرے کی یونیورسٹی پر، کہنا تھا کہ یہ لوگ جو مادہ کی مطلق حقیقت پر یقین رکھتے تھے، زمانہ قدیم کے بُت پرستوں سے کچھ بھی مختلف نہیں ہوتے تھے۔

ٹھیک جیسے قدیم بُت پرستوں کے، اِنسانوں کو لازمی طور پر Subhuman کے ظاہر کرتے ہیں۔ Pagans (بُت پرست) مادہ کو معبود ٹھہراتے تھے، مادہ پرست لوگ بھی ایسا ہی کرتے تھے روح کے وجود کا انکار کر کے اور ہر چیز کے رول کو کم کرتے ہوئے مادے تک پہنچاتے تھے۔ Pagans اعلان کرتے تھے کہ واقعات سیاروں اور ستاروں کے مداروں کے ذریعہ سے طے کئے جاتے تھے، مادہ پرست لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اُن کے بھیجہ میں ہارمونس کے اُتار اور بہاؤ سے کنٹرول کئے جاتے تھے۔ Pagans، (جھوٹے حیوان دیوتاؤں کے سامنے اِن کی پوجا) کی غرض سے خود کو سجدے میں گرا لیتے تھے، مادہ پرست لوگ دعویٰ کرتے تھے وہ خود حیوانوں سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔

Oregon، Amit Goswami کے جامعہ کے نظریاتی سائنس ادارہ کے ایک پروفیسر کے، بیان کرتا ہے کہ مادہ پرست لوگ بنیادی منطق کے ساتھ لوگوں کو یہ یقین دِلانے کی کوشش کرتے ہیں: ہم مشروط ہیں یقین کرنے کہ ہم سب اِنسان مشینیں ہیں ——یہ کہ ہمارے تمام حرکات طے کئے جاتے ہیں تحریکات سے جو ہم وصول کرتے ہیں اور ہمارے پہلے کی شرط اولین سے۔ بطور جلاوطن کے، ہم کوئی ذمہ داری نہیں رکھتے، حقیقت یہ ہے کہ، بہر حال، کہ اللہ نے پیدا کیا ہے آدمی کو۔ اور آدمی ایک ہستی نہیں ہوتا بغیر کسی مقصد اور ذمہ داری کے۔ مادہ پرستوں کے دعوے کے بر خلاف، آدمی بغیر سوچنے والی مشین کی طرح نہیں، ہوتا ہے۔ آدمی ایک ہستی ہوتا ہے جو اللہ کے سامنے ذمہ داری کے ساتھ ہوتا ہے اور اپنے سارے کاموں کا حساب دینے کا آئندہ زندگی میں، پابند ہوتا ہے۔

مادہ پرست کی منطق کہ کوشش کرنا ہٹانے لوگوں کو اِس حقیقت سے، صاف طور سے رہی ہے تمام دنوں میں ساری تاریخ کے دوران، قدیم یونان کے ابتدائی دِنوں سے ہی۔ پھر بھی یہ صرف 19ویں صدی میں کہ یہ اعتقاد پھیلایا گیا تھا اور قائم ہو گیا تھا بطور ایک طے کردہ ذہانت بھرے نظام کے۔ 19ویں صدی میں، ایک بڑی اکثریت کلاسیکی ماہرین طبعیات نے خیال کیا کہ مادہ کے بنیادی اجزاء بے جان اور نہ دکھائی دینے والے جواہر ہوتے تھے، ٹھیک مثل ننھے بلیرڈ بال کی طرح، اور یہ کہ پرفکٹ باقاعدگی اور پیچیدگی کائنات میں ہوتی تھی ایک نتیجہ تھا اِن کی علی الحساب حرکات کا اور اِن جواہر کے مرکبات کا۔ اِن کے نظریہ میں ہر چیز زمین بہ شمول زندگی وجود میں آئی تھی اتفاق سے کے ایک سلسلے سے اندھے بے شعور طریقہ ہائے عمل سے۔ جواہر قائم کئے تھے بنا وضاحتی اتحادات کے اور پیدا کیا تھا دُنیا کو جس کو ہم دیکھتے ہیں اُس کے تمام پرفکٹ خصوصیات کے ساتھ —— اور ہم سب کو بھی، ہمارے دماغوں اور شعور کے ساتھ۔

اِن دعووں کو قائم کرتے ہوئے، مادہ پرست لوگ جستجو میں لگے رہتے تھے یقین دلانے لوگوں کو اِس تصور کے ساتھ کہ آدمی نہیں بنایا گیا تھا ایک خالق سے اور یہ کہ مادہ سے ہٹ کر، کسی چیز کا وجود نہ ہوتا تھا۔ حقیقت میں، ویسے، یہ کہ آدمی کھلے طور پر پیدا کیا گیا تھا

پرفلکٹ نظاموں اور میکانیزمس کے ساتھ، ایک غیر معمولی دماغ اور ذہانت کے ساتھ۔ وہاں پر زمین پر کوئی بھی بے شعور طریقہ ہائے عمل، اُس قسم کے جو کہ مادہ پرستوں نے تجویز کئے تھے نہیں تھا اور کوئی بھی بغیر سوچ کی ساختیں اور نظامس اُبھرے تھے بعد اتفاق کے ایک نتیجہ کے۔ ہر چیز پیش کرتی ہے۔ ایک پیچیدگی اور جلال و جمال جو کہ اکثر انسانی دماغوں کی صلاحیت سے بہت آگے ہے سمجھنے میں، اور اس قدر پرفلکٹ تفصیل میں ہوتے ہیں کہ وہ اتفاقات کے تمام امکانات کو خارج کر دیتے ہیں۔ زمین بذات خود ظاہر کرتی ہے تخلیق کے ثبوتوں کو۔ اِن حقائق کے باوجود، بہر حال، مادہ پرست لوگ اپنے دعوؤں میں زور دیتے ہوتے تھے کہ بے شعور جواہر تمام اشیاء کی بنیاد ہوتے تھے۔ اِس لئے جو کچھ کہ مادہ پرستوں کے مطابق، ہوتے تھے یہ جواہر، مبداء تمام اور چیزوں کے لئے جو وجود رکھتے تھے؟ ایک صورت میں، ہم آب جانتے ہیں کہ جوہر کے مرکزہ (Nucleus) کا اگر خیال کرتے ہیں، جو Neutrons اور Protons سے بنا ہوتا ہے، بطور ایک Pinhead کے ٹھیک ایک ممر (املی میٹر) کے قطر میں، تب ایک الکٹران مرکزہ کے اطراف چکر لگاتا ہے اور اس طرح گھومتا ہے ایک فاصلہ تک ایک سو میٹرس یا 328 فٹ کے خوربنی اضافیت کے! اِس قابل لحاظ حجم میں درمیان مرکزہ اور الکٹرانس کے، صرف واحد چیز جو وجود رکھتی ہے وہ خالی جگہ ہوتی ہے۔ یہ 100 میٹرس کا خلاء (Void) ہوتا ہے لفظی معنوں میں ''خالی''۔ اِس وجہ سے ایک لحاظ سے، ماہرین اپنے دانست میں حق بجانب ہوتے ہیں جوہر کے تعلق سے بطور ایک خالی خلاء کے۔ برٹش طبعیاتی ماہر سر آرتھر اِڈینگٹن کے الفاظ میں، مادہ زیادہ تر ہوتا ہے، ''ویران خالی جگہ''، ہوتے ہوئے ٹھیک، یہ ہوتا ہے 99.9999999% خالی جگہ کے، ہر جوہر میں۔

Fred Alan Wolt، ایک ذراتی طبعیاتی ماہر پروفیسر جامعہ کیلیفورنیا، جو ہر سے متعلق اِس حقیقت کو بیان کرتا ہے: اگر تم ٹھہرتے ہو سوچنے کچھ دیر کے لئے بارے میں جوہر کے اِس خلاء کے مطلق طور پر، تم جان سکتے ہو کہ زندگی سیارہ پر جیسا کہ ہم رہتے ہیں، یہ حقیقت میں ہوتا ہے ایک تعجب، غور کرتے ہوئے کہ ٹھیک کس قدر خالی کائنات حقیقت میں

ہوتی ہے۔ حقیقت میں، کائنات 99% سے زائد کچھ بھی نہیں ہے! اور خیال کرتے ہوئے کہ کائنات ہنوز پھیلی جارہی ہے ایک حیرتناک شرح سے، وہ ہوتی جارہی ہے زیادہ خالی مقابلہ میں وہ کبھی رہی تھی! اِس لئے اس بات کو دیکھنے کے دوران ہم کو حیرت میں رکھتی ہے، جب ہم ننھی سی دُنیا جو ذیلی جوہر مادہ کی ہوتی ہے؟ وہ حتکہ اور خراب حالت میں ہوتی ہے۔ وہاں کسی چیز کا وجود نہیں ہوتا ہے صاف طور سے اگر کہیں تو۔

20 ویں صدی کے شروع میں معلوم ہوا تھا کہ وہاں ایک بہت ہی عظیم خالی جگہ ہوتی تھی ہر جوہر میں؟ جو کہ سمجھا جاتا تھا بطور اقل ترین جُز کے تمام اشیاء کا، اور یہ جگہ رکھتی تھی ایک مرکزہ اور الکٹرانس جو اِس کے اطراف چکر لگاتے تھے بہر حال، صرف عمومی خطوط پر مادہ کے—جوہر اور اُس کے ابتدائی حصے۔ سمجھے جاتے تھے۔

اس لئے وہاں جوہر کے مرکزہ میں کیا ہوتا تھا، ایک جگہ میں ٹھیک 18-10 کیلو میٹر کی جسامت میں، یا ایک دس لاکھویں حصہ کے دس لاکھویں حصہ میں، ایک کیلو میٹر کے؟ جو تھی ایسی کوئی قیمت جو سائنس دانوں کو بھی نا معلوم تھی۔

1960 کے دہے میں ایک بہت ہی نمایاں سائنسی دریافت کی گئی تھی۔ یہ جانا گیا تھا کہ پروٹان کی گہرائیوں میں، وہاں ہوتے تھے ذرات جو بطور Quarks کہلاتے تھے۔ یہ غیر معمولی طور پر ننھے ذرات، پروٹان کے لئے وجہ ہوتے تھے رکھنے ایک الکٹرک پازیٹو چارج، اور نیوٹران بغیر کسی چارج کے ہوتے ہیں۔ تحقیق واقعتاً ایک شاندار طور پر پیچیدہ دنیا کی موجودگی کو ظاہر کرتی تھی جو بنی ہوتی تھی ٹھیک 0.0000001 حصہ میں ایک جوہر کے جتنا زیادہ مادہ پرست ایک جوہر کی گہرائی میں اُترتے تھے اور اُتنے ہی زیادہ غیر معمولی تفصیلات وہ دیکھے ہوتے مادہ کے اقل ترین بلڈنگ بلاک میں، اور زیادہ وہ جستجو کرتے کچھ حل ڈھونڈھ نکالنے کی تاکہ اپنے اِرتقائی نظریہ کو دوسری سمت میں فروغ دے سکیں۔ ساری کائنات کے لئے بنانے لاشعوری طور پر اور بے ڈھنگے طرح سے، اُنہیں دُنیا والوں کو سمجھانا ہوتا کہ کیسے نہ محض جواہر بلکہ دُنیا بھی جوہر کے اندر،—دوسرے الفاظ میں، جواہر کے ذیلی ذرات— آئے تھے وجود میں اتفاق سے یہ خیال کہ مادہ تھا ایک واحد شئے جو موجود ہوتی

تھی پنپتے ہوئے مادہ پرست کے ذہنوں میں، جب تک کہ Quantum Physics کی دریافت نہیں ہوئی تھی۔

☆ نظریہ مقادیر(Quantum Physics)

ایسی دریافت جو سائنسی بنیاد پر مادیت کو ختم کرتی ہے

جس راہ پر طبعی کائنات بنی ہے، وہاں پر......کافی کچھ ایسا ہے، جو نشاندہی کرتی ہے ایک چیز کی موجودگی کی جو روح کہلاتی ہے۔ جہاں سے میں شروع کرتا ہوں تلاش اِس روح کے لئے، جو ہوتی ہے کوانٹم میکانکس کی Nature میں یا کوانٹم فزکس میں، جو اِشارہ دیتے ہیں کہ وہاں پر طبعی دُنیا میں روحانی بنیادی مواد ہوسکتا ہے— کہنا تھا، کیلیفورنیہ کی یونیورسٹی کے مشہور ذراتی طبعیاتی ماہر، Fred Alan Wolf کا۔ ائزاک نیوٹن کے مطابق روشنی ایک شئے کا بہاؤ ہوتی تھی جو Corpuscles کہلاتی ہے۔ یہ بنیاد تھی روایتی نیوٹونین طبعیات کی— جس کو تسلیم کرلیا گیا تھا جب تک کہ کوانٹم فزکس کی دریافت منظر عام پر نہ آئی تھی— اِس دریافت کی رُو سے روشنی پورے طور پر ذرات کے مجموعہ پر مشتمل ہوتی ہے۔
بہر کیف، جیمس کلرک میاکسول، 19 ویں صدی کا ایک طبعیاتی ماہر نے تجویز پیش کی تھی کہ روشنی کا اظہار Wave Action سے ہوتا ہے۔ تاہم کوانٹم کا نظریہ طبعیات کی اِس بڑی بحث میں باقاعدگی لاتا ہے۔

1905ء میں Albert Einstein نے دعویٰ کیا تھا کہ روشنی اپنے میں Quanta رکھتی ہے، جو توانائی کے چھوٹے Packets ہوتے ہیں۔

اِن توانائی کے Packets کو Photons کہا جاتا تھا۔ اگرچہ کہ یہ بطور ذرات کے بیان کئے جاتے تھے، Photons مشاہدہ میں آسکتے ہیں ہوتے ہوئے بطور Wave Motion کے، جیسا کہ اِس چیز کو ماکسول نے 1860ء کے دہے میں پیش کیا تھا۔
اِس لحاظ سے روشنی ہوتی ہے ایک عبوری مظہر، Wave اور ذرہ کے درمیان— ایک صورت حال جو نیوٹونین طبعیات کی اصطلاحوں میں ایک بڑے تضاد کا پیش خیمہ ثابت ہوئی تھی۔

Einstein کے فوری بعد، ماکس پلانگ، ایک جرمن طبعیاتی ماہر، روشنی پر تحقیقات کی اور ساری سائنٹفک دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا، اِس بات کا تعین کر کے کہ روشنی دونوں یعنی ایک Wave اور ایک Particle پر محیط ہوتی تھی۔ اِس خیال کے مطابق جو تجویز کرتا تھا کہ کوانٹم نظریہ کے نام کے تحت، توانائی روشنی کی شکل میں پیدا ہوتی تھی بجائے مستقیم میں قائم رہنے کے مسلسل مداخلتی شکل میں اور الگ الگ Packets میں جاری رہتی ہے۔

ایک Quantum کی صورت میں روشنی، مثل ذرہ اور مثل موج کے دونوں خصوصیات کے ساتھ، ظاہر ہوتی ہے۔ ذرہ (Particle) جو Photon کہلاتا ہے اپنے ساتھ Space میں رکھتا ہے ایک Wave۔ دوسرے الفاظ میں، روشنی حرکت کرتی ہے مثل ایک موج کے فضائے بسیط میں، تاہم اپنے آپ کو پیش کرتی تھی بطور ایک کارکرد ذرہ کے جب کبھی وہ رُکاوٹ کا سامنا کرتی تھی۔

اِس بات کو دوسرے پیرائے میں ظاہر کرنے کے لئے وہ اختیار کرتی ہے توانائی کا فارم جب تک کہ وہ ایک رُکاوٹ کا سامنا نہیں کرتی ہے، جس وقت کہ وہ اختیار کرتی ہے Particles کا فارم جیسا کہ اگر وہ ننھے مادی اجسام سے بنے ہوتے تھے جو ریت کے دانوں کو یاد دلاتے ہوں۔

پلانک کے بعد اِس نظریہ میں مزید پیش رفت ذیل میں درج سائنس دانوں سے ہوئی تھی، جیسے اِلبرٹ اِنسٹائن، نیلس بُوہر، لوئی ڈی براگلی، اِروِن، سکروڈِنگر، وارنر ہنبرگ، پال انڈرین ماؤریس ڈیراک اور وولف گیانگ پالی۔ اِن میں سے ہر ایک اپنی دریافتوں پر نوبل انعام یافتہ رہا تھا۔

روشنی کی ماہیت سے متعلق نئی دریافت کے بارے میں گوسوامی کا بیان ذیل میں درج ہے:

جب روشنی بطور ایک موج کے دکھائی دیتی ہے، وہ دو یا زیادہ جگہوں پر بہ ایک وقت دکھائی دینے کے قابل ہوتی ہے۔ جیسا کہ جب وہ چھتری کے ننھے سوراخوں سے

گذرتی ہے اور پیدا کرتی ہے اور ایک بکھرا ہوا نمونہ، جب ہم اِس کو فوٹو گرافک فلم پر سمیٹتے ہیں تو، بہر کیف، وہ بتلاتا ہے جدا جدا، نقطہ بہ نقطہ، مثل Particles کی ایک کرن کے۔ اِس لئے روشنی کو ہونا چاہئے بہ ایک وقت ایک موج اور ایک ذرہ، دونوں بھی۔ صرف ظاہری طور پر مُتناقص، کیا ایسا نہیں ہے؟

خطرے میں ہوتی ہے قدیم طبعیات کی ایک فصیل: صاف زبان میں وضاحت۔ مقصد کے حصول کا خیال بھی خطرے میں ہوتا ہے: روشنی کی ماہیت کیا ہے—— روشنی کیا ہے —— کا انحصار، کیسے ہم اُس کا مشاہدہ کرتے ہیں، پر ہوتا ہے؟

سائنس داں اب مزید اِس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ مادہ بے جان اشیاء سے بنا ہوتا ہے، اور بے قاعدہ ذرات رکھتا ہے۔ کوانٹم فزکس کوئی مادی اہمیت نہیں رکھتی تھی، کیونکہ وہاں ہوتے تھے غیر مادی اشیاء مادے کے جوہر پر۔ جبکہ اِنسٹائن، فلپ لینارڈ اور ارتھر ہالٹی کامپٹن نے روشنی کے Particle کی ساخت کی تحقیقات کی تھی، لوئی ڈی براگلی روشنی کے موج کی ساخت کی چھان بین شروع کردی تھی۔

لوئی ڈی براگلی کی دریافت، ایک غیر معمولی دریافت تھی: اُس نے اپنی تحقیقات میں مشاہدہ کیا تھا کہ ذیلی جوہری ذرات بھی Wave جیسے خواص کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ذرات جیسے الکٹران اور پروٹان بھی Wave Lengths رکھتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں، جوہر کے اندر—— کیسے مادیت کا بطور مطلق مادہ کے اظہار ہوتا ہے——وہاں پر غیر مادی توانائی کے Waves ہوتے تھے، جو مادہ پرستوں کے اعتقاد کے خلاف ہوتے تھے۔ ٹھیک مثل روشنی کے، یہ ننھے ذرات جوہر میں وقت وقت پر مثل موجوں کے Behave کرتے ہیں، اور دوسروں پر ذرات کے خواص کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مادہ پرستوں کے توقعات کے برخلاف، مطلق مادہ کی جوہر میں بعض اوقات شناخت ہوسکتی تھی، تاہم دوسروں پر غائب رہتی تھی۔

یہ عظیم دریافت بتلاتی ہے جو کہ ہم خیال کرتے ہیں حقیقی دُنیا کا کہ وہ حقیقت میں ہوتی تھی خیالی دُنیا۔ اور مادہ پورے طور پر طبعیات کے Domain سے الگ ہو چکا تھا اور

مابعد الطبعیات یا الٰہیات کی جانب رواں دواں تھا۔

طبعیاتی ماہر رچرڈ فیمن اِس دلچسپ حقیقت، ذیلی جوہری ذرات اور روشنی کے بارے میں اِس طرح بیان کرتا ہے: اب ہم خیر سے جانتے ہیں کہ کیسے الکٹران اور روشنی اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن میں اِس مظہر کو کیا نام دے سکتا ہوں؟ اگر میں کہتا ہوں کہ وہ Behave کرتے ہیں مثل ذرات کے تو میں اپنے غلط تاثر کا اظہار کرتا ہوں، اور اگر میں کہتا ہوں کہ وہ مثل Waves کے Behave کرتے ہیں، جو کہ ٹکنیکل طور پر ایک کوانٹم میکانیکل طریقہ عمل کہلایا جاسکتا ہے۔ وہ ایک ایسے طریق میں Behave کرتے ہیں جو کسی اور چیز کے مماثل نہیں ہوتا ہے جو شائد ہی تم نے دیکھا ہو پہلے کبھی............ ایک جوہر Behave نہیں کرتا ہے مثل ایک وزن کے لٹکا ہوا ایک کمانی پر جھولتے ہوئے، اور نہ وہ Behave کرتا ہے مثل نظام شمسی کے ایک چھوٹے نمائندگی کے ساتھ چھوٹے سیاروں کے اطراف میں مداروں میں گھوم رہے ہوتے ہیں، اور نہ وہ ظاہر ہوتے ہیں ہوتے ہوئے کس قدر مثل ایک بادل کے یا کسی قسم کے دُھند یا کُہر کے اطراف میں مرکزہ کے۔ وہ Behave کرتے ہیں مثل کسی اور چیز کے نہیں جو شائد ہی تم نے پہلے کبھی دیکھا ہو۔

وہاں ہوتا ہے ایک آسان اظہار کم از کم۔ الکٹرانس اِس لحاظ سے Behave کرتے ہیں کہ وہ بالکلیہ طور پر جیسے Photons، Behave کرتے ہیں، گویا کہ وہ دونوں جُڑے ہوتے ہوں، تاہم ٹھیک طور سے اُسی طریق میں۔

کیسے وہ Behave کرتے ہیں، اِس لئے، وہ رکھتا ہے بہت کچھ تخیلاتی پرواز سراہنے کے لئے، کیونکہ ہم بیان کرنے جا رہے ہوتے ہیں ایسی بات جو کسی چیز سے بھی الگ ہوتی ہے، جس کے بارے میں تم جانتے ہو............ کوئی بھی نہیں جانتا ہے کہ مثل کس کے اور کیسے وہ ہوسکتی ہے۔

المختصر، کوانٹم طبعیاتی ماہرین کا کہنا ہے کہ بیرونی دُنیا ایک فریب نظر کے سوا، کچھ اور نہیں ہے۔ پروفیسر پیٹر ڈر، ماکس پلانگ کے، طبعیاتی ادارہ کا صدر، اِس حقیقت کا خلاصہ یوں کرتا ہے: وہ جو کہ مادہ ہوتا ہے، وہ مادہ کا بنا نہیں ہوتا ہے۔ 1920ء کے دہے کے بہت

سارے شہرت یافتہ طبعیاتی ماہرین میں سے ہر ایک، پال ڈیرک سے نائلس بوہر تک، اورالبرٹ انسٹائن سے ورنر ہنبرگ تک، کوانٹم تجربات سے حاصل ہونے والے نتائج کی وضاحت کرنے کی کوشش کی تھی۔ واقعتاً 1927ء میں، برسّل میں طبعیات پر منعقدہ پانچویں سالوے کانفرنس میں طبعیاتی ماہرین کا ایک گروپ جو بوہر، ماکس بارن، پال ڈائرک، ورنر ہنبرگ اور وولف گانگ پالی پر مشتمل تھا، ایک نتیجہ پر پہنچے تھے، جو Copenhagen Interpretation of Quantum Mechanics کہلاتا تھا۔ یہ نام گروپ کے لیڈر بوہر کے کام کے مقام پر رکھا گیا تھا، جو تجویز کرتا تھا کہ Physical Reality جو کوانٹم نظریہ سے پیش ہوتی تھی، کے معلومات ہم ایک نظام سے متعلق رکھتے ہیں اور اِن معلومات کی بنیاد پر موازنہ تیار کرتے ہیں۔ اُس کے نظر میں یہ مفروضات جو ہمارے بھیجہ میں بنتے ہیں اُن کو بیرونی حقیقت کے ساتھ کچھ کرنا نہیں ہوتا ہے۔

المختصر، ہماری اندرونی دنیا، کو کچھ کرنا نہیں ہوتا تھا بیرونی حقیقتی دنیا سے، جو دلچسپی کا اہم موضوع رہا تھا طبعیاتی ماہرین کے لئے ارسطو سے عصر حاضر تک۔ طبعیاتی ماہرین نے اپنے وچاروں کو چھوڑتے ہوئے راضی ہوتے ہیں اِس خیال کے تعلق سے کہ کوانٹم کی سمجھ صرف ہماری معلومات فزیکل نظام کی نمائندگی کرتی ہے۔ مادی دُنیا، جو ہم سمجھ سکتے ہیں وجود رکھتی ہے پورے طور پر بطور معلومات کے ہمارے بھیجوں میں۔ بالالفاظ دیگر، ہم کبھی بھی بالراست طور پر مادہ کو بیرونی دُنیا میں محسوس نہیں کر سکتے ہیں۔

جعفرے ایم شوارٹز، ایک اعصابی سائنس داں اور علم نفسیات کا پروفیسر جو کیلیفورنیہ یونیورسٹی سے تعلق رکھتا ہے، اِس قطعی نتیجہ کے بارے میں جو Copenhagen Interpretations سے اُبھرا تھا، بیان کرتا ہے:

جیسا کہ جہاں ارکھیبالڈ بے ساختگی کے ساتھ کہتا ہے، ''کوئی مظہر ایک مظہر نہیں ہوتا ہے جب تک کہ وہ مشاہدہ میں نہیں آتا ہے۔''

المختصر، کوانٹم میکانکس کے سارے رسمی وضاحتوں کا دارا و مدار ایک سمجھ میں آنے والی ہستی کے وجود پر ہوتا ہے۔

Amit Goswami، اِس بصیرت کی مزید وضاحت کرتا ہے:

مان لو کہ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا چاند وہاں ہوتا ہے جب کہ ہم اُس کو دیکھ رہے نہیں ہوتے ہیں؟ اِس حد تک کہ چاند آخرش ایک کوانٹم شئے ہوتا ہے (بنا ہوا، ہوتے ہوئے پورے طور پر کوانٹم اشیاء سے)، ہم کو کہنا چاہیئے نہیں— ایسا کہتا ہے طبعیاتی ماہر ڈیوڈ مرمن......

شائد بہت ہی اہم اور بہت ہی پوشیدہ، مفروضہ جس کا کہ ہم اپنے بچپن کے دنوں میں یقین کرتے رہے ہیں یہ کہ مادی دُنیا کے اشیاء وہاں پر وجود رکھتے ہیں— موضوعات سے ہٹ کر وہ مشاہدہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

وہاں پر قرائنی شہادت ہوتی ہے جو ایسے ایک مفروضہ کی تائید میں ہوتی ہے۔ جب کبھی ہم چاند کو دیکھتے ہیں، بطور ایک مثال کے، ہم پاتے ہیں چاند کو جہاں ہم توقع رکھتے ہیں ساتھ میں اُس کے معیاری طور پر عملاً با قاعدگی کے فطری طور پر ہم پیش کرتے ہیں، چاند ہمیشہ وہاں، Space Time کے لحاظ سے ہوتا ہے، حتٰکہ جب ہم اُسے نہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں، کوانٹم فزکس اِس بات کی نفی کرتی ہے۔ جب ہم نہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں، چاند امکان موجی پھیلاؤ کے لحاظ سے ہوتا ہے یعنی اشارے سے پرے پھیلاؤ رہنے پر ہوتا ہے، اگرچیکہ یہ بہت ہی قلیل مقدار میں ہوتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں، Wave روشنی کی ختم ہوتی ہے یکا یک طور پر، اِس طرح Space-Time, Wave میں نہیں ہوسکتی ہے۔ یہ چیز بناتی ہے زیادہ بامعنی کہ اختیار کریں ایک اُصول پرست کے مابعد الطبعیاتی مفروضہ کو: وہاں پر Space Time میں کوئی شئے نہیں ہوتی ہے بغیر ایک واقف موضوع کے جس کو کہ دیکھا جا رہا ہو۔

اِس کا، بے شک اطلاق ہوتا ہے ہماری احساساتی دُنیا پر۔ چاند کا وجود بے شک کھلے طور پر بیرونی دنیا میں ہوتا ہے۔ جب ہم اِس کو دیکھتے ہیں، جو کچھ کہ ہم واقعتاً سامنا کرتے ہیں وہ ہمارا اپنا چاند کے بارے میں اِدراک ہوتا ہے۔

جعفرے ایم مشوارٹز اِن بالا سطور کو، جو کوانٹم فزکس میں ظاہر کئے گئے تھے حقائق سے تعلق رکھتے ہیں، اپنی کتاب، 'دماغ اور بھیجہ' میں شامل کر لیا تھا: کوانٹم فزکس میں مشاہدہ

کے کردار پر غیر معمولی زور نہیں دیا جاسکتا ہے کلاسیکی طبعیات (نیوٹونین فزکس) میں، مشاہدہ کے نظام سے ایک ایسا رجحان رکھتے ہیں جو اُس Mind سے ہٹے ہوتے ہیں جو مشاہدہ اور گہرائی کے ساتھ اُن کی تحقیق کرتا ہے۔ کوانٹم فزکس میں، بہرحال، صرف ایک مشاہدہ کے عمل سے ایک حقیقی قدر رکھنے کے لئے ایک فزیکل مقدار ظاہر ہوتی ہے۔

شوارٹنز بھی مختلف طبعیاتی ماہرین کے اِس موضوع پر پیش کئے گئے نظریات کا خلاصہ پیش کرتا ہے: جیسا کہ جیکب برانوسکی انسان کے فروغ پانے پر یوں رقمطراز ہوتا ہے، ''فزیکل سائنس کے نزدیک مادی دُنیا کی ایک ٹھیک سے تصویر دینے کا مقصد ہمیشہ پیش نظر رہا ہے۔ 20ویں صدی میں طبعیات کا ایک بڑا کام، ثابت کرنا تھا کہ وہ مقصد ناقابل حصول ہوتا ہے۔''

............ہنبرگ کا کہنا تھا کہ حقیقی نشانہ کا تصور ''اِس طرح غائب ہوگیا ہے۔''

1958ء کی تحریر میں، وہ تسلیم کیا تھا کہ قدرت کے قوانین جن کو ہم کوانٹم نظریہ کے تحت حسابی عمل کے ذریعہ ترتیب دیتے ہیں مزید خود ذرات سے میل نہیں کھاتے ہیں بلکہ ابتدائی ذرات کی ہماری معلومات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ بوہر نے ایک دفعہ کہا تھا کہ یہ غلط ہے، اور کہا تھا، کہ ''خیال کرنا کہ فزکس کا کام ہوتا ہے معلوم کرنا کہ کیسے قدرت پیش آتی ہے فزکس متعلق ہوتی ہے کہ کیا ہم قدرت کے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔''

Fred Alan Wolf متلاشی طبعیاتی ماہرین میں سے ایک تھا، جو دستاویزی فلم، What the Bleep Do we Know، میں اِس حقیقت کو بیان کرتا ہے:

جو کچھ کہ اشیاء کو بناتا ہے وہ زیادہ طور پر اشیاء نہیں ہوتے ہیں۔

تاہم جو کہ اشیاء کو بناتا ہے، وہ ہوتے خیالات، تصورات، معلومات...... بہت ہی دلکش اور حساس تجربات کے نتیجوں میں اِنسانی دماغ مسلسل ایجادات گذشتہ، 80 سالوں کے دوران کرتا رہا تھا۔ اب وہاں پر کوئی نظریہ ایسا نہیں ہے جو کوانٹم فزکس کے خلاف جاتا ہے۔ نظریہ فیصلہ کُن طور پر اور سائنسی بنیادوں پر ثابت کیا جاچکا ہے۔ کوئی بھی اعتراض، خلاف اِن نتائج کے، کہا جاسکتا ہے، جن تک سائنسی دُنیا پہنچی ہے تجربات کے ذریعہ جو

انجام دئے گئے تھے گذشتہ دنوں میں مختلف انداز میں بار بار۔ کوانٹم نظریہ مسلسل جانچا گیا ہے سینکڑوں مختلف ممکنہ طریقہ ہائے عمل سے جو سائنس دانوں کے تدابیر و اختراعات سے ترتیب دئے گئے تھے۔ یہ نظریہ دلایا ہے نوبل انعامات کئی ایک سائنس دانوں کو جن کی دریافتیں کوانٹم فزکس کے نظریہ کے تقویت کا باعث بنتے رہے تھے اور ہنوز بدستور یہ سلسلہ جاری ہے۔

مادہ، نیوٹونین فزکس کا ایک بہت ہی بنیادی تصور اور جو کبھی غیر مشروط طور پر بطور ایک مطلق سچائی کے سمجھا جاتا تھا، خارج کردیا گیا ہے۔ مادہ پرست، قدیم اعتقاد کے حامی جو مادہ کو پورے طور پر اور قطعی طور پر وجود کے بلڈنگ بلاک کے لیتے تھے، کوانٹم فزکس کی مادہ کے مفقود ہونے کی سچائی سے حقیقی معنوں میں ابتری (Confusion) میں آگئے تھے۔ وہ اب فزکس کے تمام قوانین کی وضاحت مابعدالطبعیات کے دائرۂ عمل میں رہ کر کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔

اِس سچائی سے جھٹکہ مادہ پرستوں پر اثر انداز ہوا تھا، ابتدائی 20ویں صدی میں وہ اتنا بڑا تھا کہ جس کا اظہار اِن سطور میں نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تاہم کوانٹم طبعیاتی ماہرین، برائس ڈیویٹ اور نیل گراہام اِس بات کو اس طرح بیان کرتے ہیں: کوئی بھی ماڈرن سائنس میں انکشاف اِس قدر گہرا اثر اِنسانی سوچ پر نہ کبھی کیا ہے اور نہ کیا تھا پہلے کبھی اِنسانی تاریخ میں، جتنا کہ کوانٹم نظریہ کی دریافت نہ کیا ہے۔ گویا کہ وہ مروڑ کر رکھ دیا ہے صدیوں قدیم کے خیالی ماڈلس کو۔ ایک نسل پہلے کے طبعیاتی ماہرین اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں اختیار کرنے ایک نئی مابعدالطبعیات یا الٰہیات کو۔ تکلیف جو یہ پھر سے نئی راہ پر گامزن ہونے کی وجہ بنی تھی، جاری رہتی ہے فی زمانہ بھی۔

بنیادی طور پر طبعیاتی ماہرینِ نے ایک سخت نقصان کو جھیلا تھا، اُن کی حقیقت پر پکڑ میں اُنہوں نے ایک بڑے نقصان سے گذرے ہیں۔

☆ الکٹران کے Wave جیسے خواص اور سائنٹفک ثبوت

سب سے زیادہ اہم تجربہ جو ذیلی جوہری ذرات کی اِس دلچسپ خصوصیت کو ظاہر

کرتا ہے، وہ دوہرہ۔شگاف والا تجربہ ہوتا تھا۔

یہ تجربہ اِس بات کو دیکھنے کے لئے کیا گیا تھا کہ کیسے روشنی اور الیکٹرانس دونوں مثل Waves کے Act کرتے ہیں، اور کیسے دونوں، اِس حیرت انگیز خصوصیت کا یکساں طور پر مظاہرہ کرتے ہیں۔

موضوع کی ایک بہتر سمجھ حاصل کرنے کے لئے، ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ تجربہ ریت کے دانوں کے ساتھ کیا گیا تھا بجائے الیکٹرانس کے۔ پہلے، ریت کے دانوں کے ایک ماخذ (Source) کو سامنے لاتے ہیں، جیسا کہ ایک ریت پھوکنے کی پھکنی (Sand-Blower) ، پیچھے ایک دیوار کے۔ وہاں پر دیوار میں دو شگاف (Slits) رکھ چھوڑے ہوتے ہیں۔ اور دیوار کے دوسری جانب ایک بڑا(Screen) تان دیا جاتا ہے تا کہ اُن ذرات کی شناخت کی جا سکے جو اِن شگافوں سے گذرتے ہیں۔ ہر ریت کا دانہ جو Blower سے ڈھکیلا جاتا ہے، سفر کرتا ہے ایک شگاف سے اور Screen سے ٹکراتا ہے۔

جب ایک دفعہ دانوں کی ایک کثیر تعداد شگافوں کے ذریعہ گذر چکی ہوتی ہے اور Screen سے ٹکراتی ہے، تو ہم دیکھتے ہیں نقاط کے دو گچھے جو Screen پر ظاہر ہوتے ہیں، ایک گچھا بنا ہوتا ہے اُن دانوں کے Screen سے ٹکرانے سے جو پہلے شگاف سے گذرے تھے، اور دوسرا اُن کا جو دوسرے شگاف سے گذرے تھے۔ واقعات ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ ہم توقع کرتے ہیں۔

اب، خیال کرتے ہیں کہ ہم اِسی قسم کا ایک تجربہ ایک الگ طریقہ سے انجام دیتے ہیں۔ ہم Source اور Screen کے درمیان، تجرباتی ماحول میں پانی کے ایک Pool سے بھر دیتے ہیں، اور ایک ارتعاشی شئے بجائے ریت کے دانوں جیسے Source کے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ارتعاشی شئے پانی کو حرکت میں رکھتی ہے، جس کے نتیجہ میں Waves مسلسل طور پر پانی میں پیدا ہوتے ہیں، جو ہر سمت پھیل جاتے ہیں۔

ریت کے دانوں کے برخلاف، یہ موجیں پانی کی وسعتی سطح میں ایک ہی جگہ میں نہیں رہ پاتے۔ وہ پورے پوول میں پھیل جاتے ہیں۔ بطور ایک نتیجہ کے، موجیں بظاہر

دونوں شگافوں (Slits) سے گذرتے ہوئے یکساں طور پر پھیل جاتی ہیں، ایک دوسرے کا سامنا کرتے ہوئے اور ساتھ میں ایک دوسرے میں مداخلت کرتے ہوئے۔

جب ایک موج کا جھال لگن (Trough) کے پانی کے دوسری موج سے مل جاتا ہے، وے ایک دوسرے کی تعدیل کر دیتے ہیں۔ موج کا اثر غائب ہو جاتا ہے، وہاں پر کچھ بھی نہیں چھوٹتا ہے۔ یہ آپسی مداخلت، موجوں کی ایک بنیادی خصوصیت ہوتی ہے۔

جب الیکٹرانس کے تعلق سے تجربہ انجام دیا گیا تھا، بجائے ذرات کے ایک گچھے کے جو Screen کو Hit کرتے — جیسا کہ ریت کے دانوں کے ساتھ — الیکٹرانس مشاہدہ کئے گئے تھے مداخلت کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ۔ متوقع نتیجہ واقع ہونے میں ناکام ہو جاتا اگر الیکٹرانس گردانے جاتے محض ذرات کے۔ اس لئے، چونکہ الیکٹرانس مظاہرہ کرتے ہیں موج جیسی خصوصیت کے — ایک دوسرے میں مداخلت کرنے کی، تو وہ محض ذرات نہیں، ہو سکتے ہیں۔

تاہم وے Waves نہیں ہو سکتے یا دونوں — کیونکہ ٹھیک مثل ذرات کے وہ Hit کرتے ہیں Screen کو الگ الگ گروپس میں۔ اِس مثال میں، مشاہدات تجویز کرتے ہیں کہ الیکٹرانس جب چھوڑتے ہیں Source کو، وہ مقامی ذرات ہوتے ہیں، اور جب وہ پہنچتے ہیں Screen پر، لیکن تب وے Act کرتے ہیں مثل موجوں کے ہر سُو درمیان میں۔ یہ حقیقت میں بہت ہی جوابی طور پر وجدانی ہوتا ہے۔

یہ تجرباتی شہادت مادیت کو ہم سے دور کر دیتی ہے، جس کے مطابق، ہر ذرہ کو رکھنا ہوتا ہے ایک مقصدی وجود، کہیں بھی فضائے بسیط (Space) میں۔ اور یہ کہ مادیت کے مطابق، ایک الیکٹران کو اختیار کرنا ہوتا ہے ایک واحد راستہ ایک Space میں سے، اور حرکت کر نہیں سکتا ہے دونوں شگافوں سے ایک ساتھ مثل ایک موج کے جو مقامی نہیں ہوتی ہے۔ پھر بھی مادہ پرست کے توقعات، تجرباتی صداقت سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔

موج، جس کا ہم یہاں حوالہ دے رہے ہیں، وہ فزیکل موج سے مختلف ہوتی ہے جو پانی میں واقع ہوتی ہے۔ الیکٹران موجیں، ہماری فزیکل دُنیا کے تین ابعادی Space

میں، وجود نہیں رکھتی ہیں۔

Fred Alan Wolf، زیر بحث موج کے تصور کو یوں بیان کرتا ہے:

کوانٹم کے طبعیاتی ماہرین جب ایک Event کی Probability کا تعین کرتے ہیں، وہ ایک عدد کا حساب لگا لیتے ہیں۔ یہ عدد حاصل ہوتا ہے دو ریاضی کے تفاعلاتی Multiplications سے، جو Quantum Wave Functions کہلاتے ہیں—یا جیسا کہ میں اُنہیں نام دیتا ہوں، Qwiffs کے۔

Qwiffs خیال کئے جاتے ہیں کہ وہ حقیقی موجیں ہوتی ہیں جو Space اور وقت میں حرکت پذیر ہوتی ہیں۔ بہر حال، وہ حقیقی موجیں نہیں ہوتی ہیں، وہ بالکلیہ قیاسی ہوتے ہیں۔ وہ بذاتِ خود طاقتور فیلڈس نہیں ہوتے ہیں، مثل مقناطیسی میدان کے یا کشش ثقل کے میدان کے۔ وہ پیمائش نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ وہ نہ تو کمیت رکھتے ہیں اور نہ توانائی۔ وہ ہمارے دماغوں اور تخیلات میں ہوتے ہیں۔ اِس کا مطلب ہے، وہ وجود نہیں رکھتے ہیں، جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں حقیقی مادی اشیاء کا جو موجود ہوتے ہیں............

Dynamic Laws (حرکت کے قوانین) جو وقت کے خامیوں کو کنٹرول کرتے ہیں، جو ایک کہانی کو وجود میں لاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، جب وقت کی ایک خامی پیدا ہوتی ہے، دُنیا جس کو ہم عمومی اور غیر عمومی طور پر محسوس کرتے ہیں بطور باہر وہاں کہیں جو اُبھرتی ہے ہمارے دماغوں میں اور جو کچھ کہ ہم یقین کرتے ہیں وہ ہوتی ہے واقعیت پسندانہ حصہ داری حقیقت کے Wolf کے مطابق، الکٹرانس سے متعلق قطعی سائنسی سچائی، ممکنہ طور پر جیسے فزیکل یا ریاضی سے متعلق تصوراتی اصطلاحوں میں نہیں، سمجھا جا سکتا ہے۔ کسی بھی صورت میں، بہر حال، ہم بیرونی دُنیا کے حقائق سے کبھی بھی سیدھے تماس میں نہیں آ سکتے ہیں۔ گویا کہ یہ ہمارے لئے ناممکن ہوتا ہے کہ ہمارے اپنے فہم و ادراک سے آگے قدم بڑھا سکیں۔

دو ہیرہ شگاف تجربہ، تمام ذیلی جوہری ذرات کے ساتھ دہرایا جا سکتا ہے۔ تب نتائج ہر صورت میں وہی ہوتے ہیں، کیونکہ کوانٹم میکانکس کے تحت قوانین کے تحت ساری

کائنات ہوتی ہے۔ یہ حقیقت کہ، جب اربوں جواہر باہم ملکر پیدا کرتے ہیں کوئی بھی بڑی شئے یا اِنسان کو، امکانات اِس مداخلت کے اثر سے جو شائد ہی مشاہدہ میں رہے ہوں، کم ہوتے ہیں فوری طور پر۔ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ کوانٹم فزکس کے قوانین کا اطلاق ہونا بند ہو گیا ہے۔

یہ طریقہ عمل اب ٹھیک سے مشاہدہ کے قابل نہیں ہے۔ اِس لئے اِس حقیقت کا اطلاق تمام مادے پر ہوتا ہے۔ واشنگٹن یونیورسٹی کے ریاضی داں، تھامس مِک فارلین کے مطابق بڑی اشیاء جن کا ہم سامنا کرتے ہیں ہماری روز مرہ کی زندگیوں میں واقعیت پسندانہ طور پر وجودی مادے نہیں ہوتے ہیں، یا اور۔ اُس کے مطابق، ایک واقعیت پسندانہ طور پر وجودی دُنیا کا ظہور مشاہدہ سے ہٹ کر ایک وہم یا خیال ہوتا ہے۔

جو کچھ کہ کوانٹم میکانیکس سائنسی طور پر ثابت کیا ہے کہ واقعیت پسندانہ دُنیا ایک اِرتکازی موجی شکل میں وجود رکھتی ہے۔

طبعیاتی ماہرین کے مطابق، اصلی مسلہ جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے وہ دُنیا ہے جو ہمارے حواس خمسہ کے ذریعہ مشاہدہ میں آتی ہے، اعتقادی تفصیل، تیزی اور صفائی میں بہت اونچی ہوتی ہے، تاہم بیرونی دُنیا کبھی بھی واقعتاً ہم تک نہیں پہنچتی ہے۔ ہم کبھی بھی بیرونی حقیقت کو دیکھ نہیں سکتے، مادی دُنیا کی اصل باہر کہیں ("Out There") وجود رکھتی ہے۔

ہماری روز مرہ کی زندگیاں پیش کرتی ہیں ایک خیال جو غیر معمولی طور پر بیرونی حقائق سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

اس لئے، سوال پیدا ہوتا ہے کس بات کا— آیا فزیکل حقیقت یا کیا ہم پر ظاہر ہوتا ہے اس قدر واضح اور صاف — خیال کرنا ہوگا بطور معقول کے۔ تھامس جے۔ مک فارلین بیان کرتا ہے کہ جواب پایا جا سکتا ہے ایک تقابلی خط فاصل کھینچ کر۔

اِس کے کہنے کے مطابق، ہم خیال کر سکتے ہیں دور حاضر کے سائنس دانوں کا لوٹتے ہوئے تین ہزار سال پہلے کے ماضی میں اور ملتے ہیں لوگوں سے جو تصور کرتے ہیں، زمین چپٹی ہے۔ سائنس داں خوش خلقی سے اُن سے کہتے ہیں کہ وہ اِس موضوع پر غلطی پر

ہیں،اور یہ کہ زمین واقع میں کروی ہے۔

یہ لوگ تب سائنس دانوں سے پوچھتے ہیں، کیسے تم آسکتے ہیں ایسے ایک احمقانہ خیال پر؟ سائنس داں نا قابل ہوتے ہیں مہیا کرنے ایک واحد شہادتی ٹکڑا ثابت کرنے اُن کے مقالہ(Thesis) کو، اُس زمانہ کی علمی صُورت حال کے تحت۔ وہ لوگ، دوسری طرف، بالکلیہ قابل ہوتے ہیں وضاحت کرنے کہ دُنیا چپٹی ہے، اُن کے سارے تجربات اور شہادتوں کی بنیاد پر جو وہ رکھتے تھے۔ وہ استعمال کرتے ہیں Plane Geometry کے تصور کو، زمینات اور چارٹ روڈ میاپس کی پیائش کرکے، اور اِس میں کوئی بات ایسی نہیں پاتے ہیں جو اُن کے روزانہ کے تجربات میں جھگڑے پیدا کرتے ہوں۔ اِسی لحاظ سے، جب وہ دیکھتے ہیں ایک وسیع کھلے علاقہ کو یا سمندر کو، وہ کہتے ہیں کہ وہ کوئی خمی، خمیدگی، گولائی نہیں دیکھتے ہیں اور اِس طرح دعویٰ کرتے ہیں کہ وہاں کوئی شہادت نہیں ہے جو بتلاتی ہے کہ زمین گول ہے۔ یہ خیال کہ زمین گول ہے، اس طرح رہتا ہے ایک محض خیال یا وہم۔ سائنس داں لوگ لوٹتے ہیں اُن کے مشین کے زمانہ میں اور دور حاضر میں، بغیر کسی بات کا ثبوت دیئے کے۔

مِک فارلین کے مطابق، وجہ کہ کیوں یہ وقت کے ساتھ چلنے والے لوگ نا قابل ہوتے تھے یقین دلانے کسی کو بھی کہ زمین گول ہے، ہوتی ہے یہ کہ ہم انسان لوگ، زمین کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ چونکہ ہمارا تجربہ، ایک جغرافیائی لحاظ سے بہت ہی چھوٹے سے رقبہ میں، محدود ہوتا ہے۔ زمین چپٹی دکھائی دیتی ہے، اگرچیکہ وہ واقعتاً ایسا کچھ نہیں ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں، بظاہر چپٹا پن جو زمین پر مشاہدہ میں آتا ہے، ایک صحیح چپٹا پن مطلق نہیں ہوتا ہے، کیونکہ زمین چپٹی نہیں ہے۔

یہ محض ایک وہم یا غیر حقیقی چپٹا پن ہے جو زمین کی بہت بڑی جسامت کی وجہ سے دکھائی دیتا ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ زمین گول ہے، ہم کو ہمارے روزمرہ کے حدود سے آگے آنا ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر، ہم دُنیا کے اطراف ایک طیارہ میں اُڑ سکتے ہیں، یا ہم ایک راکٹ میں فضائے بسیط میں جاسکتے ہیں۔ لیکن جب ہم اپنے روزمرہ کی زندگی کے معاملات میں محدود ہوتے ہیں، ہم کوئی شہادت نہیں رکھتے کہ جو چپٹا پن ہم سمجھتے ہیں، وہ ہوتا ہے ایک فریب۔ اِسی طرح سے ہم کوئی وجہ نہیں رکھتے ہیں نہ یقین کرنے کی کہ زمین چپٹی ہوتی ہے۔

اِس مثال کا حوالہ دینے کے بعد، مِک فارلین اپنا بیان جاری رکھتا ہے: اگر لوگ اس قدر دھوکہ میں رہے ہوں، ماضی میں حقائق کے بارے میں، کیسے ہم اِس قدر یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم مغالطہ میں نہیں ہے اب جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے، ٹھیک اِس لئے کہ ہمارے موجودہ نظریات حقائق کے بارے میں، ہمارے معمولی تجربات کے ساتھ میل کھاتے ہیں، اُن نظریات (Nations) کو صحیح نہیں بناتے ہیں۔ چونکہ ہمارا تجربہ یقینی طور پر رکھتا ہے خود کے اپنے حدود، شائد ہماری قطعیت پسندانہ دُنیا کا خیال حقیقت میں ایک وہم یا دھوکہ ہوتا ہے، ٹھیک ایک وہم جیسا کہ ایک چپٹی زمین کا خیال ہوتا ہے۔

☆ مطلق مادہ کا تصور غائب ہو چکا ہے ساتھ میں مادیت کے

کوانٹم میکانکس سے مادہ کے اختتام کا اظہار ہوتا ہے — مادہ حتمی اور دائمی نہیں ہوتا ہے، جبکہ مادہ پرست لوگ مادہ کا ایسا کچھ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس طرح سے مادہ لازمان یا دائمی نہیں ہوتا ہے۔ ہستیاں جو ہمارے اطراف دکھائی دیتے ہیں، نہ صرف جواہر کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ کوانٹم فزکس کے مطابق، مادہ اپنی فطرت ایک ایسے طریق میں بدلتا ہے، جو کہ مادہ پرست لوگ کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اور یہ بات سائنسی طور پر ثابت ہوئی ہے کہ مادہ کی بنیاد محض توانائی کا ایک فارم ہوتی ہے۔ کوانٹم فزکس نے واضح کیا ہے کہ مادیت سائنسی ثبوتی بنیادوں پر ختم ہوگئی ہے۔

پال ڈیویز اور جھان گربّن نے اُس طریق کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جس میں نئی فزکس نے پورے طور پر مادیت کو خارج کردیا ہے:

یہ ایک مناسب بات ہوتی ہے کہ طبعیات — ایک سائنس جس نے مادیت کو

پیدا کیا تھا— مادیت کی موت کا بھی اشارہ دیتا ہے۔ چنانچہ اِس صدی کے دوران، نئ طبعیات نے ایک سلسلہ وار ہوش اُڑا دینے والے انکشافات کے ذریعہ مادہ پرستوں کے عقائد کے مرکزی اُصولوں کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔

چنانچہ پہلے نظریہ اضافیت نے نیوٹن کے Space اور Time کے مفروضہ کو باطل قرار دے دیا تھا.........تب کوانٹم نظریہ رُونما ہوا تھا، جو پورے طور پر ہمارے مادہ کے نقشہ کو ہی بدل ڈالا ہے۔

Fred Alan Wolf بیان کرتا ہے کہ کیسے سائنس دانوں نے مادیت کے تصور کو سِرے سے ترک کر دیا ہے: ہم میں سے بعض، بشمول سائنس دانوں کی کثیر تعداد کے، مادہ کے نئے مقاصد سے اتفاق نہیں کرتے ہیں۔ ہم اپنے دل کی گہرائیوں سے یقین کرتے ہیں، جیسا کہ کیمیاء گر جو ہم سے پہلے آئے تھے، رکھتے تھے۔ بعض بہت ہی اہم اشیاء مقابلہ میں مادیت کے، کائنات کی تشکیل کے لئے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

مادیت کے خاتمہ کے کیا نتائج ہوتے ہیں؟

ہٹ دھرمی کا خیال کہ مادہ صرف مطلق حقیقت ہوتا ہے، بڑے فریب میں سے ایک ہے جو لوگوں کو اللہ پر ایمان لانے سے روکتے ہیں۔ بجائے بیرونی دُنیا کے تعلق سے سمجھنے کے کہ وہ بطور اُن کے احساسات کا مجموعہ ہے، وہ ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ اگر وہ رکھتے تھے بالراست دانستہ تجربات ہر چیز کے ساتھ جن کو وہ محسوس کرتے ہیں۔ بے مقصد کا ایک خیال چسپاں کرتے ہیں کہ مادیت کو مادہ کی وجہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں، تصور کرتے ہوئے کہ وہاں پر کوئی وجہ اُن کے وجود کی زمین پر—یا روانہ ہونے—زمین سے نہیں ہوتی چونکہ وہ اللہ کے وجود کے ثبوتوں کو دیکھتے اور یقین کرنے کے قابل نہیں ہوتے، وہ اللہ سے توقع رکھتے ہیں اُن پر ظاہر ہونے بطور ایک مادی ہستی کے (یقیناً اُن باتوں سے بلند ہے)۔ وہ اِس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ہستیاں کبھی پیدا نہیں کئے گئے تھے یہی وجہ ہے وہ کبھی ایک خالق کے وجود کو تسلیم کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔

استعمال کرتے ہوئے مادیت کو بطور حیلہ سازی کے، وہ کوشش کرتے ہیں

ڈھونڈھنے بہانے اللہ کے مطلق وجود کے اور اُس کی تخلیق سے انکار کرنے کے۔

مادیت کا خاتمہ خارج کر دیا ہے اِن حیلہ سازیوں کو اور اللہ کے وجود کے پورے ثبوتوں کو اشکار کر دیا ہے۔ اِس بات کو ذراتی طبعیاتی ماہر اِسٹیفن۔ ایم۔ بار اِس طرح اظہار کرتا ہے:

سائنس ہم کو لے جاتی ہے ٹھیک ایسے ایک مہم پر۔ ہتیار سے لیس ہوئے بغیر تاہم دور بینوں اور ذراتی رفتار بدل کے ساتھ، اور بات کرتے ہوئے علامات اور نشانات سے ریاضی معلومات کے، لایا ہے ہمیں کثیر عجیب اجنبی ساحلوں پر اور بتایا ہے ہمیں الگ مخلوق، Alien اور شاندار مناظر۔ تاہم جیسا کہ ہم اُفق کو بہ غور دیکھتے ہیں، قریب بحری سفر کے End کے، ہم شروع کرتے ہیں پہچاننا اولین ایک اور تب دوسرا قدیم جانا پہچانا حد بندی کے نشانات اور ہمارے آبائی گھر کا خاکہ۔ سچائی کی تلاش ہمیشہ ہماری رہبری کرتی ہے، آخرش، واپس خدا تک لے جاتی ہے۔

یقین کرتے ہوئے کہ وہاں ہوسکتا ہے بالراست تجربہ مادہ کا جیسا کہ وہ موجود ہوتا ہے، بذات خود ہوتا ہے قیاس۔ اِس دُنیا میں، اِس کی کوئی شہادت نہیں ہوتی ہے، جس کو ہم اپنے حواس کے ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہم صرف ہمارے احساسات کے ذریعہ دنیا کو دیکھ اور مس کر سکتے ہیں۔ اِس واقعی مادی بیرونی دُنیا کے ساتھ بالراست کبھی ربط پیدا کرنا ہمارے لئے ناممکن ہوتا ہے۔ کائنات لازمان اور دائمی نہیں ہوتی ہے، بلکہ رکھتی تھی۔ ایک شروعات اور رکھے گی ایک اختتام۔ وہاں پر بے مقصدیت نہیں ہوتی ہے کوئی چیز کسی نقطہ پر بھی ساری کائنات میں، کیونکہ مادہ پرستوں کے برخلاف، ساری کائنات اور تمام ہستیاں اِس میں وجود میں لائی گئی ہیں ایک مقصد کے تحت۔

یہ تمام نقاط ایک واحد اختتام رکھتے ہیں:

تخلیق کائنات میں ہر نقطہ پر حکمران ہوتی ہے۔ کامین تخلیق کے، ایک زبردست طاقت ایک خالق کے وجود کو بتلاتے ہیں۔

وہ خالق قادر مطلق اللہ ہے، جو ساری دنیاؤں کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

اِس سچائی کے خلاف مزید نبرد آزما ہونے، مادہ پرستوں کے لئے بے فیض ہوتا ہے، کیونکہ دورِ حاضر کی طبعیات نے ایسے نتائج پیش کئے ہیں جو پورے طور پر اِن کے خلاف جاتے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ ہم سے کہتا ہے کہ:

''اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور اُن کے درمیان ہیں اُن کو اُس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والوں میں سے ہوں اور اگر ہم کو مشغلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم خاص اپنے پاس کی چیز کو مشغلہ بناتے، اگر ہم کو یہ کرنا ہوتا۔ بلکہ ہم حق بات کو باطل پر پھینک مارتے ہیں، سو وہ اِس باطل کا بھیجہ نکال دیتا ہے یعنی اُس کو مغلوب کر دیتا ہے، سو وہ مغلوب ہو کہ چلا جاتا ہے، اور تمہارے لئے اِس بات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم گھڑتے ہو اور حق تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ جتنے کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اُسی کے ہیں اور اُن میں سے جو اُس کے یعنی اللہ کے نزدیک مقبول و مقرب ہیں اور اُس کی عبادت سے عار نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں۔'' (سورۃ الانبیاء؛16-19)

☆ کوانٹم فزکس کے پیچھے بیرونی دُنیا

روشنی: توانائی کی ایک شکل

ماکس پلانگ کی دریافت بتلاتی ہے کہ روشنی ایک Wave اور ایک Particle دونوں کے خواص پیش کرتی ہے۔ چونکہ پلانگ کے دن سے، بے شمار تجربات اور مشاہدات اِس بات کو بطور نا قابلِ تردید حقیقت کے ظاہر کرتے ہیں۔

جو کہ ایسا ہو، اِس تعاریف کو بہتر سمجھنے کے لئے ہم ایک دوسری قسم کے Waves کا حوالہ دے سکتے ہیں، جو کہ پانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ موجیں پانی سے بنی نہیں ہوتی ہیں، بلکہ توانائی سے بنی ہوتی ہیں جو پانی کے ذریعہ منتقل ہوتی ہیں۔ اگر ایک موج ایک Swimming Pool کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کو حرکت کرتی ہے، اِس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ پانی Pool کے ایک جانب سے دوسری جانب جاتا ہے۔ بلکہ پانی

وہیں رہتا ہے جہاں کہ وہ تھا۔ صرف موج خود حرکت کرتی ہے، توانائی منتقل کرتے ہوئے۔ جب تم ہلاتے ہو تمہارا ہاتھ ایک حمام کے Tub میں جو پانی سے بھرا ہوتا ہے تم پیدا کرتے ہو ایک ہلکی سی موج ہلکوروں (Ripples) کی شکل میں، کیونکہ تم پانی میں توانائی پہنچاتے ہو۔ وہ توانائی پانی میں ایک موج کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ تمام موجیں متحرک توانائی ہے اور عموماً ایک واسطے کے استعمال سے منتقل ہوتی ہیں۔ اِس مثال میں یہ واسطہ پانی ہے۔

روشنی کی موجیں، جو قابلِ فہم ہوتی ہیں، کسی حد تک زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں مقابلہ میں پانی میں اُٹھنے والی موجوں کے اور اُنہیں سفر کرنے کے لئے واسطہ کی ضرورت درکار نہیں ہوتی ہے، جیسا کہ پانی میں اُٹھنے والی موجوں کو پانی کی بطور واسطہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ موجیں خالی خلاء میں سے سفر کر سکتے ہیں۔ روشنی کو صرف ابتدائی مرحلہ پر، مادہ پر انحصار کرنا ہوتا ہے۔ جب ایک دفعہ روشنی نکل پڑتی ہے، وہ آزادانہ طور پر حرکت کر سکتی ہے بغیر کسی مادی عنصر کے بطور واسطے کے۔ روشنی کی توانائی حتّٰی کہ ایسی جگہ بھی پائی جا سکتی ہے جہاں مطلق کوئی مادہ نہیں ہوتا ہے۔

روشنی اور حرارت توانائی کے مختلف اشکال ہوتے ہیں جو بطور Electromagnetic Radiation مختلف Wave Lengths کے ہو سکتے ہیں۔

وہاں بہت بڑے اختلاف Electromagnetic Radiation کے Wave Lengths کے درمیان ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض کلومیٹرس لمبے بھی ہو سکتے ہیں۔ دوسرے Wave Lengths ایک سنٹی میٹر کے ایک کھرب ویں حصہ سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ سائنس دانوں نے اِن مختلف Wave Lengths کو موسومہ زمروں (Categories) میں تقسیم کرتے ہیں، جو اِس بات کی تفہیم کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ وہ پورے طور پر توانائی کے مختلف اشکال ہوتے ہیں، مثلاً، کرنیں (Rays) ایک Wave Lengths کے ساتھ اِتنی چھوٹی کہ ایک سمر کے کھرب ویں حصہ کے برابر ہوتی ہیں بطور Gamma Rays کے جانی جاتی ہیں۔ یہ بہت ہی طاقتور (بلند) توانائی منتقل کرتی ہیں۔ کرنیں (Rays) ساتھ Wave Lengths کے کلومیٹرس لمبے ہونے کے جانے جاتی

ہیں بطور Radio Waves کے اور بہت ہی کمزور توانائی منتقل کرتے ہیں۔ اس وجہ سے، جبکہ Gamma Rays ہمارے لئے مہلک ثابت ہوتے ہیں، Radio Waves جب وہ تمہارے جسم سے گذرتی ہیں تو کوئی خراب اثر مطلق نہیں رکھتی ہے یا چھوڑتی ہے۔

Wave Lengths کا طیف (Spectrum) غیر معمولی وسعت کا حامل ہوتا ہے۔

Wave کا اقل ترین طول 10^{25} بار چھوٹے سے چھوٹا ہوتا ہے بڑے سے بڑے Wave Lengths کا۔ عددی لحاظ سے، اِس کا اظہار ہندسہ ا کے سیدھے جانب 25 صفر لگانے سے حاصل ہوتا ہے، اِتنے بار مسلسل بلند ترین Wave Lengths کو کم کرتے جائیں Shortest Wave Lengths حاصل ہوتی ہے—اِس 10^{25} نمبر کا زیادہ بہتر طور پر اندازہ سمجھنے کے لئے ہم بعض تقابلات پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، زمین کے وجود کے 4 اَرب سالوں میں جملہ سکنڈوں کی تعداد کو صرف 10^{17} سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ اِس لحاظ سے اگر ہم 10^{29} کا شمار کرتے ہیں بہ شمول دن اور رات بغیر رُکے کے، یہ ہم کو لے جاتی ہے 100 ملین زیادہ زمین کی عمر کے عرصہ تک! اگر ہم کوشش کرتے ہیں رکھنے 10^{25} گنجفہ کے کارڈس ایک کے اوپر ایک، ہم پاتے اپنے آپ کو بہت آگے ہمارے Milky Way کہکشاں سے اور ہم کو ضرورت سفر کرنے کی درکار ہوتی ادھا فاصلہ اور دکھائی دینے والی کائنات کا۔

ویسے مختلف Wave Lengths کائنات میں تقسیم کئے گئے ہیں ایسے ایک وسیع طیف (Spectram) میں، یہ دلچسپی سے خالی نہیں کہ ہمارے سورج کی روشنی محدود ہونا چاہیے تھا ایک بہت ہی تنگ رینج میں اُس طیف کے اندر۔ 70 فی صد مختلف Wave Lengths کی روشنی جو خارج ہوتی ہے سورج سے پڑتی ہے ایک بہت محدود رینج میں درمیان 0.3 اور 1.5 مائکرانس میں (ایک مائکران ایک ملی میٹر کے ہزارویں حصہ کے برابر ہوتا ہے)

اُس رینج میں، وہاں تین اقسام کی روشنی ہوتی ہے: دکھائی دینے والی روشنی،

قریب Infrared Rays اور Ultra Violet Rays کے۔ لیکن یہ تین اقسام روشنی کے نمائندگی کرتی ہیں ٹھیک ایک اکائی کے اِلکٹرومیگنٹک اسپکٹرم میں! دوسری اصطلاحوں میں، تمام سورج کی روشنی، جب ایک ساتھ پیش کی جاتی ہے تو نمائندگی کرتی ہے 10^{25} گنجفہ کے کارڈس میں ٹھیک ایک سے۔ یہ کہ سورج کے شعاعیں محدود ہوتی ہیں ایک ایسے تنگ رینج میں جو اہم ہوتا ہے، کیونکہ صرف یہ شعاعیں زمین پر زندگی کو سپوّرٹ کرسکتی ہے۔

روشنی اِنسانی آنکھ کو آمادہ کرتی ہے تا کہ بنانے ایک خیال جو نمائندگی کرتا ہے ایک تنگ پٹی کی اِس وسیع رینج کے Frequencies کے — ایک رقبہ چوڑائی میں ایک Octave سے کم ہوتا ہے۔ Wave Lengths جو آمادہ کرتے ہیں Retina کو بدلتے رہنے ایک سمر کے 75 ملینت اور 39 ملینت کے درمیان میں۔ Richard L. Grogory، نیوروسائکالوجی کے پروفیسر کے مطابق،''اس طرح سے دیکھیں تو ہم تقریباً اندھے ہوجاتے ہیں!

اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، تم جان سکتے ہو کہ کیسے روشنی جو تم دیکھتے ہو، صرف ایک بہت ہی چھوٹی سی کسر ہوتی ہے روشنی کی جو تم سمجھتے ہو ہوتی ہے وہاں پر۔ تمہارا Retina سمجھتا ہے خیالات کو جو بنتے ہیں روشنی سے مشتمل ہوتے ہیں کسی حد تک ایک چھوٹی سی پٹی (Band) پر۔ دوسرے فریکونسی بیانڈس جو اس سے الگ ہوتے ہیں، ہمارے علم سے باہر ہوتے ہیں۔ روشنی فریکونسیز کے تنگ رینج میں ہوتی ہے، ہم دیکھ سکتے ہیں، تمام کچھ جو وہ ہم کو پہنچاتی ہیں جن کو کہ ہم محسوس کرسکتے ہیں بیرونی دُنیا میں۔ روشنی کی اہم خاصیت ہوتی ہے کہ اثر چھوڑتی ہے مادہ پر۔ عمومی لحاظ سے، مادہ رکھتا ہے حالات جمود (Inertial) کی کیفیت میں مزاحمت کرتے ہوئے تمام دباؤ کا جو اِس پر ڈھکیلنے یا کھینچنے سے پڑتے ہیں۔ اور جب کبھی ہم ایک شئے کو ڈھکیلتے یا کھینچتے ہیں، ہم محسوس کرتے ہیں ڈھکیلنے یا کھینچنے کی قوتوں کو ہمارے اوپر اثر انداز ہوتے ہوئے۔ نیوٹن اِسکو عمل اور ردعمل کا نام دیتا ہے۔ روشنی بھی مادہ پر عمل کرتی ہے، لیکن روشنی کے ذرات کوئی جمودی (Inertial) خواص نہیں رکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ روشنی اشیاء کے ساتھ تعامل کرتی ہے، جیسا کہ جب ایک

Laser Beam دھات کو کاٹتے ہوئے گذرتی ہے یا ایک تباہ حال Retina کی مرمت کرتی ہے۔لیکن ہم کبھی نہیں محسوس کرتے عمل اور ردِ عمل کو جو مادہ روشنی پر رکھتا ہے۔طبعیاتی ماہرین روشنی کی نا قابلیت کا ڈھکیلے جانے یا کھینچے جانے کا حوالہ بطور اُس کی غیر موجودگی کے کسی بھی ساکن شئے کے ساتھ، دیتے ہیں۔

Rest Mass سے مُراد ایک جسم کی کمیت ہے جب وہ حالت سکون میں ہوتا ہے، دوسرے الفاظ میں، یہ ہے ایک قائم ہستی کے۔تاہم جب وہ روشنی کا سامنا کرتی ہے، وہ کبھی بھی حالت سکون میں نہیں رہتی ہے: وہ ایک مسلسل حرکت کی حالت میں ہوتی ہے۔ اِس لئے، روشنی توانائی کی ایک شکل ہوتی ہے جو کمیت سے عاری ہوتی ہے اور اس وجہ سے وہ ایک مادہ کی ایک بنیادی خصوصیت کو ظاہر نہیں کرتی ہے۔

Fred Alan Wolf اِس صورت حال کو یوں بیان کرتا ہے:

جب ہم روشنی کو دیکھتے ہیں، ہم واقعتاً روشنی کو مطلق نہیں دیکھتے ہیں: ہم ایک اثر کو دیکھتے ہیں جو ظاہر ہوتا ہے بطور ایک نتیجہ کے روشنی کے ڈھکیلنے اور کھینچنے کے عمل کے مادہ پر، بناتے ہوئے ہمارے حساس اجسام کو باعمل۔تو ہم دیکھتے ہیں مادہ کو حرکت کرتے ہوئے۔ روشنی خود اِس دُنیا سے باہر ہوتی ہے..........

☆ کہاں ہوتی ہے روشنی، واقعتاً؟

کیا یہ روشنی ہوتی ہے جو بناتی ہے بیرونی دُنیا کو مرئی یعنی Visible ہو سکے ہمارے لئے، اور کیا ایک ذریعہ ہوتی ہے جس کے ذریعہ ہمارے بھیجے بناتے ہیں خیالات بیرونی دُنیا کے؟

کیا روشنی تمام مادی ہیتوں کیلئے وجود میں آنے کی وجہ ہوتی ہے جب ہم باہر قدم رکھتے ہیں اور تو اُن کیلئے کیا وہ وجہ ہوتی ہے غائب ہونے کی، ہمارے لئے، ایک پورے طور پر تاریک کمرہ میں؟ اگر وہ ایسا نہیں تھا روشنی کیلئے، تو کیا ساری دُنیا کا ہمارے اطراف رہنا ختم ہو جائے گا؟

یہ خیال کہ بیرونی دُنیا، جو ہم دیکھتے ہیں وجود رکھتی ہے صرف دکھائی دینے والی روشنی کی مدد سے واقعتاً ہمارا اپنا تصور یا خیال ہوتا ہے۔ وہاں پر بیرونی دُنیا میں واقعتاً کوئی

روشنی نہیں ہوتی ہے، جس میں ایک سخت اندھیرا چھایا رہتا ہے۔نہ تو چراغان اور نہ کار کے ہیڈ لائٹس، اور نہ سورج کوئی روشنی خارج کرتا ہے اُن معنوں میں جو ہم جانتے ہیں۔روشنی ظاہر ہوتی ہے اور روشنی کرتی ہے دُنیا کو جس میں کہ ہم رہتے ہیں پورے طور پر بطور ایک احساس کے ہمارے بھیجوں میں۔

سورج اور دوسرے روشنی کے ذرائع الکٹرومیا گنیٹک ذرات (Photons)، تغیر پذیر Wave Lengths پر خارج کرتے ہیں۔یہ ذرات اُن کے ساختوں کے ہدایات کے لحاظ سے کائنات میں بیرون میں پھیلے ہوتے ہیں۔مثلاً، کثیر Radio Actives ذرات کے ٹھیک تمہارے اجسام سے گذرتے ہیں۔صرف ایک سیسہ کی ڈھال اُن ذرات کو روک سکتی ہے۔بعض ذرات اِن میں سے اس قدر وزنی اور توانائی سے لیس ہوتے ہیں کہ وہ عام طور پر تباہ کر دیتے ہیں کسی بھی سالموں کو جو اُن سے ملتے ہیں اور اُن کے راستہ پر، بغیر راستہ بدلے آگے بڑھنا جاری رکھتے ہیں یہ ہوتی ہے پوشیدہ وجہ کہ کیوں Radiation، سرطان (Cancer) پیدا کرتا ہے X Ray مشین، Radiation کی ایک کمزور فارم کا استعمال کرتے ہیں۔Photosensitive Film کے ذریعہ، یہ مشین Radio Waves سے پیدا کردہ اثر کو دکھائی دینے والی روشنی میں بدل دیتے ہیں، بدلتے ہیں اُنہیں ایک ایسے فارم میں جو ہمارے Retinas شناخت کر سکتے ہیں۔دوسرے الفاظ میں، روشنی اُس وقت تک موجود رہتی ہے جب تک کہ وہ آنکھ سے دکھائی دیتی ہے اور بھیجہ سے اُس کی ترجمانی ہوتی رہتی ہے۔لیکن روشنی اور چراغان باہر کی دُنیا میں وجود نہیں رکھتے ہیں اُن اصطلاحوں میں، جس سے ہم واقف ہوتے ہیں۔

Radio Waves، اِنسانی بافتوں کو نقصان نہیں پہنچاتے ہیں جیسے کہ وہ بافتوں سے گذرتے ہیں۔ یہ Waves ہمارے حواس سے پہچانے نہیں جا سکتے ہیں، تاہم Radios تمہارے گھر میں یا Auto اُنہیں Sound Waves میں بدل دیتے ہیں جو کہ تمہارے کان سمجھ سکتے ہیں۔چٹخنے کی آواز تم سُنتے ہو درمیان Channels کے یا جب کوئی Radio Program نشر نہیں کیا جا رہا ہوتا ہے جو واقعتاً Cosmic Background

Radiation کی آواز ہوتی ہے جو خارج ہو رہی ہوتی ہے Stars سے بہ شمول ہمارے سورج کے، کائنات کی شروعات سے۔ جو کچھ کہ ہم حوالہ دیتے ہیں بطور آواز کے، یہاں پر ہوتی ہے واقعتاً ہمارے حواس کے ہمارے Radios کے طریقہ عمل میں یہ Waves اور بناتے ہیں اُنہیں قابل سماعت کے ہمارے کانون کے لئے — وقوع پذیر ہوتے ہیں سگنلس سے ہمارے سماعتی اعصاب سے ہمارے بھیجوں کو منتقل ہوتے ہیں۔

دوسرے الفاظ میں، Waves بہ ذات خود واقعتاً وجود نہیں رکھتے ہیں، چونکہ وہ کوئی مادی وجود نہیں رکھتے ہیں، طبعی سمجھ کے لحاظ سے۔ اُن کو تبدیل ہونا ہوتا ہے ایک ایسے فارم میں کہ کان سُن سکے اور بھیجہ ترجمانی کر سکے۔ اِس بات کا T.V. Set پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ مختلف روشنی کی موجیں جو کہ ہم کو دکھائی نہیں دیتی ہیں، بدلی جاتی ہیں Set کے Screen سے ایک فارم میں، ہم دیکھ سکیں۔ Photons جو کہ احساس کے Sorce ہوتے ہیں جنہیں ہم پکارتے ہیں بطور 'روشنی' کے ہوتے ہیں روشنی کے ذرات کے اور عام طور سے اُچھالتے ہیں جو ہر کو جس سے کہ وہ پہلے ٹکراتے ہیں۔ ایسا کرنے میں، وہ اُن کے نقطہ تصادم کو ہلکا سا نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ وہ بلند تر فریکونسیز پر ارتعاش میں ہوتے ہیں Ultra Violet Rays ایک بڑا توانائی کا چارج لئے ہوتی ہیں جو کہ ہماری جلد پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور بعض اوقات ہمارے خلیہ کے جنٹک کوڈس کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورج کی روشنی میں بے حد ا کپوژر سرطان کا سبب بن سکتا ہے۔

اُن کی فریکوئیسز کی وجہ سے، Photons بطور Infrared کے جانے جاتے ہیں، چھوڑتے ہیں اُن کی کچھ توانائی سالموں پر جن سے کہ وہ ٹکراتے ہیں اور بڑھاتے ہیں شرح جس پر کہ وہ ارتعاش کرتے ہیں— اس طرح اُن کی تپش میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ Infrared Rays، بھی بطور 'Heatrays' کے جانے جاتے ہیں ایک گرم Stove یا الکٹرک ہیٹر، Infrared Rays کی بڑی مقداریں خارج کرتا ہے جو کہ تم اپنی جلد پر بطور حرارت کے محسوس کرتے ہو۔ تاہم حقیقت میں باہر کوئی چیز گرم نہیں ہوتی ہے جو کچھ کہ ہم 'حرارت' کہتے ہیں، توانائی پر مشتمل ہوتی ہے جو پیدا ہوتی ہے روشنی کے Waves

سے جو مادہ سے ٹکراتے ہیں۔

یہ دعویٰ کرنا ناممکن ہوتا ہے کہ کوئی بھی چیز جو بطور حرارت کے جانی جاتی ہے موجود ہوتی ہے ایک ہوشمند ہستی کے غیاب میں جو اُس کو سمجھتا ہے یا محسوس کرتا ہے۔

بعض Photons ایسے فریکونسیز رکھتے ہیں جو Ultraviolet اور Infraredrays کے درمیان ہوتے ہیں۔ جب یہ Retinal, Rays پر سے متصادم ہوتے ہیں، وہ الکٹریکل سگنل میں، وہاں واقع خلیات سے، بدل جاتے ہیں۔ اس طرح ہم Photons کو بطور 'حرارت' کے ذرات کے، ہم صرف محسوس کرتے ہیں آیا وہ 'گرم' ہوتے تھے یا 'سرد'۔

جس لحاظ سے بیرونی دُنیا ظاہر ہوتی ہے ہم پر، اُس کا انحصار، ہمارے حواس کا اُس کو سمجھنے کے طریق پر ہوتا ہے۔ وہاں پر واقعتاً کوئی روشنی یا حرارت نہیں ہوتی ہے، مقصدی اصطلاحوں میں۔

ہم مختلف فریکونسیز اور Wave Lengths کے ذرات سے گھرے ہوئے صرف حواس کے مراکز ہمارے بھیجوں میں اُنہیں، ہمارے لئے، دیکھنے اور شناخت کرنے کے قابل بناتے ہیں۔

Photons جو آنکھ کی Retinal Layer پر پڑتے ہیں، وہاں موجود حواس کے خلیات سے، الکٹریکل رُو میں بدلے جاتے ہیں۔ یہ تب برقی رو اعصاب کے ذریعہ بھیجہ میں موجود Visual مرکز کو منتقل کئے جاتے ہیں Visual Center تب بناتا ہے ایک خیال اِن برقی رو کی ترجمانی کر کے۔ یہ روشنی کے خواص طبعیات کے درسی کتابوں میں اس طرح سے پیش کئے گئے ہیں۔

الکٹرومیا گنٹک موجیں یا فوٹانس کے حوالہ سے لفظ روشنی استعمال ہوتی تھی ایک طبعی یا مقصدی سمجھ میں۔ وہی لفظ بھی استعمال ہوتا ہے ایک نفسیاتی موجیں اور فوٹانس ضرب لگاتے ہیں آنکھ کے Retina پردے پر۔

ہم کو بدنی اور داخلی دونوں تصورات کے تحت کہنے دیں تو:

روشنی توانائی کا ایک فارم ہے جو خود کو ظاہر کرتی ہے ساتھ Visual اثرات کے جو پیدا ہوتے ہیں انسانی آنکھ میں Retina کے ہیجانی اُبھار سے۔

چمکدار اور ارتعاشی دُنیا جس کے بارے میں ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے باہر موجود ہوتی ہے، واقعتاً ایک مادی وجود رکھتی ہے — لیکن اس کا خیال حقیقت میں ایک قسم کا وہم (Phantom) ہوتا ہے، جو ہمارے اندر پیدا ہوتا ہے، جس کی اصل کو ہم کبھی دیکھ نہیں سکتے ہیں۔

ایک روشن دن پر تم Seascape دیکھتے ہو، جو واقعتاً پورے طور پر دور کہیں وسیع سطح سمندر تاریک سا ہوتا ہے۔ وہاں پانی پر کوئی انعکاس ہونے نہیں پاتا ہے، نیلے سمندر کا رنگ، ہوا کی شفافیت یا پُرکشش سفید بادلوں کا وجود، مطلق طور پر دکھائی دیتا ہے۔

کیا چیز ہم کو اِس خیال کو دیکھنے کے قابل بناتی ہے، وہ محض الیکٹریکل سگنلس ہوتے ہیں جو ہمارے بھیجہ کو منتقل ہوتے ہیں۔ ہمارے بھیجوں میں، روشنی حواس کو متاثر کرنے کے علاوہ، باہر، پورے طور پر، بطور توانائی کی ایک شکل کے موجود ہوتی ہے۔ اِس وجہ سے، روشنی — جس کو ہم خیال کرتے ہیں بطور وجہ کے ہمارے مادہ کے حواس کے لئے، ہوتی ہے واقع میں کچھ اور نہیں مگر ایک خیال۔

اِس حقیقت کا خیال کرتے ہوئے، ہم پہنچتے ہیں ایک بہت ہی اہم نتیجہ پر:

تمہاری آنکھیں سوائے بصارت کے کوئی اور خواص مطلق نہیں رکھتی ہیں۔ آنکھ محض ایک ذیلی اکائی ہے جو Photons کو الیکٹریکل سگنلس میں بدلتی ہے آنکھ واقعی دیکھنے کی قابلیت نہیں رکھتی ہے۔ یہ آنکھ نہیں ہوتی ہے جو واچ کرتی ہے چمکدار دُنیا کو جو کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اطراف ہوتی ہے۔ احساس یا ادراک روشنی کا یا رنگ کا نہیں بنتا ہے خود آنکھ میں — جیسا کہ ہم اِس بات کو Vision سے متعلق Section میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

☆ کیا رنگ صرف ہمارے بھیجوں میں ہوتے ہیں؟

جو کچھ کہ ہم سمجھتے ہیں بطور روشنی پورے طور پر سگنلس پر مشتمل ہوتی ہے جو

ہمارے حدو خال کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اِس لئے، رنگ و نور جو روشنی کا Main حصہ ہوتا ہے۔ ہمارے سارے زندگیوں میں پھیل جاتا ہے، اور جو بھیجہ کی ترجمانیوں سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔

مختلف رنگوں کے نام Photons کے مختلف فریکونسیز سے متعلق ہوتے ہیں اِس طرح ہم مختلف رنگوں میں تمیز کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں، جیسے سرخ اور زرد وغیرہ جو Photons کے اِرتعاشی ڈگری کے مطابق ہوتے ہیں: اِس طرح مختلف رنگ اِرتعاش کے مختلف پیمانے رکھتے ہیں۔ کاغذ اور برف سفید دکھائی دیتے ہیں کیونکہ وہ تمام فریکونسیز کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کے آپسی ملاپ سفید رنگ پیدا کرتا ہے۔ پتے ہرے ہوتے ہیں، کیونکہ وہ صرف Photons کو ایسی ایک فریکونسی پر ظاہر کرتے ہیں جو ہرے رنگ کو اُجاگر کرتے ہیں، جبکہ وہ تمام دوسروں کو جذب کر لیتے ہیں۔

چونکہ شیشہ شفاف ہوتا ہے، Photons اِس سے گذر سکتے ہیں اور ہماری آنکھ تک پہنچتے ہیں بغیر کسی رُکاوٹ کا سامنا کئے کے۔ ایک Fabric کپڑا یا بناوٹ ظاہر کرتی ہے بہت ہی کم روشنی پیچھے اِس کے کیونکہ یہ جذب کر لیتی ہے تقریباً سارے Photons کو جو اِس کو Strike کرتے ہیں، نتیجہ میں بہت ہی کم Photons ہماری آنکھ تک پہنچ پاتے ہیں، تو ہم دیکھتے ہیں Fabric کو تاریک یا سیاہ۔

ایک آئینہ ایک خیال کی نقل تیار کرتا ہے کیونکہ وہ ایک مسطح انعکاسی سطح رکھتا ہے، اور جس لمحہ روشنی کی کرنیں اِس سے ٹکراتی ہیں، تقریباً تمام اُسی زاویہ کے تحت دوسری جانب اُچھال دیئے جاتے ہیں۔ اور اپنی متوازی خاصیت کو برقرار رکھتے ہیں۔

رنگ کا احساس آنکھ کے Retina کے پردے میں واقع Cone Cells میں شروع ہوتا ہے۔ Retina میں Cone Cells کے تین اہم گروپس ہوتے ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک روشنی کے خاص Wave Lengths سے تعامل کرتے ہیں۔ اِن تین گروپس میں سے پہلا سرخ رنگ کے لئے حساس ہوتا ہے، دوسرا نیلے رنگ کے لئے، اور تیسرا ہرے رنگ کے لئے حساس ہوتا ہے۔ نتیجہ میں اِن تین مختلف گروپس مختلف تناسبوں

میں متحرک ہوتے ہیں، چنانچہ لکھوکھا مختلف رنگ کے Shades دیکھے جاتے ہیں۔

بہر حال، روشنی کے لئے کافی نہیں ہوتا ہے محض پہنچنا Cone Cells تک تو ہمارے لئے رنگوں کا دیکھنا ہو سکے۔

جیریمی ناتھنس، ایک محقق، جھان ہاپکنس یونیورسٹی آف اِسکول میڈسن کہتا ہے کہ کیسے Cone Cells، Retina میں، واقعی میں دے نہیں پاتے ہیں رنگ کو: تمام کچھ ایک Cone Cells کرسکتا ہے وہ ہوتا ہے گرفت میں لینا روشنی کو اور کہنا کچھ اُس کی حدت کے بارے میں ......تم سے کچھ بھی نہیں کہتا ہے رنگ کے بارے میں وہ۔ یہ رنگ کے اعداد جو Cone Cells سے سمجھے جاتے ہیں، بدلے جاتے ہیں الیکٹریکل سگنلس میں، شکر ہے متفرق رنگوں کا، وہ رکھتے ہیں اعصابی خلیات جو اِن خلیات سے ربط رکھتے ہیں تب اِن سگنلس کو بھیجہ میں موجود ایک خاص حصہ میں منتقل کرتے ہیں، اور اُن سگنلس کے اشکال میں صاف دُنیا کو ہم ہماری زندگیوں کے دوران دیکھتے رہتے ہیں۔

مثل روشنی کے، Colors بھی بھیجہ سے ایک ترجمانی یا مفہوم رکھتے ہیں۔

خیال میں چمک دمک اور رنگا رنگ کی دُنیا پیدا ہوتے ہیں بالکلیہ طور پر شعاعوں کے مختلف اقسام سے اِس وضع قطع میں ہم دیکھتے ہیں۔ ترجمانی پورے طور پر غیر حقیقی موضوعی ہوتی ہے۔

بریسٹل یونیورسٹی کے نیوروسائیکالوجی کے پروفیسر موسمی رچرڈ L۔ گرے گوری اِمیریٹس اپنی کتاب 'آنکھ اور بھیجہ' میں اِس صورت حال کا خلاصہ کرتا ہے:

حقیقت میں، روشنی بذات خود رنگین نہیں ہوتی ہے: یہ چمک اور رنگ کے احساسات پیدا کرتی ہے، لیکن صرف اتحاد میں ایک موزوں آنکھ اور اعصابی نظام کے ساتھ۔ کوئی نقصان یا ساختی تبدیلی جو آنکھ میں واقع ہوتی ہے وجہ بن سکتی ہے اِس طرح کے وہی شئے جو پہلے دیکھی گئی تھی، اب دیکھنے میں آتی ہے بہت ہی مختلف طریق میں، اگر چہ کہ سگنلس جو پیدا کئے جاتے ہیں آنے والے Photons سے اور نظر کے مرکز سے بھیجہ میں، ہنوز رکھتے ہیں بالکلیہ وہی خواص۔ یہی وجہ ہے کہ Color-Blind لوگ اور دوسرے نارمل

نظر کے، دیکھتے ہیں اور ترجمانی کرتے ہیں مخصوص رنگوں کی اِسی طرح بہت ہی مختلف طور پر۔ اس ساری تفصیل سے ایک نتیجہ اُبھرتا ہے کہ جو کچھ ہم دیکھتے ہیں بطور 'بیرونی دُنیا' کے ہوتا ہے تاریک۔ حقیقت میں، حتیٰ کہ تاریکی کا تصور ہو سکتا ہے گمراہ کُن ہو۔ وہاں کوئی رنگ مطلق طور پر نہیں ہوتا تین رُخی۔ ابعاد، چمک دار دُنیا ہم دیکھتے ہیں یا تصویر کشی کرتے ہیں صاف رنگوں میں بالکلیہ طور پر دھوکہ دہی کے۔ اِنعکاسی Photons کی ہم ترجمانی کرتے ہیں بطور روشنی کے یا رنگ کے کچھ اور نہیں ہوتے سوائے طبعی واقعات کے جو ہو رہے ہوتے ہیں ایک مکمل تاریکی میں۔ ہمارے سارے اجسام، بہ شمول ہماری آنکھوں کے، اور ساری مادی دُنیا ہم دیکھتے ہیں بطور ایک تین رُخی۔ ابعاد کے، چمکدار رنگین کرہ کے، جو واقعتاً بھیجہ کے اندر شامل ہوتے ہیں، جو اکیلے ترجمانی کرتا ہے جو کچھ کہ ہم دیکھتے ہیں اس طرح سے۔ بہر حال، دلچسپ بات یہ ہے کہ آنکھ جو یہ تمام کچھ دیکھتی ہے اور بھیجہ جو کہ ترجمانی کرتا ہے اس کا، بھی ہوتے ہیں پوری تاریکی میں۔ روشنی اور رنگ وجود نہیں رکھتے ہیں بھیجہ میں جو اُن کی ترجمانی کرتا ہے۔

Daniel C. Dennett ٹفٹس یونیورسٹی کے فلاسفی کا ایک پروفیسر، بے شمار تجربے شعور اور بھیجہ سے متعلق، کیا ہوتا ہے۔ وہ صُورت حال کا خلاصہ کرتا ہے:

عام سمجھ (عقلمندی) ہوتی ہے کہ ماڈرن سائنس نے نکالدیا ہے رنگ کو طبعی دُنیا سے، بدلے میں اس کے رکھتے ہوئے بے رنگ الیکٹرومیا گنیٹک ریڈیشن کے مختلف موجی طولوں کے ساتھ۔

اِسی کتاب میں، Dennet حوالہ دیتا ہے، بھیجہ پر ایک تمہیدی کتاب سے جو لکھی گئی تھی Ornstein اور Thompson سے:

'رنگ' ایسا کچھ ہے جو دُنیا میں نہیں پایا جاتا ہے، وہ وجود رکھتا ہے صرف آنکھ اور بھیجہ میں دیکھنے والے کے۔ اشیاء روشنی کے کئی مختلف Wave Lengths انعکاس کرتے ہیں، تاہم یہ روشنی کی موجیں بذات خود کوئی رنگ اپنے میں نہیں رکھتی ہیں۔

چونکہ رنگ متعلق ہوتا ہے اُس طریق سے جس میں ایک شخص دیکھتا ہے بیرونی

روشنی کو، وہاں ایسا کوئی طریق نہیں ہوتا ہے جس میں ہم جان سکتے ہیں اَیا دُنیا ہم دیکھتے ہیں وہی ہوتی ہے کسی اور شخص کے لئے بھی یا نہیں۔ تم کبھی نہیں جان سکتے ہیں اَیا رنگ جو کوئی اور دیکھتا ہے بطور 'سُرخ' کے ہوتا ہے وہی سُرخ جو تم دیکھتے ہو۔ ہمارے لئے، رنگ دار کا تصور واقعتاً ظاہر کرتا ہے لکھو کھا مختلف قسم کے رنگوں کے زمرہ جات کو بحیثیت مجموعی۔ تاہم کوئی اور دیکھ سکتا ہے ایک، کہیں زیادہ محدود رنگوں کے اختلاف سے اور پھر بھی ہنوز ترجمانی کرتے ہیں اِس بات کی بطور ایک پورے طیفہ (Spectrum) کے۔ ہم تقابل کا کوئی راستہ نہیں رکھتے ہیں ہمارے حواس کا کسی اور کے ساتھ، دیکھتے ہوئے اُسی چیز کو۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے ہیں ایک ہی چیز کو۔ تاہم شائد اشیاء جو کہ ہم دیکھتے ہیں اور جو کچھ ایک دوسرا شخص دیکھتا ہے واقعتاً پورے طور پر ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے حواس بیرونی دُنیا کے محدود ہوتے ہیں ہمارے پانچ Senses تک، ہم نہیں جان سکتے اَیا 'Blue' کا مطلب وہی چیز ہوتا ہے کسی بھی دوسرے شخص کے لئے، یا آیا Coffee ایک ہی ذائقہ دیتی ہے سب کیلئے۔ اور نہ ہم اِن حواس خمسہ کو بیان کر سکتے ہیں ٹھیک سے یکساں طور پر۔

Color-Blindness شہادت کے اہم ٹکڑوں میں سے ایک ہے جو کہ رنگ بنتے ہیں پورے طور پر بھیجہ میں۔ ایک معمولی موروثی جنٹک بدلاؤ پیدا ہوتا ہے Retina میں جانا جاتا ہے بطور ایک وجہ کے Color-Blindness کے لئے۔ کئی لوگ اِس کیفیت میں، سرخ اور ہرے کے درمیانی فرق کو ظاہر کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ واحد وجہ، اِس بات کے لئے، ہمارے رنگ کے تصور کے دیکھنے کے یا سمجھنے کے مختلف طریق ہوتے ہیں۔ جس بات کے لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ 'Green' ہے دیکھنے پر بطور 'خاکستری' کے لیا جاتا ہے ایک دوسری پارٹی سے نہیں بتلاتا ہے کہ دونوں میں سے ایک کون غلط ہے۔ ہم کبھی بھی جان نہیں سکتے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط، کیونکہ دونوں افراد، انفرادی حواس رکھتے ہیں، اور ہم کوئی ذریعہ نہیں رکھتے کوئی طریقہ عمل، تقابلات کا اور پرکھنے صحیح حقیقت کو۔ ہرے حواس اور خاکستری حواس ہوتے ہیں دونوں افراد کے شخصی تجربات، جس کی معقولیت کا انحصار دونوں افراد کی ترجمانی پر ہوتا ہے۔

ہم کو ضرورت ہے سمجھنے کی کہ تمام خواص جو ہم اشیاء سے اور دوسرے لوگوں سے منسوب کرتے ہیں، واقعتاً وہ ہمارے بھیجہ میں Images سے متعلق ہوتے ہیں، نہ کہ اُن اصولوں سے جو بیرونی دُنیا میں کہیں ہوتے ہیں۔ چونکہ ہم کبھی بھی ہمارے اپنے حواس کے باہر قدم نہیں رکھ سکتے ہیں اور نہ بیرونی حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں، ہم کبھی بھی مادہ کے صحیح وجود کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اور نہ رنگوں کو اور بہت ہی کم کائنات کو بطور ایک کل کے جان سکتے ہیں۔

18ویں صدی کا مشہور فلاسفر، بشپ جارج برکلے، ہماری توجہ اِس حقیقت کی طرف مبذول کراتا ہے: اگر وہی اشیاء چند کے لئے سرخ اور گرم ہو سکتی ہیں تو اوروں کے لئے تضاد میں ہوتی ہیں، اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم غلط فہمی کے دائرہ اثر میں ہوتے ہیں اور اشیاء صرف ہمارے بھیجوں میں وجود رکھتی ہیں۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کے Gerard O' Brien جو آسٹریلیا میں واقع اڈلیڈ یونیورسٹی میں کام کرتا ہے، ایک Radio talk میں یوں مخاطب ہوتا ہے:

اب جب کہ ہم دُنیا میں دیکھتے ہیں، ہم اشیاء کو بطور رنگدار کے دیکھتے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں، وہ واقعتاً رنگوں سے منسلک ہوتے ہیں۔ تاہم، وہاں اب ایک بہت ہی دلچسپ سوال اُٹھتا ہے، جیسا کہ اَیا وہ صورت ہوتی ہے.......... وہ پلٹ بھی سکتی ہے —— اور وہاں ایک کثیر تعداد فلاسفرز کی ہوتی ہے جو بحث کرتے ہیں —— کہ رنگین جو ہم محسوس کرتے ہیں، وہ رنگ کے خواص ہوتے ہیں، حقیقت میں، صرف خصوصیات ہمارے اندرونی نمائندگی کی دُنیا کے یہ کہ وہاں پر کوئی مطابقتی رنگ خود دنیا میں نہیں ہوتے ہیں۔ اور اسلئے ہمارے سروں کے باہر کی دُنیا ہماری تجربہ سے آزاد، واقعتاً بے رنگ ہوتی ہے.......... کیا Apple سرخ ہوتا ہے جب کہ تم اُس کی طرف دیکھ رہے نہیں ہوتے ہیں، ایسا کچھ کہنا ہوتا ہے؟ اور جب ہم غور کرتے ہیں بارے میں اس کے، وہ ہوتا ہے ایک تعلق خاطر کا لگاؤ ہمارا اپنا غور کرنا کہ دُنیا واقعتاً رکھتی ہے اقسام رنگوں کے جو کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم رکھ رہے ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خود کے اپنے ہیں۔ کیونکہ ہم اب کافی جانتے ہیں دوسرے حیوانوں کے بارے میں بھی جن کو ہم اِس سیارہ کے ساتھ Share کرتے ہیں اور وہ رکھتے ہیں مختلف

رنگ کے نظامس اور وہ بعض صورتوں میں مقابلتاً ہمارے، رنگوں کے درمیان کم تفریق کر پاتے ہیں۔ اور بطور ایک نتیجہ کے، وہاں ہوتا ہے خیال کہ وہ واقعتاً دیکھتے ہیں دُنیا کو مختلف انداز میں رنگین مقابلہ میں ہمارے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں اس کو رکھتے ہوئے بعض Colors کے، دوسرے جانور شائد دیکھتے ہیں اِس کو جیسا کہ رکھتے ہوئے ایک مختلف رنگوں کے Set کے۔

اب، کیوں ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارا خیال صحیح ہوتا ہے — یہ کہ رنگ جو ہم دیکھتے ہیں حقیقت، میں وہ Colors ہوتے ہیں جو دُنیا واقعتاً رکھتی ہے؟ شاید یہ ٹھیک دو مختلف اندرونی طریق دُنیا کو Coding کرنے کے، اظہارات ہوتے ہیں جو اندرونی ہوتے ہیں نمائندگیوں کے جو ہم اور دوسرے حیوان اپنے سے پیدا کرتے ہیں۔ اِس موضوع پر O'Brien کی تشریح غیر معمولی اہم ہوتی ہے سوالوں کی اصطلاحوں میں کہ کیا 'بیرونی حقیقت' ہوتی ہے مثل............

وہاں کوئی حقیقت نہیں ہوتی کہ دوسرے جاندار دیکھتے ہیں روشنی کو یا سمجھتے ہیں رنگوں کو اُس لحاظ سے جیسا کہ ہم کرتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ ناممکن ہوتا ہے حاصل کرنا کوئی سائنسی شہادت بتانے سچائی کو۔

اگر ایسی صورت ہوتی ہے، سب کچھ جو ہم بیرونی دُنیا کے تعلق سے کہہ سکتے ہیں وہ ہوتا ہے محض اندازہ اور قیاس، کیونکہ ہمارا خیال بیرونی دُنیا کے بارے میں — اِس طریق میں جس سے کہ ہم مانوس ہوتے ہیں۔ انحصار ہوتا ہے ہمارے حواس خمسہ پر۔

☆ حواس خمسہ جو بیرونی دُنیا کو پیش کرتے ہیں

اگر تمام جو کہ ہم ہمیشہ سے جانتے ہیں، ہوتے ہیں حسیاتی تصورات جو ہمارے دماغوں میں ظاہر ہوتے ہیں، کیسے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہاں ہوتی ہے ایک طبعی حقیقت پیچھے ہمارے حواس کے؟ کیا یہ نہیں ہوتا ہے ٹھیک ایک مفروضہ؟ میرا جواب ہوتا ہے: ہاں، یہ ایک مفروضہ — ایک خیال ہے۔ پھر بھی، وہ دکھائی دیتا ہے ایک بظاہر معقول بات — Peter Russel کا کہنا تھا۔ جو کچھ کہ ہم پکارتے ہیں ''بیرونی دُنیا'' واقعتاً مشتمل ہوتی

ہے الکٹران کے تبادلات پر درمیان ننھے جواہر کے، ہوا میں Radio Waves کی حرکت اور غیر محسوس سالموں کے اہتزاز پر۔ لیکن کیا توانائی کے ذرائع، جو منتقل کرتے ہیں جواہر اور سالموں کو اور پیدا کرتے ہیں Radio Waves کو، واقعتاً وجود رکھتے ہیں؟ اجسام ہم دیکھتے ہیں، ہم سونگھتے ہیں یا محسوس کرتے ہیں؟ یا Radio Waves ہم سُنتے ہیں یا دیکھتے ہیں؟ یا کیا یہ محض الکٹریکل سگنلس جو ہمارے بھیجوں تک ہمارے حواس خمسہ کے ذریعہ پہنچتے ہیں؟

کیا ہوتا ہے اگر یہ الکٹریکل سگنلس غائب ہوجاتے ہیں؟ کیا دنیا باہر کی فوری طور پر غائب ہوجائے گی؟

بیرونی دُنیا ایک مرتکز موج کی شکل میں اپنا وجود رکھتی ہے۔ ویسے، بہر حال، دُنیا جو ہم سمجھتے ہیں وہ حقیقی بیرونی دُنیا نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اگر الکٹریکل سگنلس کو جو بھیجہ کو پہنچنے سے پہلے، کاٹ دیا جاتا ہے، تو بیرونی دُنیا موثر طور پر ہمارے لئے وجود میں رہنا ختم کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جان پاتے ہیں یہ دُنیا کی ہر چیز کے بارے میں معلومات محض ہمارے حواس کے ذریعہ ہم تک پہنچتی ہیں یعنی ہمارے حسّی اعضاء اِن معلومات کو الکٹریکل سگنلس میں بدل کر بھیجہ کے متعلقہ جگہوں میں پہنچاتے ہیں۔ جہاں پر الکٹریکل سگنلس کی تشریحات عمل میں آتی ہیں۔ چنانچہ پانی جو ہم پیتے ہیں، فلم جو ہم دیکھتے ہیں یا کوئی پھول ہم سونگھتے ہیں وغیرہ ہوتے ہیں تمام نتائج بھیجہ کی تشریحات کے۔

ہم اِس بات کا اعادہ کرتے ہیں، بہر حال، کہ واقعی طور پر وہاں بھیجہ میں نہ تو Colors ہوتے ہیں اور نہ آوازیں اور نہ Images، بلکہ وہاں معلومات کے الکٹریکل سگنلس ہوتے ہیں بھیجہ میں۔ لامحدود وسیع مناظر تم دیکھتے ہو تمہارے سامنے، ایک تروتازہ رنگا رنگین پھول جس میں تم خوشی محسوس کرتے ہو، زوردار موسیقی یا ایک غذا جو دیتی ہے ذائقہ غیر معمولی لذیذ — تمام کے معلومات الکٹریکل سگنلس پر مشتمل ہوتے ہیں، بھیجہ میں پہنچتے ہیں۔ اگر یہ الکٹریکل سگنلس، حسی اعضاء کے ذریعہ بھیجہ کو پہنچنے سے پہلے کاٹ دیئے جاتے ہیں، تو یہ بیرونی دُنیا صرف تمہارے لئے ختم ہوجاتی ہے، کیونکہ تمہارے لئے، بیرونی دُنیا

مشتمل ہوتی ہے صرف الکٹریکل سگنلس کی ترجمانی سے جو تمہارے بھیجہ سے ممکن ہوتی ہے۔ایک سائنسی لیکھک ،Rita Carter، اپنی کتاب،Mapping the Mind، میں بیاں کرتی ہے کہ کیسے ہم دُنیا کو دیکھتے ہیں:

حسّی اعضاء میں سے ہر ایک پیچیدہ طور پر خود کے اپنی قسم کے محرکین کے لحاظ سے اپنے آپ کو ڈھال لیتا ہے: سالمے، موجوں یا اِرتعاشات کے لحاظ سے۔مگر جواب یہاں پر نہیں ہوتا ہے، کیونکہ اُن کے حیرت ناک قسم کے باوجود، ہر عضو لازمی طور پر وہی ایک کام کرتا ہے: وہ اپنی مخصوص محرک کو Electrical Pulses میں بدل دیتا ہے۔ایک Pulse، ایک الکٹرومیا گنیٹک موج ہوتی ہے۔ یہ سرخ رنگ نہیں ہوتا ہے، یا موسیقی Notes نہیں ہوتا ہے—یہ ایک الکٹریکل توانائی کا ہلکا سا Piece ہوتا ہے۔

حقیقت میں بجائے اِس کے کہ ایک قسم کے حِسّیاتی Input کو دوسرے سے تمیز کرنے کے، حسّی اعضاء واقعتاً خود کو بنا لیتے ہیں زیادہ ایک جیسے۔تمام حِسّیاتی محرکین، تب، بھیجہ میں داخل ہوتے ہیں کم و بیش نا قابل تفریق فارم میں بطور الکٹریکل پلسس کے ایک Stream کے جو پیدا کیا جاتا ہے Neurons Firings سے روایتی فیشن میں ساتھ میں ایک معینہ راستہ کے۔ یہ سب جو کہ واقع ہوتا ہے۔ وہاں پر کوئی برعکس ٹرانسفارمر نہیں ہوتا ہے جو کسی مرحلہ پر پلٹتا ہے اِس الکٹریکل سرگرمی کو واپس روشنی کے موجوں میں یا سالموں میں۔کیا چیز بناتی ہے ایک Stream کو Vision میں اور دوسرے کو Smell میں جس کا انحصار، کسی حد تک کہ کون سے Neurons متحرک ہوتے ہیں، پر ہوتا ہے۔ یہ ایک واقعی حیرت انگیز اور اہم بات ہے۔تمام احساسات، خیالات، ذائقے اور آوازیں جو ہم لوگ دُنیا کے بارے میں سمجھتے ہیں، دراصل سب کے سب الکٹریکل سگنلس پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بھیجہ میں متعلقہ مراکز جو اِن الکٹریکل سگنلس سے متاثر ہوتے ہیں، بدل دیتے ہیں اُنہیں لذیذ غذا میں، خوبصورت منظر میں؟ یا دلچسپ موسیقی میں۔تاہم خود آگاہ ہستی جو محسوس کرتی ہے اور سمجھتی ہے اُنہیں، وہ کچھ اور ہوتی ہے۔ ویسے بھیجہ اور الکٹریکل سگنلس بذات خود لُطف اندوز نہیں ہوتے غذا کی خوش ذائقی سے یا پھول کے دِل لُبھا رنگ اور خوشبو سے۔

مادہ پرست سائنس داں لوگ نا کام ہیں جان پانے کہ یہ روح ہوتی ہے—اِس قدر ممتاز بھیجہ سے— کہ سمجھتی ہے ہر بات اور خود سے نتائج اخذ کرتی ہے۔جعفرے ایم۔شوارٹز بیان کرتا ہے کہ کیسے حواس بھیجہ سے آزادانہ طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ ہر باشعور حالت اِس سے ایک خاص تعلق خاطر رکھتی ہے، اور ممکنہ طور پر ہوتی ہے لیک لاجواب عنصر اپنے میں:

جب تم ایک Hambarger کھاتے ہو، محسوس کرتے ہو ایک احساس، جو گائے کے گوشت کے قتلہ کے چبائے جانے کے تجربہ سے مختلف ہوتا ہے۔اور کوئی ذائقہ کا احساس جو تم محسوس کرتے ہو، ہوتا ہے مختلف ایک Chopin Etude کی آواز سے، یا ایک برق و باد کے گرجگدار منظر سے......شناخت کرتے ہوئے کہ محل وقوع کہاں سرخ رنگ پیدا ہوتا ہے، نظر کے بھیجہ کے جھلی میں، ہوتی ہے ایک پکار دور کہیں سے وضاحت میں ہمارے سرخ رنگ کی سمجھ کے، یا کیوں سُرخ رنگ کا دیکھنا محسوس ہوتا ہے مختلف ایک اٹالین ڈش کے ذائقہ سے یا Fur Elise کے سُننے سے—خاص طور سے چونکہ یہ تجربات۔

Neuronal Firings کو ایک یا دوسرے حِسّیاتی Cortex میں ظاہر کرتے ہیں۔اور نہ حتّٰی بہت ہی تفصیلی MRI فلم، حواس یا آگاہیت کے طبعی بنیاد سے کہیں زیادہ ہی معلومات فراہم کرتی ہے، وہ اِتنا فریب میں نہیں آتی ہے وضاحت کرنے میں کہ کیا وہ محسوس کرتی ہے مماثل اندرون سے۔وہ واضح کرنے نہیں پاتی ہے مُتکلم کے سرخ رنگ سے متعلق احساسات کو۔کیسے ہم جان پاتے ہیں کہ وہ وہی ہوتی ہے مختلف لوگوں کے لئے؟ اور کیوں پڑھائی کرنے والے بھیجہ کے میکانیزمس، حتّٰی سالمہ کے لِول پر کبھی مہیا کریں گے ایک جواب اُن سوالوں کا؟ پیٹر رسّل بیان کرتا ہے اِس مسلہ کو اصطلاحوں میں:

ہر دفعہ ہم کوشش کرتے ہیں زور دینے کی طبعی پہلو پر، پر ہم لوٹتے ہیں خالی ہاتھ بار بار۔طبعی پہلو کا ہر خیال جو ہم رکھتے رہے ہیں، ہوتے ہوئے غلط ثابت ہوا ہے، اور آب مادیت کا خیال، ہمارے نظروں کے سامنے اُڑتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔لیکن ہمارا مادی دُنیا پر اعتقاد، ہم میں اِس قدر گہرائی کے ساتھ رچ بس گیا ہے—اور اِس قدر طاقت کے ساتھ مضبوط ہو گیا ہے، ہمارے تجربہ سے— کہ ہم چمٹے رہتے ہیں اِس مفروضہ سے کہ

وہاں چاہیئے کچھ طبعی اصل وہاں پر مثل از منہ وسطی کے ماہرین فلکیات کے جو کہ کبھی سوال نہیں اُٹھاتے تھے اُن کے مفروضہ کے بارے میں کہ زمین کائنات کا مرکز ہوتی تھی، چنانچہ ہم بھی کبھی سوال نہیں کرتے ہیں بارے میں ہمارے مفروضہ کے کہ بیرونی دُنیا ماہیت میں فزیکل ہوتی ہے۔ حقیقت میں یہ ہوتی ہے ہمارے لئے حواس باختہ بات۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو وہاں پر کوئی چیز نہیں ہوتی ہے، یعنی کوئی طبعی پہلو نہیں، فقط نظر کا ایک دھوکہ۔ ہوسکتا ہے وہاں ہوتا ہو صرف ایک دماغی پہلو ہر ایک کے لئے۔

بھیجہ میں تحقیق، کبھی اِن سوالوں کا جواب نہیں دے سکتی ہے کہ کون یا کیا دیکھنا ہوتا ہے، کیونکہ کیا سائنس دونوں نے بھیجہ میں تلاش کرتے رہے ہیں، واقع میں ہوتی ہے کچھ بہت ہی مختلف انسانی طبعی اجسام سے — کچھ جو وجود رکھتی خود کی اپنی شناخت میں۔

امریکی مصنف Marilyn Ferguson پیش کرتا ہے یہ اہم تلاش سائنس اور فلاسفی کی دُنیا میں کہ کون یا کیا وہ ہوتی ہے جو انجام دیتی ہے اسی سمجھ کو: فلاسفرز، جب سے کے یونانی لوگ خیال کئے ہیں بارے میں "Ghost In the Machine" کے ''ایک چھوٹا آدمی، ایک چھوٹے آدمی کے اندر'' اور بہت کچھ۔ کہاں ہوتا ہے یہ مَیں (I) — ایک ہستی جو استعمال کرتی ہے بھیجہ کو؟

کون واقعتاً جانتا ہے؟ یا جیسا کہ سینٹ فرانسیز، Assisi، ایک دفعہ کہا تھا اِس بات کو، ''کسکے لئے ہم دیکھ رہے ہیں، وہ جو کہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔''

شعور ہوتا ہے ایک خواص جو پورے طور پر روح کی ملکیت ہوتی ہے، جو عطا کی جاتی ہے اِنسانوں کو اللہ سے۔ یہ روح کے ذریعہ، آدمی ہو جاتا ہے ایک ہستی (Entity) جو قابل ہو جاتا ہے غور کرنے کے، دیکھنے اور فیصلہ کرنے کے۔ دماغ اور شعور جو اِنسان رکھتا ہے، ہوتے ہیں خواص جو عطا ہوتے ہیں اُن پر روح سے۔

ایک آیت میں اللہ ہم سے یوں کلام کرتا ہے کہ:

''اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے، تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان، لیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی قرآن کی، اُس سے راہ سجھا دیتے ہیں جس

کو چاہیں اپنے بندوں میں اور بے شک تو سُجھاتا ہے سیدھی راہ۔'' (سورہ شوری، 52)

یہ موضوع کی وضاحت تفصیل میں بعد ازاں کی جائیگی۔

☆ کون مشاہدہ کرتا ہے مجازی خیالات کا بھیجہ میں؟

روشنی کا ایک بیرونی شئے سے Retina پر پڑنے کے بعد، سگنلس منتقل ہوتے ہیں، 30 مختلف نظر کے مراکز میں، بھیجہ کے، Processing کے لئے۔ سب سے پہلے روشنی آنکھ کے عدسہ (Lens) سے گذرتی ہے اور چھوڑتی ہے ایک اُلٹا دو رُخی خیال Retina Layer کے خلیات پر آنکھ کے پچھلے حصہ میں۔ یہاں مختلف کیمیائی طریقہ ہائے عمل کے بعد، وہاں پر موجود Rod and Cone خلیات اُس خیال کو Electrical Impulses میں بدل دیتے ہیں، جو کہ سگنلس ہوتے ہیں، یہ Optic Nerve کے ذریعہ بھیجہ کے عقب میں واقع نظر کے مرکز کو منتقل ہوتے ہیں۔ بھیجہ میں واقع نظر کے مرکز میں یہ سگنلس بامعنی تین رُخی خیالات میں بدل جاتے ہیں۔

☆ Craig Hamilton کے الفاظ میں

کیسے وہ واقع ہوتا ہے، ہوتی ہے ایک مثال جو کہ جانا جاتا ہے بطور "Binding Problem" کے اور ہوتا ہے خود میں ایک راز کے جو کہ کسی نے بھی یقین کے ساتھ حل نہیں کیا ہے آج تک۔ ایک لمحہ کے لئے، ویسے، جو کہ سمجھنے کے لئے اہم ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے یہ کہ تمہاری آنکھوں میں سے ہر ایک آنکھ دیکھ رہی ہوتی ہے ایک مختلف حصہ تصویر کا، اور تمہارا بھیجہ کسی طرح بنا رہا ہوتا تھا اُسے ملا کر باہم ایک متحدہ اکائی میں۔

یہ تفصیلات مہیا کرتے ہیں ایک عام وضاحت کہ کیسے آنکھ دیکھتی ہے۔ آنکھیں نمائندگی کرتی ہیں ایک Image کی بناوٹ کے پہلے مرحلہ میں، جس کا اصل، بیرونی دُنیا میں، ہم کبھی نہیں جان سکتے ہیں۔ دُنیا جو باہر ہوتی ہے ہمارے دیتی ہے ہُو بہُو نقل ہمارے اندر ایک بہت ہی چھوٹے سے رقبہ میں بھیجہ کے، شکر گذار ہیں روشنی کے جو گذرتی ہے ہماری آنکھوں سے اور الکٹریکل سگنلس کے ذریعہ بھیجہ کے مخصوص حصہ میں پہنچتی ہیں،

جہاں کئی ایک طریقہ عمل کے نتیجہ میں اصل کے نقول میں بدل جاتے ہیں اور ہمارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ جب ہم ہمارے اطراف دیکھتے ہیں، کوئی بھی Images ہم دیکھتے ہیں، حتٰکہ اگر وہ ہوتا ہے لامحدود آسمانوں میں سے ایک، واقعتاً اُس کا خیال بنتا ہے بھیجہ کے اس ننھے رقبہ میں۔ ہم کبھی بھی جان نہیں سکتے ہیں آیا یا نہیں اصل اِس لامحدود آسمان کا یہ چھوٹا سا خیال واقعتاً کوئی مطابقت رکھتا ہے جو کچھ کہ ہم دیکھتے ہیں۔

پیٹر رسل اِس وضاحت کا خلاصہ یوں پیش کرتا ہے: جب میں ایک درخت کو دیکھتا ہوں، وہ دکھائی دیتا ہے، جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں بالراست اُسے۔ لیکن سائنس کہتی ہے ہم سے کچھ پورے طور پر الگ سے واقع ہو رہا ہوتا ہے۔ روشنی جو داخل ہوتی ہے آنکھ میں، Retina میں کیمیائی تعاملات کو اُبھارتی ہے، اور یہ تعاملات Electro Chemical Impulses کو پیدا کرتے ہیں جو Nerve Fibers کے ذریعہ بھیجہ کو جاتے ہیں۔ بھیجہ اُس Data کی تشریح کرتا ہے جو وہ حاصل کرتا ہے، اور تجربہ دیکھنے کا ایک درخت کو۔ تاہم جو کچھ میں واقعتاً دیکھ رہا ہوتا ہوں وہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ سچائی ہوتی ہے ہر چیز کے لئے جو کہ میں دیکھتا ہوں۔

ہر چیز ہم جانتے ہیں، دیکھتے ہیں، اور خیال کرتے ہیں، ہر رنگ، آواز، احساس، ہر خیال اور ہر سمجھ، ہوتی ہے ایک شکل جو ظاہر ہوتی ہے دماغ میں۔ یہ تمام ہوتی ہے ایک اطلاع شعور کی۔

یہ سب کچھ ہم کو لے جاتے ہیں ایک اہم جانکاری کی طرف، کہ ہماری ساری زندگیوں کے دوران ہم خیال کرتے ہیں کہ دُنیا ہمارے باہر ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ، بہر حال، کہ واقعتاً دیکھتے ہیں دُنیا کو جس کا ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے بیرونی ہوتے ہوئے بھیجہ کے اندر ایک چھوٹے سے رقبہ میں۔ چونکہ ہم بالراست طور پر ہمارے باہر دُنیا کی اصل کو دیکھ نہیں سکتے ہیں اور چونکہ ہر چیز ہوتی ہے ایک خیال جو پیدا ہوتا ہے بھیجہ میں، تب کیا وہ واقعتاً آنکھ ہوتی ہے جو دیکھتی ہے؟ ہماری ساری زندگیوں کے دوران، ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں ہماری بیرونی دنیا کو، ہماری آنکھوں سے۔ لیکن نظری

افعال کی سائنسی وضاحت جو انجام پاتی ہے بھیجہ سے، بتلاتی ہے کہ وہ آنکھ نہیں ہوتی ہے جو دیکھتی ہے۔ آنکھ اور اُس کے Retina Nerve کے لکھوکھا خلیات انجام دیتے ہیں معاملات کو کہ بھیجنے پیامات بھیجہ کو تا کہ دیکھنے کا عمل ہو سکے پورا۔ چنانچہ Retina کے Cells سمجھتے ہیں Photons کو جو اُس پر روشنی کی شکل میں گرتے ہیں اور یہ Retina کے Cells اِن کو الکٹریکل سگنلس میں بدل کر بھیجہ کو بڑھاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، جو کہ ہم دیکھتے ہیں، وہ ہوتی ہیں روشنی کی موجیں جو باہر سے آتی ہیں گرتی ہیں Retina Cells پر جو بنے ہوتے ہیں Fat، پروٹین اور پانی سے، بدلتے ہیں روشنی کی موجوں کو الکٹریکل سگنلس میں جو منتقل ہوتے ہیں بھیجہ میں۔

بھیجہ میں، وہاں نہیں ہوتے ہیں کوئی بچے دوڑتے بھاگتے ہوئے باغ میں، نہ کوئی کھلا آسمان، نہ کوئی جہاز پھاڑتے ہوئے موجوں کو۔ واحد چیز جو وجود رکھتی ہے وہ ہوتی ہے الکٹریکل سگنلس بھیجہ میں۔

کیا وہاں ہوتا ہے کوئی منظر بھیجہ میں جہاں پر یہ تمام حواس پیدا ہوتے ہیں، جہاں Images زندگی کی جگہ لیتے ہیں، جہاں آوازیں سُنی جاتی ہیں اور جہاں Smells بنتے ہیں؟ اگر ہم بھیجہ کا بہت ہی گہرائی کے ساتھ معائنہ کرتے ہیں، ہم پاتے ہیں Neurons کو، ایک دوسرے کے ساتھ باہمدگر اثر انداز ہوتے ہوئے اور مختلف کمیکل اور الکٹریکل تبادلے اُن کے درمیان۔ تاہم بھیجہ میں، ہم نہیں پا سکتے ہیں رنگ، اشکال، کتابیں یا کوئی چیز جو بیرونی دُنیا کی ملکیت ہو، وہاں پر کوئی لہلہاتے ہرے پتے نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہجوم بھری خرید و فروخت، مکانات، موٹرین یا فرنیچر۔

کہیں بھی بھیجہ میں نہیں ہوتا ہے وہاں ایک دوست، ہماری ماں یا باپ ہم پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے۔ اِس کتاب کا خیال جو تم پڑھ رہے ہو، کہیں بھی نہیں ہوتا ہے بھیجہ میں۔ المختصر، دُنیا جس کا ہم خیال کرتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں ہمارے اطراف نہ تو ہمارے باہر ہوتی ہے اور نہ اندر بھیجہ میں۔ سائنس داں لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ خیال ہوتا ہے بھیجہ میں تو وہ رکھتے ہیں یہ سوال دینے جواب: اگر ایک خیال ہوتا ہے بھیجہ میں، تب کون

ہوتا ہے وہ، جو دیکھتا ہے اُس خیال کو؟

Vilayanur, S. Ramachandran ، سنٹر برائے بھیجہ اور ادراک کے ڈائرکٹر کے اور پروفیسر سائیکالوجی کے محکمہ اور نیوروسائنس پروگرام کے یونیورسٹی کیلیفورنیہ، سان ڈیاگو کے، وہ اِس سوال کو اپنی کتاب، Phantams in Brain میں بطور ایک تمثیل کے بیان کرتا ہے: ایک شیشہ پر نگاہ ڈالتا ہے......اُس کے ہاتھ میں۔ ''ہاں، وہاں ہوتا ہے ایک الٹا خیال اِس گلاس کا پڑتا ہے میری آنکھ کی پتلی میں۔ روشنی اور تاریکی کے Images کے کھیل سرگرم کرتے ہیں میرے Retina پر کے Photo Receptors کو، اور خاکہ جات (Patterns) منتقل ہوتے ہیں ذرہ بہ ذرہ ایک Cable سے — میرے Optic Nerve سے — اور ظاہر ہوتے ہیں ایک پردے پر میرے بھیجہ میں۔ کیا وہ نہیں ہے کہ کیسے میں دیکھتا ہوں اِس گلاس کو......؟ بے شک، میرے بھیجہ کو ضرورت ہوگی بنانے خیال کو سیدھا پھر۔''

ویسے اُس کا علم (معلومات) Photo Receptors کے اور Optic Nerve کے بارے میں متاثرکُن تھا، اُس کی وضاحت — کہ وہاں ہوتا ہے ایک پردا کہیں بھیجہ میں جہاں Images ظاہر ہوتے ہیں — اپنے میں رکھتا ہے ایک سنجیدہ منطقی مغالطہ۔ واسطے اگر تم ہوتے کرنے ایک Image ایک............گلاس کا ایک اندرونی Neurol پردے پر، تم کو ضرورت ہوتی ایک دوسرے چھوٹے آدمی کی بھیجہ میں دیکھنے اُس Image کو۔ اور جو حل نہ کرتا ہوتا مسلہ کو آیا تم کو تب ضرورت لاحق ہوتی پھر ایک دوسرا حتکہ اور چھوٹا سا آدمی اُس کے سر میں دیکھنے اُس Image کو، اور اِس طرح سلسلہ جاری رہتا ہمیشہ کے لئے۔ تم ختم کرتے ہوتے ایک نہ ختم ہونے والے تدریجی انحطاط کے ساتھ آنکھوں کی کارکردگی کے، اور چھوٹے چھوٹے آدمی لوگ بغیر حواس کے مسلہ کو حقیقی طور پر حل کئے کے............

یہاں، راماچندرن ایک غیر معمولی طور پر اہم نقطہ کو چھوڑ رہا ہوتا ہے۔ اگر ہم خیال کرتے ہیں کہ وہاں ایک خیال بھیجہ میں ہوتا ہے، تب ایک آدمی کا وجود دیکھنے اُس خیال کو لازمی ہو جاتا ہے، پڑھنا ننھے آدمیوں کا بھیجہ کے اندر دیکھنے کے تعلق سے اِن Images کو، اور حتکہ

چھوٹے آدمیوں کے اُن کے بھیجوں میں دیکھنا اُن خیالات (Images) کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہتا۔ (تفصیلات کے لئے، دیکھئے ہارون یحیٰی کی کتاب The Little Man in the Tower)

چونکہ کوئی ہستی (وجود) دیکھ نہیں رہی ہے خیالات کو بھیجہ کے اندر، تب دعویٰ کرنا کہ وہاں ایک خیال ہوتا ہے بھیجہ میں، غیر حقیقی اور غیر منطقی سمجھا جائے گا۔ بھیجہ کے اندر مکمل طور پر تاریکی ہوتی ہے، بغیر کسی روشنی یا آواز کے۔ بھیجہ میں، وہاں کوئی جگمگاتے رنگ نہیں ہوتے ہیں، خوبصورت پھول، Stoves جو دیتے ہیں ایک گرمی کا احساس یا چہچہاتے ہوئے پرندے نہیں ہوتے ہیں۔

اِس لئے پھر وہاں کیا ہوتا ہے جو بنا ہوتا ہے بھیجہ میں؟

راماچندرن کی فنی وضاحت دوڑتی ہے ذیل کے مطابق:

اِس لئے پہلا قدم حواس کو سمجھنے میں ہوتا ہے چھٹکارا پانا بھیجہ میں خیالات کے تصور سے اور شروع کرنا ہوتا ہے سوچنا بارے میں بیرونی دُنیا کے اشیاء اور واقعات کے علاماتی بیانات کے۔ ایک اچھی مثال ایک علامتی بیان کی ہوتا ہے ایک تحریری پیراگراف جیسا کہ وہ تمام جو اِس صفحہ پر موجود ہے۔ اگر تم کو بھیجنا ہوتا ایک دوست کو ایک پیام چائنا میں کہ کیسے تمہارا اپارٹمنٹ دکھائی دیتا ہے مثل......، تم کو دور رسانی (ٹیلی کیمونیکشن) سے بھیجنا نہیں ہوتا چائنا کو۔ تب تمام جو کچھ تم کرتے ہوتے وہ ہوتا تھا لکھنا ایک خط بیان کرتے ہوئے تمہارے اپارٹمنٹ کی تفصیل۔ تاہم واقعتاً روشنائی کی بے تکی لکیریں — الفاظ اور پیراگرافس خط میں — نہیں رکھتے ہیں کوئی فزیکل مشابہت حتکہ تمہارے بستر استراحت سے۔ خط ایک علامتی اظہار ہوتا ہے تمہارے بستر استراحت کا۔

کیا مطلب ہوتا ہے ایک علامتی اظہار سے بھیجہ میں؟ نہ کہ بے تکی لکیروں کا روشنائی کے، بے شک، تاہم اعصابی Impulses کی زبان کا۔ انسانی بھیجہ رکھتا ہے کئی ایک ایسے رقبہ جات، خیالات کے طریقہ ہائے عمل کے لئے، ہر ایک اُس کا بنا ہوتا ہے Neurons کے ایک پیچیدہ جال سے جو خصوصی طور پر بعض اقسام کے معلومات خیال سے

حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ کوئی شئے اُبھارتی ہے ایک سرگرمی کا نقش — جو ہوتا ہے یکتا ہر شئے کے لئے — اِن رقبہ جات کے ایک ذیلی سٹ کے درمیان میں۔ مثال کے طور پر، جب تم دیکھتے ہو ایک پنسل کو، ایک کتاب یا ایک چہرہ کو، ایک مختلف نقش اعصابی سرگرمی کا ہر صورت میں ظاہر ہوتا ہے، ''اطلاع دیتے ہوئے'' اعلیٰ بھیجہ کے مراکز کا بارے میں کہ کیا تم دیکھ رہے ہو۔ سرگرمی کے نقوش (Patterns) اشارہ ہوتے ہیں یا نمائندگی کرتے ہیں نظری اشیاء کا بالکل اُسی طرح سے جس طرح سے روشنائی کی بے تکی لکیریں ہوتی ہیں کاغذ پر، نشاندہی یا نمائندگی کرتی ہیں تمہارے سونے کے کمرہ کی۔ جیسا کہ سائنس داں لوگ کوشش کرتے ہیں سمجھنے نظری طریقہ ہائے عمل کو، ہمارا مقصد کھولنا ہوتا ہے خفیہ راز کو جو استعمال ہوتا ہے بھیجہ سے پیدا کرنے سے اِن علامتی اظہارات کو، بالکل ایسے جیسے ایک رمزی تحریری رازوں کو عقدہ کرنے والا کوشش کرتا ہے کھولنے کی ایک انوکھی تحریر کو۔

لیکن محض اِس نقشہ کی موجودگی دیکھنے کی وضاحت نہیں کرتی ہے، واسطے اِس بات کے لئے جیسا کہ میں نے Note کیا ہے پہلے ہی، وہاں کوئی چھوٹا آدمی، بھیجہ کے اندر، نہیں ہوتا ہے جو واچ کرتا ہو کہ کیا ظاہر ہوتا ہے ابتدائی نظری بھیجہ کے Cortex پر۔

Richard L. Gregory پیش کرتا ہے اِس تفصیل کو اِس طرح: سوچنے کی ترغیب کو نظرانداز کرنا اہم ہوتا ہے کہ آنکھیں پیدا کرتی ہیں خیالات بھیجہ میں جو ہوتے ہیں حواس، اشیاء کے۔ خیالات بھیجہ میں ہوتے ہیں اشارے جو مائل کرتے ہیں ایک اندرونی آنکھ کو دیکھنے اُن کو۔ لیکن اِس کو ضرورت ہوتی ہے ایک مزید آنکھ کی دیکھنے اُس کی تصویر (خیال) کی — دوسری تصویر، دوسری آنکھ سے — اور اس طرح ہمیشہ، بغیر جانے کے کہیں بھی۔

پروفیسر انٹونیو ڈامیسیو، صدر Iowa یونیورسٹی، نیورولوجی محکمہ کا، کہتا ہے، ''بالکلیہ صاف طور سے' یہ شعور کا پہلا مسلہ ہوتا ہے، مسلہ کہ کیسے ہم حاصل کرتے ہیں ایک Movie بھیجہ میں۔'' اس طرح کھلے طور پر تسلیم کرتے ہیں ناگوار صورت حال کو جس میں سائنس داں لوگ پاتے ہیں خود کو اس موضوع پر۔ یہ واضح ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی کی سائنس چھوڑ دیتی ہے بغیر جواب کے اِس سوال کو، ''کون ہے وہ جو دیکھ رہا ہوتا ہے؟ سائنس داں لوگ نے

ترک کر دیا ہے اِس مفروضہ کو کہ وہاں ایک مشاہدہ کنندہ ہوتا ہے بھیجہ میں۔ تاہم سائنس دانوں کے لئے بنا دیا ہے، خیال کے بھیجہ میں بننے کے تصور کو اور بھی خراب۔ ایک واحد مقام بھیجہ میں پیش کرتا ہے ہم کو ایک دُنیا کو بے شمار ممتاز اور بے عیب تفصیلات کے ساتھ، اور بغیر رُکے کے۔ یہ ہوتا ہے ایک فنی اور سائنسی وضاحت۔ تب، کہاں ہوتا ہے ''خیال''؟

آکسفورڈ یونیورسٹی سائکالوجی کے رائٹر، سوسن بلیک مور کا تبصرہ:

Crick کہتا ہے کہ وہ چاہتا ہے پتہ چلانا باہمی رشتہ، دُنیا کے صاف خیال کا، جو ہم دیکھتے ہیں ہماری آنکھوں کے سامنے، یا ڈامیو پکارتا ہے جس کو Movie In The Brain کے۔ تاہم اگر مجازی دُنیا ہوتی ہے ایک شاندار خیال، تب وہ کبھی قابل نہ ہو نگے پانے جو وہ دیکھ رہے ہیں کیونکہ نہ تو صاف خیال اور نہ Movie In The Brain وجود رکھتے ہیں بھیجہ میں۔ وہ دونوں ہیں حصہ فریب نظر کا یعنی خیال کا۔

بلاک مُور کے مطابق ہمارا بالراست تجربہ کا احساس محض ایک خیال ہوتا ہے حقیقت میں، حتمہ خیال کا تصور، پورے طور پر اِس Position کی وضاحت کرنے میں ناکام ہے۔ ایک خیال جو کہ شناخت ہوتا ہے جب کہ ہم واقعات، جو وقوع پذیر ہوتے ہیں ہمارے دماغوں میں، کا تقابل طبعی حقیقت کے ساتھ کرتے ہیں۔ بہرحال، یہاں اِنسانی بیرونی دُنیا کا بالراست تجربہ نہیں رکھتے ہیں — با الفاظ دیگر، فزیکل حقائق کا تجربہ نہیں رکھتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں دماغ سے پیدا ہوتی ہیں، اور دماغ کبھی بیرونی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔ یہ ہوتے ہیں حقائق۔ جو صرف ہماری ملکیت ہوتی ہے۔

جو ایسی صورت ہو، جو کچھ کہ ہو رہا ہوتا ہے، ایک خیال نہیں ہوتا ہے، اور یہ زیادہ صحیح ہوتا ہے بیان کرنا کہ وہ بطور ایک Phantom کے ہوتا ہے۔ دُنیا، ہم رکھتے ہیں، پورے طور پر ہمارے حواس میں بنی ہوتی ہے۔ وہاں ایسا کوئی اور نہیں ہے جو نہ دیکھتا ہے اِس دُنیا کو جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، جو محسوس نہ کرتا ہو وہی حواس (Perceptions) کو، یا جو شہادت نہ دیتا ہے اُسی دُنیا کی۔ اور نہ ہے کوئی جو نہ دیکھے جو کچھ کہ ہم دیکھتے ہیں کوئی بھی حصہ ہمارے بھیجہ کا۔

بھیجہ بھی اِس وہی Phantom Image میں ہوتا ہے۔ ہمارے حواس بناتے ہیں ایک دُنیا جو بتلائی جاتی ہے اور تخلیق کی گئی ہے ہمارے لئے۔

وہاں ہوتی ہے حقیقت میں ایک حقیقی بیرونی دُنیا، ایک مادی دُنیا، مگر اِنسان لوگ اُس تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

جیسا کہ Erwin Schrodinger، کوانٹم فزکس کا ایک دریافت کنندہ بیان کرتا ہے: ہر آدمی کی دُنیا کا خیال ہوتا ہے اور ہمیشہ رہتا ہے اُس کے دماغ کی ایک تعمیر، اور ثابت نہیں ہوسکتا ہے کہ رکھتا ہے کوئی اور وجود۔

جب ہم خیال کرتے ہیں ایک کتاب کا ہمارے دماغ کے دریچہ یعنی آنکھ میں، ہم رکھتے ہیں ایک احساس جو بہت ہی ایک جیسا ہوتا ہے جب ہم واقعتاً دیکھتے ہیں اُسی کتاب کو ہماری اپنی فزیکل آنکھوں سے۔

یہ ہوتا ہے ایک اہم ثبوت کہ ہم حاصل کرسکتے ہیں ایک خیال ایک شئے کا بھیجہ میں صرف اُس کے بارے میں سوچ کر کے — ایک ایسا Object جو حقیقت میں وجود نہیں رکھتا ہے۔ واشنگٹن یونیورسٹی کے نفسیاتی ماہر، مائکل پوسنر اور نیورولاجسٹ، مارکس رتچلے، بھیجہ کے غیر معمولی میکانیزم کے بارے میں یوں اظہار کرتے ہیں:

تمہاری آنکھیں کھولو، اور بغیر کسی کوشش کے ایک منظر تمہاری نظر میں سما جاتا ہے، اب بند کرو تمہاری آنکھوں کو اور اُس منظر کے بارے میں سوچو اور تم طلب کرتے ہو اُس کے ایک خیال کو، یقینی طور پر وہ نہ تو اس قدر صاف، خالص، یا سالم نہیں ہوتا ہے جیسا کہ منظر تم دیکھتے ہو تمہاری آنکھوں سے، تاہم پھر بھی ایسا کچھ جو تمہاری گرفت میں آتا ہے، ہوتا ہے منظر کے لازمی خصوصیات۔ دونوں صورتوں میں، منظر کا ایک خیال بنتا ہے دماغ میں۔ خیال جو فارم ہوتا ہے حقیقی نظری احساس سے کہلاتا ہے ایک ادراک، "Percept"، کے، تمیز کرنے اُسے ایک تصوراتی خیال سے۔ Percept بنتا ہے نتیجہ میں روشنی کے Retina کو Hit کرنے سے اور بھیجے جانے بطور سگنلس کے بھیجہ میں مزید طریقہ ہائے عمل سے گذرنے کے۔ لیکن، کیسے ہم ہوتے ہیں قابل پیدا کرنے ایک خیال دماغ میں جب کہ کوئی روشنی Hit

کرنے نہیں پاتی ہے Retina کو، بھیجنے سگنلس بھیجہ کو تبدیل ہونے خیال میں وہاں پہ؟]

کیا چیز پیدا کرتی ہے ایک Object ہمارے دماغوں میں، اُس Object کے اصل کی غیر موجودگی میں، وہ ہوتا ہے وہی میکانیزم جو پیدا کرتا ہے اُس کو ہمارے دماغوں میں جب ہم خیال کرتے ہیں کہ اصل وجود رکھتا ہے۔ اِس لئے، Images کا وجود جو ہم دیکھتے ہیں بطور بیرونی دُنیا کے ہوتا ہے محض ایک فریب نظر، ایک Phantom۔ ہر چیز جو ہم دیکھتے ہیں — تابناک دُنیا، ہمارے سامنے، ہمارے دوست، ہمارے اطراف لوگ اور حتکہ ہمارے اپنے اجسام — ہوتے ہیں اِس خواب کا حصہ جو کچھ کہ ہم خیال کرتے ہیں ہوتے ہیں اِن تمام کے مبدے، اُن کے اصل بیرونی دُنیا میں کہیں ہوتے ہیں، رہتے ہیں ہمیشہ نا معلوم ہمارے لئے۔ یہ خیالی دُنیا ("Shadow World") اپنے میں شامل کرتی ہے ہمارے کام کرنے کے مقامات، گھر، ہمارے اطراف لوگ، ہماری موٹرین، غذا ہم کھاتے ہیں، فلمس ہم دیکھتے ہیں، الغرض، ہر چیز ہماری زندگیوں میں۔ جب ہم لوٹتے ہیں اپنے گھروں کو، ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم داخل ہورہے ہیں ہمارے حقیقی قیام گاہوں میں۔ حقیقت یہ ہے، بہر حال، کہ ہم مشاہدہ کررہے ہوتے ہیں ایک ہُو بہُو نقل، ہمارے گھروں کی، اور ایک ایسا کچھ جو کہ ہم حتکہ خیال بھی نہیں کرسکتے ہیں کہ یہ سب ممکنہ طور پر ہوتا ہے محض ایک خیال، ہر چیز ہم سامنا کرتے ہیں ہمارے گھروں میں گویا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں اِن سب کا ہمارے دماغوں میں۔ تمام ہماری زندگیاں واقع ہوتی ہیں ایک ننھے سے رقبہ میں بھیجہ کے۔

جہاں تک، اکثر نیورولاجسٹس اور سائکالوجسٹس جنہوں نے اِس موضوع پر تحقیق کی ہے پورے طور پر اِس اختتام پر پہنچے ہیں۔ تاہم عمومی طور پر اِس سوال کا جواب دینے سے احتراز کرتے ہیں، ''کون دیکھنے اور سمجھنے کا کام کرتا ہے؟'' وہ تلاش کرتے ہیں ننھے تخیلاتی شخصیتوں کی بھیجہ میں اور ڈھونڈھتے ہیں ایک مادی ہستی کو دیکھتی ہو اِن تمام اشیاء کو۔

وہ بحث مباحثہ اِن سوالوں کے بارے میں اپنی کتابوں، مضامین اور کانفرنس میں کرتے ہیں، حوالہ دیتے ہوئے دوسرے سائنس دانوں کا جو بھی ناکام رہے ہیں مسلہ کا حل ڈھونڈھ نکالنے میں اور اِقرار کرتے ہیں کہ وہ بھی ایک حل پانے میں ناکام رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے، بہر حال، کہ تمام فنی اور سائنسی حقائق نشاندہی کرتے ہیں کہ ہر اِنسان رکھتا ہے ایک رُوح جو سمجھتی ہے، دیکھتی ہے اور محسوس کرتی ہے۔ جو کچھ کہ سائنس داں لوگ تلاش کرتے ہیں بھیجہ میں —— ''دیکھنے والی ہستی''، دوسرے الفاظ میں —— ہوتی ہے روح۔ ہر چیز ملکیت ہوتی ہے اُس کی جس کو کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہوتے ہوئے بیرونی دُنیا کے جو مشتمل ہوتی ہے خیالات پر جو کہ ظاہر ہوتے ہیں روح پر۔

یہ بصیرت (Insight) بالکلیہ طور پر مادیت سے دور ہوتی ہے، جس میں بعض سائنس داں ایسا ایک مضبوط عقیدہ رکھتے ہیں۔ مادہ پرستوں کے لئے، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر چیز مادی ہستیوں سے بنی ہوتی ہے، روح کا وجود پورے طور پر اِن کے لئے نا قابل قبول ہوتا ہے۔ اِس وجہ سے، کہ سوال، ''کون سمجھنے کا کام کرتا ہے؟''

مادہ پرستوں کے لئے ہمیشہ نا قابل حل رہا ہے۔

یہ اللہ ہے جو اِنسانوں کو اُن کے Souls عطا کرتا ہے۔ یہ اللہ ہے جو روح کو سُننے کے دیکھنے کے اور محسوس کرنے کے لائق بناتا ہے۔ یہ قادر مطلق اللہ ہے جو تخلیق کرتا ہے ایک کامل طور پر صاف، بے عیب تفصیلی اور غیر معمولی طور پر واضح دُنیا ہمارے لئے جو پورے طور پر بطور ایک خیال ہوتی ہے، جو روح کو یہ تاثر دیتا ہے کہ وہ حقیقی طور پر محسوس کر رہی ہوتی ہے اِن تمام چیزوں کو، اور وہ تخلیق کرتا ہے تمام اشیاء کو بغیر کسی کی اعانت کے۔ اللہ بیان کرتا ہے کہ اِنسان، اِس بات کی سچائی کو دیئے گئے آیات میں دیکھے:

آیت پیش:-

''یہ جاننے والا ہے چھپے اور کھُلے کا، زبردست رحم والا، جس نے خوب بنائی جو چیز بھی بنائی، اور شروع کی اِنسان کی پیدائش ایک گارے سے، پھر بنائی اُس کی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے، پھر اس کو برابر کیا اور پھونکی اس میں اپنی جان اور بنا دیئے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔'' (سورہ سجدہ، 9 تا 6)

☆ آوازیں صرف ہمارے بھیجہ میں موجود ہوتی ہیں

سُننے کا طریقہ عمل دیکھنے کے مماثل ہوتا ہے۔ معلومات ہم تک پہنچتی ہے جیسا کہ

آواز ہوتی ہے، ٹھیک مثل Images کے، یعنی صرف الکٹریکل سگنلس کی شکل میں۔

بیرونی کان آواز کی موجوں کو گرفت میں لیتا ہے جو ہمارے اطراف پائی جاتی ہے اور درمیاتی کان میں انہیں منتقل کرتا ہے۔ یہ تب مضبوط کرتا ہے ارتعاش کو اور بڑھاتا ہے انہیں اندرونی کان میں جو تب اِن ارتعاشات کو الکٹریکل سگنلس میں اُن کے تعدد امواج کی شرح اور ارتکاز کے لحاظ سے بدل دیتے ہیں، اور اُنہیں بھیجہ کو بھیجا جاتا ہے۔

بھیجہ میں، یہ الکٹریکل سگنلس کی شکل میں موجود پیامات سُننے کے مرکز کو بھیجے جاتے ہیں جہاں پر مختلف طریقہ ہائے عمل سے گذرتے ہیں اور تشریح پاتے ہیں۔ اور اِس سُننے کا عمل طے پاتا ہے۔

بہر کیف، ایک بہت اہم نقطہ یہاں ہوتا ہے جو ٹھیک جیسے Images کے ساتھ، آوازیں جو ہم سُنتے ہیں ہمارے بھیجوں کے باہر کہیں اور نہیں ہوتی ہیں۔ پِٹر رسل جو اِنسانی شعور پر اپنے کام کے لئے مشہور ہے، اِس صُورت حال کو یوں بیان کرتا ہے: وہی کچھ صحیح ہوتا ہے آواز کے لئے بھی۔ جب بشپ برکلے بحث کرتا ہے کہ کچھ بھی ہمارے حواس سے الگ نہیں ہوتا ہے، ایک زبردست بحث بعد میں ہوتی رہی، یہ کہ آیا ایک گرتا ہوا درخت پیدا کرتا ہے ایک آواز اگر کوئی بھی آس پاس وہاں نہیں ہوتا تھا سُننے کے لئے۔ اُس زمانہ میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ کیسے آواز ہوا کے ذریعہ منتقل ہوتی تھی، یا کیسے کان اور بھیجہ اِس سلسلے میں کام کرتے ہیں۔ آج ہم جانتے ہیں بہت کچھ اُن طریقہ ہائے عمل کے بارے میں جو اِس صورت میں شریک رہتے ہیں۔ اور جواب ہوتا ہے صاف طور سے، نہیں۔ وہاں کوئی آواز نہیں ہوتی ہے طبعی حقیقت میں، محض دباؤ کے تحت موجیں ہوتی ہیں ہوا میں۔ آواز موجود ہوتی ہے بطور ایک احساس کے دماغ میں ایک Perceiver کے —— آیا وہ سمجھنے والا (Perceiver) ہوتا ہے ایک آدمی، ایک ہرن، ایک پرندہ، یا ایک چیونٹی کے۔ ہمارے لئے، بیرونی آواز ہوتی ہے صرف اُس عرصہ تک جب تک کہ ہم اُسے سن نہیں لیتے ہیں۔ بہر حال، دہرانا ایک بہت اہم نقطہ کو، کہ آوازیں مثل مجازی نظری Images کے، ہمارے بھیجوں میں نہیں ہوتی ہیں۔ ہمارے بھیجوں میں، تمام جو کچھ رہتا ہے وہ ہوتے ہیں

الکٹریکل سگنلس ۔تمام اقسام کی آواز کو ہم لیتے ہیں بطور حقیقی، "Real" کے، ہوتے ہیں حاصل کے اِن الکٹریکل سگنلس کے بھیجہ میں۔ جب ہم ایک دوست کے ساتھ بات (Chat) کرتے ہیں، ہم محسوس کرتے ہیں اُن کے تین رُخی خیال کوایک پرفکٹ فارم میں ہمارے نظری Cortex میں بھیجہ کے، علاوہ ازیں ہم سُنتے ہیں آپسی آوازوں کو جو وہ پیدا کرتے ہیں اس طرح سے کہ توثیق کرتے ہوئے فاصلہ کے تاثر کو۔ اگر ہمارا دوست کافی دور ہوتا ہے، تو ہم کو یقین ہوجاتا ہے کہ اُس کی آواز بھی ایک فاصلہ سے آرہی ہوتی ہے فقط موجود ہوتی ہیں الکٹریکل سگنلس کی شکل میں۔ اِس بات کو دوسرے طرح سے یوں بیان کرسکتے ہیں، یہ آوازیں ہمارے بھیجوں میں نہیں ہوتی ہیں کسی صورت میں۔ وہاں واقعتاً ایک گہری خاموش ہوتی ہے بھیجہ میں۔

اِس بات کی پرواہ نہیں، چاہے کتنا ہی ہجوم اور شور وغوغا ہو اُس جگہ پر جہاں پر ہمارا رہنا ہوتا ہو، وہاں پھر بھی بھیجہ میں مکمل خاموشی چھائی رہتی ہے۔ البتہ لہریں (Impulses) جوالکٹریکل سگنلس سے منتقل ہوتی ہیں ہمیں اطلاع دیتی ایک ہجوم اور شور شرابہ کا بیرونی دُنیا میں۔

حقیقت میں، بہرکیف، ہم کوئی بالراست ربط، اُس شور و شرابہ کے ہجوم سے بھری بیرونی دُنیا سے، قائم نہیں کرسکتے ہیں، اور نہ دوبارہ پیدا کرسکتے ہیں اس کو ہمارے بیرون میں۔ آواز ہوتی ہے ایسی چیز جس کو ہم محسوس کرتے ہیں۔ جیسا کہ پٹر رسل وضاحت کرتا ہے۔

میں ایک Violin کی موسیقی کو سنتا ہوں، تاہم آواز جو میں سُنتا ہوں ہوتی ہے ایک کوالٹی جو دماغ میں عیاں ہوتی ہے۔ وہاں نہیں ہوتی ہے ایسی کوئی آواز بیرونی دُنیا میں، جو محض ہوائی سالموں میں ارتعاش پیدا کرتی ہے۔

اِس لئے، آوازوں کو سُننے میں، ہم کرتے ہیں وہی غلطی جیسا کہ ہم Images کے دیکھنے کے تعلق سے کرتے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ آوازیں بیرونی دُنیا سے آتی ہیں۔ تاہم آوازیں جو ہم سمجھتے ہیں واقعتاً ہوتی ہیں ایک حصہ Shadow World کا لایا جاتا ہے وجود میں ہمارے لئے۔ ٹھیک جیسے خیالات (Images)، ذائقہ، خوشبوات اور بدبوات اور احساسات جوملکیت ہوتے ہیں اُس خیالی دُنیا کے، آوازیں بھی اِس حواس کی

دُنیا کے ایک حصہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ شور شرابہ جو ہجوم بھرے ماحول سے پیدا ہوتا ہے؟ ہم خیال کرتے ہیں بیرونی دُنیا میں ہوتا ہے، ایک دوست کی آواز جو ہم کو پکارتا ہے، اور موسیقی جو ہم سُنتے ہیں پورے طور پر حواس کی دُنیا کی ملکیت ہوتی ہے۔ ہم کوئی وصیلہ نہیں رکھتے جان پانے آیا یا نہیں ہوتے ہیں یہ سب مطابقت میں حقیقی دنیا کے، کیونکہ ہم کبھی اپنے بھیجوں کے باہر قدم نہیں رکھ سکتے اور نہ بالراست طور پر طبعی دُنیا کا احساس کرسکتے ہیں۔

☆ خوشبوات و بدبوات اور ذائقے پیدا ہوتے ہیں پورے طور پر ہمارے بھیجوں میں

ہم خیال کرتے ہیں کہ لذیذ خوشبو ایک غذائی پکوان کی واقعتاً آتی ہے خود غذا سے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ محسوس کرتے ہیں ٹھیک سے وہی خوشبوات جیسا کہ ہم کرتے ہیں، اور یقین کرتے ہیں کہ ہم تمام عام احساسات ایک دوسرے کے ساتھ Share کرتے ہیں۔ لیکن یہ محض قیاس ہوتا ہے۔ جو کچھ کہ ہم تک پہنچتا ہے وہ Scent کے سالمے ہوتے ہیں، جوالکٹریکل سگنلس میں تبدیل ہوتے ہیں۔ ٹھیک جیسے نظر اور آواز کے ساتھ ہوتا ہے، جو کچھ ہم حوالہ دیتے ہیں بطور "Smell" کے ہوتا ہے ایک بناوٹی آمیزہ ہوتا ہے الکٹریکل سگنلس کا۔ Scent سالمے بذات خود ہمارے بھیجوں کو کبھی نہیں پہنچتے ہیں۔

مشہور جارج برکلے، پہلے بھی ہم جس کا حوالہ دئے تھے، اِس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے: شروع میں، یہ یقین کیا جاتا تھا کہ رنگ، بُو وغیرہ ''حقیقی وجود'' رکھتے تھے، تاہم آگے چل کر ایسے نظریات چھوڑ دیئے گئے تھے، اور یہ دیکھے گئے تھے کہ وہ صرف وجود رکھتے تھے تحت میں ہمارے احساسات کے۔

خوابوں میں، جب وہاں نہیں ہوتے ہیں خوشبو کے سالمے طبعی طور پر موجود، Scent کا خیال محسوس کیا جاسکتا ہے ٹھیک جیسے حقیقت پسندانہ طور پر ہوتا ہے اِسی لحاظ سے کہ تم خیال کرتے ہو غیر معمولی طور پر صاف اور واضح Images اور سُن سکتے ہو بہت ہی بے عیب آوازیں جیسا کہ تم خواب دیکھتے ہو، تم اور محسوس کرسکتے ہو خوشبوات اِسی طریق

میں۔ اِس لئے ،تم آسانی کے ساتھ دیکھ سکتے ہو کہ وہاں پر کوئی ضرورت نہیں ہوتی، ایک خوشبو رکھنے ایک مادی وجود تاکہ تم محسوس کر سکو اُس کو۔

اسی بات کا اطلاق ہوتا ہے ذائقہ کے احساس پر۔ ٹھیک جیسے ہمارے دیگر حسی اعضاء کے ساتھ ہوتا ہے، ذائقہ کے Receptors زبان پر بدلتے ہیں مختلف آنے والے محرکات کو الکٹریکل سگنلس میں۔ اِس لئے جب تم کھاتے ہو ایک لذیذ کیک کے ٹکڑے کو، تم اُس کے حقیقی ذائقہ کو محسوس نہیں کرتے ہیں۔ اسی طرح سے کہ تم دیکھ نہیں سکتے اُس کا حقیقی خدوخال وظاہری کیفیت) یا بُو اُس کی اُس کا سمجھ میں آنے والا ''ذائقہ'' پیدا ہوتا ہے الکٹریکل سگنلس سے جو بھیجہ کو بھیجے جاتے ہیں۔

ہم محسوس کرتے ہیں تمام چاکلیٹ اور پھلوں کو جن کا ہم مزہ لیتے ہیں ہمارے ساری زندگیوں کے دوران، ہماری حواس کی دُنیا میں۔

حواس جو فارم ہوتے ہیں بھیجے میں ہمارے حواس خمسہ کے ذریعہ، بتلاتے ہیں ہمیں کہ یہ دکھائی دیتے ہیں خوبصورت، مٹھاس بھری خوشبو اور ذائقہ دار رہوتے ہیں۔ تاہم یہ معلومات خالصتاً اور پورے طور پر ہماری ملکیت ہوتی ہیں۔ ہم بنائے گئے ہیں محسوس کرنے اِن خواص کو ہمارے دماغوں میں، اور کوئی اور احساسات بیرونی دُنیا سے ہٹ کر ہمارے لئے نہیں ہوتے ہیں۔

☆ مس کی حس الکٹریکل سگنلس سے زیادہ کچھ اور نہیں ہوتی ہے

بیرونی دُنیا، ہم محسوس کرتے ہیں، پورے طور پر حقیقی دکھائی دیتی ہے۔ ویسے وہ ایک سائنسی حقیقت ہے اِس طرح کہ ہم آباد کرتے ہیں ایک دُنیا کو جو ہمارے حواس سے بنی ہوتی ہے۔ اکثر لوگ اِن حواس کے اِکمال سے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

بہت سی غلط راہ پر ڈالنے والے عناصر میں سے ایک اُن کی مس کرنے کی حس ہوتی ہے۔ لوگ رکھتے ہیں شبہات حقائق کے تعلق سے جو کہ وہ دیکھتے ہیں، سونگھتے ہیں یا چکھتے ہیں اشیاء کو، وہ ڈالتے ہیں اُنہیں غلط راہ پر خیال کرتے ہوئے کہ وہ رکھتے ہیں بالراست ربط بیرونی دُنیا سے۔ لیکن حقیقت میں، معلومات بارے میں شئے کے جو مس کیا

جاتا ہے، آگے بڑھائے جاتے ہیں بھیجہ کو بطور الکٹریکل سگنلس کے، جو بالکلیہ طور پر خارج کرتے ہیں تمام ایسے پہلے سے قائم کردہ مفروضات کو اِس موضوع پر۔ جیسے تمام ہمارے دوسرے حواس کے ساتھ، مس کی حس بھی پیدا ہوتی ہے بھیجہ میں۔

تمہارا سمجھنا ایک شئے کا انحصار کرتا ہے معلومات پر جو تم اِس سے متعلق حاصل کرتے ہو تمہارے بھیجہ میں۔

اگرچیکہ تم مس کر رہے ہوتے ہو ایک شئے، تم اِسے محسوس نہیں کر سکتے ہیں اگر تمہارا بھیجہ اُس کو نہیں سمجھتا ہے، جیسا کہ اِس بات کو پیٹر رسل واضح کرتا ہے:

ہمارا مادہ کے بارے میں خیال، ہوتا ہے بطور ٹھوس شئے کے، مثل سبز رنگ کے، ایک کوالٹی کے، اظہار ہوتا ہے شعور میں۔ وہ ہوتا ہے ایک ماڈل (نقل) اُس کا جو باہر وہاں کہیں ہوتا ہے۔ تاہم ایسے ہی تقریباً ہر کسی ماڈل کے ساتھ، بالکلیہ بعید از قیاس جو کہ واقعتاً ہوتا ہے وہاں باہر کہیں۔

حقیقت کا تصور، وہ زور دیتا ہے، ہوتا ہے غیر معمولی طور پر صحیح۔ جب تم کسی شئے کی بیرونی سطح کو مس کرتے ہو، تو اُس کے ساتھ تمہارا رشتہ جو قائم ہوتا ہے وہ پورے طور پر اُن الکٹرانس پر مشتمل ہوتا ہے، جو تمہارے انگلی میں ہوتے ہیں اور جو شئے کی سطح کے الکٹرانس کو ڈھکیلتے ہیں۔ بالفاظ دیگر، تم واقعتاً قابل نہیں ہوتے ہیں حتکہ اُس شئے کی سطح کو مس کرنے کی جو باہر کہیں ہوتی ہے، کیونکہ ہم کوئی بالراست تماس نہیں رکھتے باہر کی دنیا کی اشیاء کے ساتھ۔ اِس کے باوجود، احساسات جو پیدا ہوتے ہیں اِس سلسلے میں، وہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم محسوس کر رہے ہوتے ہیں اُس شئے کی صحیح کیفیت یا فطرت کو۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ایک درخت کا تنہ سخت ہوتا ہے، اور یہ کہ کاٹن ملائم ہوتی ہے۔ گویا کہ ہم محسوس کرتے ہیں دونوں کی مختلف کیفیت یا فطرت کو، لیکن طریقہ عمل جو سالماتی لول پر واقع ہوتا ہے وہ الکٹران پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک دوسرے کو ڈھکیلتے ہیں (جیسا کہ بالا سطور میں اِس کا ذکر ہوا ہے)۔ ایک ڈسک کے Top کی تختی کا احساس، بلی کے Fur کی ملائمت یا ایک اینٹ کی دیوار کی کھردری سطح کا احساس ہم تک بطور الکٹریکل سگنلس کے، بھیجہ کے

ذریعہ پہنچتا ہے۔طبعی احساس جو واقع ہوتا ہے وہ بالکلیہ طور پر مختلف ہوتا ہے اُن احساسات سے جو ہمارے اندر پیدا ہوئے ہیں۔

اِس لئے، ہم کبھی مس (Touch) نہیں کر سکتے ہیں کسی بھی شئے کے اصل کو جو بیرونی طور پر وجود رکھتا ہے۔ جو کچھ بھی ہم تک پہنچتا ہے وہ صرف بیرونی دنیا کے تعلق سے ایک احساس ہوتا ہے۔ اور اِن احساسات کی بنیاد پر، ہم کوئی ذریعہ نہیں رکھتے ہیں جان پانے کا کہ کیا بیرونی دُنیا حقیقی طور پر مثل ہوتی ہے۔

Andrew B. Newberg، یونیورسٹی پنسلوانیہ کے محکمہ ریڈیالوجی اور سائکیاٹری کے شریک پروفیسر کے، کہنا ہے: وہاں ماضی میں فلاسفرز ہوتے تھے جو کہا کرتے تھے، ''دیکھو، اگر میں ٹھوکر لگاتا ہوں ایک پتھر پر، اور اس طرح میں Hurt کرتا ہوں اپنے Toes کو، جو حقیقی ہوتا ہے، کیونکہ میں اُس تکلیف کو محسوس کرتا ہوں۔ وہ تکلیف کا محسوس کرنا حقیقی ہوتا ہے۔ وہ بالکل صاف بات ہے۔ اور اُس کا مطلب وا یک حقیقت ہے۔''

تاہم وہ ہوتا ہے پھر بھی ایک احساس اور وہ ہوتا ہے پھر بھی اِس شخص کا احساس اُس کا جو حقیقی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب تم کسی گرم چیز کو مس کرتے ہو، اگر اعصاب جو ذمہ دار ہوتے ہیں منتقل کرنے درد کے احساس کو تمہارے بھیجہ کو، کسی وجہ سے منقطع ہو جاتے ہیں بھیجہ سے، تو یہ ناممکن ہوتا ہے تمہارے لئے محسوس کرنا کہ تمہارا ہاتھ جل گیا ہے۔ جلنے کا احساس اور نتیجہ میں درد کا احساس، سب ٹھیک سے بھیجہ کے تشریحات ہوتے ہیں۔

اسی طرح سے، ایک سمجھ کا احساس، مصنوعی طریقہ سے الکٹریکل سگنلس کے استعمال سے قائم ہوتا ہے حتٰکہ ویسے وہاں کوئی بیرونی محرکہ وجود نہیں رکھتا ہے۔ اِس لئے ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا ہاتھ جل رہا ہے، اگرچہ کہ وہاں قریب میں کوئی آگ نہیں ہوتی ہے۔ یہ ایک دوسرا ثبوت ہوتا ہے کہ احساسات اُبھرتے ہیں پورے طور پر ہمارے حواس کی دُنیا میں۔

اِس اہم حقیقت کا اظہار، 20ویں صدی کے مشہور مفکر برٹرنڈ رسل سے ہوا تھا:

جیسا کہ مس کے احساس کا تعلق ہوتا ہے، جب ہم اپنی انگلیوں سے میز کو دباتے ہیں تو وہاں ہماری انگلیوں کے Tips میں ایک الکٹرک ہلچل الکٹرانس اور پروٹانس میں پیدا

ہوتی ہے، ماڈرن فزکس کے مطابق، الکٹرانس اور پروٹانس کی قربت سے میز میں بھی پیدا ہوتی ہے۔

اگر وہی ہلچل ہمارے انگلیوں کے Tips میں کسی اور طریق سے پیدا ہوتی ہے، تو ہم رکھتے ہیں احساسات، باوجود کہ وہاں کوئی میز نہیں ہوتا ہے۔

ہمارے حواس کی دُنیا میں، مادہ کی لازمی خصوصیت، اُس کی ٹھوس پن ہونا ہے، جو سائنسی سمجھ میں غائب رہتا ہے۔ اسی لحاظ سے یہ کہ ہمارا دیکھنا ایک شئے کا کوئی شہادت اُس کی ظاہری طبعی سچائی کے بارے میں فراہم نہیں کرتا ہے کہ لہٰذا ہمارا کسی شئے کو مس کرنا اُس کی حقیقی ٹھوس پن کے تعلق سے کوئی سُراغ نہیں فراہم کرتا ہے۔ جو کچھ کہ ہم مس کرتے ہیں وہ مشتمل ہوتا ہے پورے طور پر ایک وجود جو پر بنتا ہے بھیجہ میں۔ اُس کی صحیح فطرت اور بیرونی ظاہری شکل، ہوتا ہے ایک تصور جو کہ ہم کبھی جان نہیں سکتے ہیں، بطور سائنس رائٹر J. R. Minkel کے پیش کرتا ہے اِس بات کو ایک مضمون میں اِس کے New Scientist Magazine میں:

تم پکڑتے رہتے ہو ایک میگزین۔ وہ ٹھوس محسوس ہوتا ہے، وہ دکھائی دیتا ہے رکھتے ہوئے کوئی آزادانہ وجود کی ایک قسم کے فضائے بسیط میں۔ مثل اور اشیاء کے تمہارے اطراف — شائد ایک پیالی چائے کی، ایک کمپیوٹر۔ وہ تمام دکھائی دیتے ہیں حقیقی اور باہر وہاں کہیں۔ لیکن وہ ہوتا ہے تمام کچھ یک فریب نظر۔

☆ فاصلہ بھی ہوتا ہے ایک احساس جو بنتا ہے پورے طور پر ہمارے بھیجہ میں

ہم جلد ہی جان پاتے ہیں جب لوگ ایک فاصلہ سے قریب آتے ہیں۔ اُن کی ظاہری کیفیت، آواز اور خدوخال کے بدلنے کا انحصار قطعہ زمین پر ہوتا ہے۔ جہاں سے وہ آتے ہیں۔ ان عناصر کی بنیاد پر، ہم ایک تشریح کرتے ہیں اور تعین کرتے ہیں فاصلہ کا جو اُن کے اور ہمارے درمیان ہوتا ہے۔ تاہم حقیقت میں اِن اوروں کے اور ہمارے درمیان

مطلقاً کوئی فاصلہ نہیں ہوتا ہے۔ خیال کہ ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں اُن کو کچھ فاصلہ سے، ہوتا ہے ایک حساب کی وجہ جو ہم لے کے چلتے ہیں اپنے بھیجوں میں۔ ہمارا احساس فاصلہ کا ہوتا ہے محض ایک خیال۔

جو کچھ کہ ہم پکارتے ہیں بیرونی دُنیا کے طور پر، کا ظہور ہوتا ہے اِس قدر یقینی اور متاثر کن کہ کسی کو بھی ضرورت ہوتی ہے ہوشیاری سے اِظہار کرنے اِس کے بارے میں، تا کہ جان پائیں کہ وہ ہوتی ہے تمام کچھ محض احساسات کے۔ ایسے عناصر جیسے فاصلہ، گہرائی، رنگ، سایہ اور روشنی وغیرہ بناتے ہیں خیالات (Images) اس قدر قابل بھروسہ اور قابل یقین۔ یہ اشیاء کام میں لائے جاتے ہیں اس قدر بے عیب طور پر کہ وہ اختیار کرتے ہیں ایک تین ابعادی، رنگین اور صاف اشکال بھیجہ میں۔ جب بے شمار تفصیلات اِس خیال میں شریک ہوتے ہیں، نتیجہ میں دُنیا جس میں ہم سکونت رکھتے ہیں ہماری ساری زندگیوں کے دوران، تصور کرتے ہوئے اُسے ہوتے ہوئے اصل کے، تاہم جو حقیقت میں ہوتے ہیں محض نقل کے جو واقعہ میں ہم محسوس کرتے ہیں صرف ہمارے دماغوں میں خیال جس کا کہ ہم حوالہ دیتے ہیں بطور 'فاصلہ' کے ہوتا ہے تین رُخی احساس کی ایک قسم کے عناصر جو ہم پکارتے ہیں، پس منظر، سایہ، اور حرکت پیدا کرتے ہیں ایک سمجھ گہرائی اور فاصلہ کی Images میں۔ یہ خیال کی گہرائی، جو جانی جاتی ہے۔ بطور Space Perception کے آپٹیکل سائنس میں، جو فراہم کی جاتی ہے اعلیٰ پیچیدہ نظاموں سے۔ سادہ ترین طریقہ کسی سسٹم کے بیان کرنے کا ہوتا ہے بیان کرنا کہ Image جو کسی ایک کے آنکھوں تک پہنچتا ہے وہ محض ایک دورخی ہوتا ہے ساتھ میں صرف بلندی اور چوڑائی سے۔ Images کے ابعاد جو Retina کو پہنچنے میں، اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں آنکھیں دیکھتی ہیں مختلف Images پیدا کرتی ہیں ایک احساس کو جو گہرائی اور فاصلہ رکھتا ہے۔ Images جو ہمارے دونوں آنکھوں پر پڑتے ہیں، کسی قدر مختلف ہوتے ہیں زاویوں اور روشنی کی اصطلاحوں میں، اور بھیجہ تب اِن دو خیالوں کو ملا دیتا ہے باہم ایک واحد تصویر میں جو دیتی ہے ایک احساس گہرائی اور فاصلہ کا۔

فاصلہ ہمارے لئے پیدا کیا گیا ہے پورے طور پر بطور ایک احساس کے۔ جیسا کہ پہلے اِس بات کو پیش کیا گیا ہے، کہ وہاں واقعتاً کوئی فاصلہ ہمارے اور اُن کے درمیان جن کے بارے میں ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارے قریب آ رہے ہوتے ہیں کافی دور سے۔ شخص، ہم دیکھتے ہیں تخلیق کیا گیا ہوتا ہے ایک واحد سطح پر ہمارے بھیجہ میں ہمارا فاصلہ کا احساس بھیجہ کی تشریح ہوتی ہے۔ اس قدر حتمی ہوتا ہے ہمارا ایقان کہ یہ دوسرا شخص جو ایک فاصلہ پر ہوتا ہے کہ ہم پکارتے ہیں تا کہ ہم سُنائی دے سکیں اور دوڑتے ہیں، جا کے لے سکیں اُن کو۔ حقیقت میں، بہر حال وہ شخص ہوتا ہے ٹھیک طور پر اُسی جگہ پر جس پر ہم ہوتے ہیں۔ ہر مربع سمر ہم خیال کرتے ہیں کہ، جو کہ ہم دوڑتے ہیں ہوتا ہے واقعتاً حصہ ایک خیال کا جو بنتا ہے ہمارے بھیجہ میں۔ حقیقت میں، ہم حرکت نہیں کرتے ہیں، دوسرا شخص ہمارے قریب میں بھی نہیں ہوتا ہے اور نہ آگے مزید بڑھ رہا ہوتا ہے۔ ہر چیز دکھائی دیتی ہے پورے طور پر ایک ہلکے سے نقطہ میں بھیجہ میں۔

مثال کے طور پر، ہم خیال کرتے ہیں ایک ہوائی جہاز کا آسمان میں اُڑ رہا ہوتا ہے ہوتے ہوئے کئی کلومیٹر دور۔ لیکن وہ ہوتا ہے واقعتاً ٹھیک قریب ہمارے، ہمارے بھیجہ میں، جب ہم ایک ہوائی جہاز کو دیکھتے ہیں ہم خیال کرتے ہیں، نتیجہ میں شور کے جو وہ پیدا کرتا ہے اور فریکونسی اور موجوں کی لمبائیوں کے، روشنی کی موجوں کے جو وہ منعکس کرتا ہے پہنچتے تمہاری آنکھوں کو، کہ ہوائی جہاز کئی کلومیٹرس دور ہوتا ہے۔ تاہم اگر بھیجہ محسوس کرتا ہے فریکونسی کو اور ابعاد کو بطور ایک واحد اکائی کے، صورت حال بہت ہی مختلف ہوتی ہے۔ اسی صورت میں، ہم نہیں رکھتے ہیں کوئی شک کہ ہوائی جہاز جو ہم خیال کرتے ہیں ہوتا ہے ہزار ہا کلومیٹرس دور، واقعتاً تھا ایک مختلف فاصلہ پر اور ہم کو اِس حقیقت کا یقین ہوتا ہے۔

لوگ دیکھتے ہیں کئی ایک تفاصیل کو گہرائی کی سمجھ کے دائرہ میں جو کہ وہ سامنا کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں ایک کتاب کو جو وہ رکھتے ہیں ٹھیک سے قریب میں،

دوسری طرف اور Window معلومات سمجھنے کا وصیلہ دور کافی، اور سورج حتکہ اور آگے .T.V اُن کے ہاتھ، پاؤں اور اجسام تمام ہوتے ہیں شامل اِس نظر کے میدان

میں۔ ہر شئے رکھتی ہے خود کا اپنا خاص پس منظر اور ایک فاصلہ اُس نقطہ سے جہاں سے کہ اُس کا شئے کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ کہ کیسے لوگ سمجھتے ہیں اشیاء کو، اُن کی گہرائی کی سمجھ، پس منظر، خیال سارے نظر کے میدان میں تیقن دیتا ہے اُنہیں کہ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں حقیقی بیرونی دُنیا کو۔ حقیقت میں، بہر حال، ہر چیز وہ دیکھتے ہیں، بشمول اُن کے اپنے اجسام کے، ہوتا ہے خاطر خواہ نتائج کے الیکٹریکل سگنلس کے اُن کے بھیجوں میں۔

وہاں کوئی فاصلہ، اُن کے سامنے کی ایک کتاب اور سورج کے درمیان، جو کہ وہ خیال کرتے ہیں ہوتا ہے 9 کروڑ 30 لاکھ میل دور، نہیں ہوتا ہے۔ اور وہاں نہیں ہوتا ہے کوئی فاصلہ درمیان اُن کے اور کسی اور شئے کے دونوں کے۔ ہر چیز وہ مشاہدہ کرتے ہیں ہوتا ہے ایک حصہ ایک خیال کا جو بھیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔

ایک خیال کی گہرائی کی بناوٹ جو دو رُخی، Retina پر ہوتی ہے، رکھتی ہے ایک قریبی مشابہت ایک ٹکنک سے جو استعمال میں آتی ہے Artists سے جو کوشش کرتے ہیں ظاہر کرنے کی گہرائی کی حقیقی سمجھ کو ایک دو رُخی سطح پر۔ وہاں ہوتے ہیں بعض مسلمہ ٹکنکس پیدا کرنے کے لئے ایک گہرائی کے ایک احساس کو: اشیاء کو جو رکھے ہو رہے ہوتے ہیں ایک دوسرے کے محاذی، ایک یا بہت سارے نقاط غائب ہوتے ہوئے، ساخت میں بدلاؤ آتے ہیں، ابعاد میں اور بلندی اور حرکت میں کمی کراتے ہوئے ہوتے ہیں—ایک شئے جتنا قریب تر ہوتی ہے، اُتنا ہی تیز تر حرکت پذیر ہوتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔ جو طریقہ عمل فن کاروں سے استعمال میں آتا ہے وہ بھی بھیجہ میں Images کو پیدا کرنے میں استعمال میں آتا ہے۔ گہرائی، اور ودثی اور خیال سمجھے جاتے ہیں دو رُخی Retinas سے ہماری آنکھوں میں، اُسی طریقہ عمل سے۔ جتنے زیادہ تفصیلات اِس Image میں صحیح ہوں گے، اُتنا زیادہ حقیقی وہ دکھائی دیتا ہے اور زیادہ وہ کرتا ہے ہم کو گمراہ ماننے اُس کو اصلی۔ اِس طرح ہم کام کرتے ہیں جیسا کہ اگر ہم ہوں تیسرے ابعاد کے—یعنی گہرائی اور فاصلے کے—واقعی ہوتے تھے وہاں۔

حقیقت میں، بہر حال، سارے Images، ہم دیکھتے ہیں وجود رکھتے ہیں ایک

واحد Level میں، بجائے اِس کے مثل ایک فلم کے ایک Flat پردے پر۔ بھیجہ میں نظر کا مرکز غیر معمولی طور پر چھوٹا ہوتا ہے۔ تمام موزوں فاصلی Images جیسے دور واقع پہاڑ، ستارے آسمان میں، چاند اور سورج، طیارے پرواز کرتے ہوئے ہوا میں اور پرندے تمام کچھ بھرے ہوتے ہیں اِس ننھی سی جگہ میں، نظر کے چھوٹے سے مرکز میں۔ ایک فنی سمجھ کے لحاظ سے وہاں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا ہے درمیان ایک طیارہ کے جو تم خیال کرتے ہو اُڑ رہا ہوتا ہے کئی کلومیٹرس دور اور ایک گلاس کے جو تم پکڑے ہوتے ہو اپنے ہاتھ میں، یہ سب کچھ فاصلے ہوتے ہیں ایک واحد مقام پر نظر کے مرکز میں تمہارے بھیجہ میں۔

یہ ایک شاندار ثبوت ہے، تخلیق کا، زبردست کاریگری کا اور ایک بے عیب کام کا۔ اللہ پیدا کرتا ہے یہ سارے پرفکٹ Images اور تفصیلات دماغ میں ہر ایک انسان کے، اِن کی زندگیوں کے سارے لمحات میں اور بغیر کسی رُوکاوٹ کے۔ کوئی ایسی چیز چھوٹی نہیں ہے ہمارے لئے رکھنے کوئی شبہات تین رُخی خیالات (Images) کے وجود کے تعلق سے جو ہمارے سامنے، ہمارے بھیجوں کے توسط سے، ہوتے ہیں۔ دُنیا جو ہم سے تعلق رکھتی ہے، تخلیق کی جاتی ہے مستقل طور پر بطور ایک نقل کے اصل دُنیا کے جو باہر کہیں ہوتی ہے۔ قوت، طاقت اور تخلیقی کاریگری اللہ کی، تمام کی تمام یہ سب کچھ جو اللہ کی ملکیت ہوتی ہے، ہر تفصیل کے ساتھ ہم انسانوں پر ظاہر ہوتی ہے۔ یہ قادر مطلق اللہ ہے۔

آقا اور مطلق العنان حکمران ساری اشیاء کا، ساری مخلوقات کا، جو پیدا کیا ہے ساری دنیاؤں کو اور لاتا ہے اِنہیں وجود میں انفرادی طور پر ہر انسان کے لئے۔ ذیل کی آیات میں، ہمیں بتلاتا ہے کہ:

’’اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اُتنا ہی اُترتا ہے اُس کا حکم اُن کے اندر تا کہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر چیز۔‘‘

(سورۃ الطلاق، 12)

’’کیا اِن لوگوں کو اِتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں وہ اِس بات پر قادر ہے کہ وہ اُن جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے، اور اُن کے لئے ایک

میعاد متعین کر رکھی ہے۔ اِس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اِس بات پر بے انصاف لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے۔'' (سورۃ ال۔اِسرا، 99)

☆ ہمارے لئے کیا ہوتا ہے ''حقیقی'' (Real)؟

ہم یقین کرتے ہیں اشیاء کے وجود پر ٹھیک اس لئے کہ ہم اُنہیں دیکھتے اور مس کرتے ہیں، اور وہ منعکس ہوتے ہیں یا ظاہر ہوتے ہیں ہم پر ہمارے حواس کی مدد سے۔ بہر حال، ہمارے احساسات یا حواس ہوتے ہیں محض خیالات کے، ہمارے بھیجہ میں۔ اس طرح، اشیاء، جن کو ہم اپنے گرفت میں لیتے ہیں حواس سے کچھ اور نہیں ہوتے ہیں سوائے خیالات کے، اور یہ خیالات لازمی طور پر کہیں اور نہیں بلکہ ہمارے دماغ میں ہوتے ہیں............ چونکہ یہ تمام موجود ہوتے ہیں صرف دماغ میں، تب اِس کا مطلب ہے کہ ہم دھوکہ میں آجاتے ہیں جب ہم خیال کرتے ہیں کہ کائنات اور اشیاء رکھتی ہیں وجود دماغ کے باہر کہیں— جارج برکلے۔

ہمارا دیکھنا کسی شئے کا، سُننا آواز کا یا بنا کسی چیز کا یا مس ہونا، فراہم کرتا ہے بہت ہی کم معلومات مادی بیرونی دُنیا کے وجود کے بارے میں جو چیز کہ ہم کو ہمارے لئے دیتی ہے شہادت کسی چیز کے طبعی وجود کی وہ ہوتا ہے اُس کے بارے میں ہمارا احساس۔ تاہم واقعتاً وہاں پر کوئی آواز نہیں ہوتی ہے اور نہ خیال اور نہ ذائقہ اور نہ بُو ہمارے حواس سے متعلق مرکز میں— بھیجہ میں جہاں یہ سب چیزیں پیدا ہوتی ہے بطور خیال کے۔ بھیجہ کے اندر سخت اندھیرا چھایا رہتا ہے، اور پورے طور پر بغیر کسی آواز کے ہوتا ہے یہاں سنّاٹا۔ وہاں پر کوئی مشاہدہ کرنے والا ننھا سا وجود بھی نہیں ہوتا ہے بھیجہ میں، شناخت کرنے کو یا مشاہدہ کرنے خیالات (Images) کا۔ اِس لئے، خیال کرنا کہ آوازیں اور Smells خیالات بنتے ہیں بھیجہ میں، ہوتا ہے غیر منطقی، اور سائنسی لحاظ سے ناممکن۔ بہر حال، ہم محسوس کرتے ہیں یا دیکھتے ہیں ایک حیرت انگیز طور پر بے عیب، رنگین، حرکی اور واضح دُنیا اُس سخت اندھیرے میں، بے آواز کی جگہ — بھیجہ کے مرکز میں۔ باوجود ہونے کے ایک خیالی دُنیا کے بظاہر بنتے ہوئے پورے طور پر بھیجہ میں، یہ دُنیا بظاہر حقیقی سی اور غیر معمولی دُنیا

کے بظاہر بنتے ہوئے پورے طور پر بھیجہ میں بظاہر تیقن سے بھری دکھائی دیتی ہے۔ اِس کا خیال بہت صاف تر اور زیادہ ممتاز ہوتا ہے مقابلہ میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ تین رخی فلم سے پردے یا TV پر، اور ایک غیر معمولی اعلیٰ تر کوالٹی کے، مقابلہ میں دُنیا کے سب سے زیادہ پرفکٹ کیمروں سے کھینچے گئے تصاویر سے بلند تر ہوتے ہیں اور پیدا ہوتے ہیں بھیجہ میں۔ بھیجہ میں آوازیں بطور نقل کے الکٹریکل سگنلس سے بنتی ہیں جو ہوتی ہیں بہت زیادہ پرفکٹ، زیادہ تر صاف اور ذرخیز تر ہوتی ہیں مقابلہ میں بہت زیادہ ترقی یافتہ موسیقی کے نظاموں سے، اور جو کہ خیالی ہونے کے باوجود اصل سے تمیز کئے نہیں جاسکتے ہیں۔ گویا کہ اس قدر شاندار حالت میں یہ Image ہوتے ہیں کہ ان پر حقیقی ہونے کا گمان پیدا ہونے لگتا ہے۔

ایک گلاب کے پھول کا عطر اور سینٹ کی نقل بھی فارم ہوتی ہے بھیجہ میں، ایسے ہی حرارت اور سردی کے احساسات ہوتے ہیں جو بھیجہ میں فارم ہوتے ہیں، بہت ہی اختصاری طریق میں۔ یہ پرفکٹ طور پر واضح دنیا ہمارے صوابدید پر ہوتی ہے، بغیر کسی رُکاوٹ کے۔ اللہ کی مرضی سے۔ ہر کوئی ایک پر ہجوم شاپنگ سینٹر میں اپنے اطراف دیکھتا ہے، دیکھ سکتا ہے بچوں کو اطراف بھاگ دوڑ کرتے ہوئے، مختلف لوگوں کو شاپنگ کرتے ہوئے، شاندار طور پر روشن دوکانوں کی پُر فریب نمائشات، غذاؤں سے لدی کشتیاں، کبھی کبھار بھٹکتے ہوئے جانور جیسے بلی وغیرہ، گرم ہوا اور غذاؤں سے نکلتی ہوئی خوشبوات — تمام ایک جگہ اور ایک ہی وقت میں۔ لوگوں کو اپنے دوستوں سے باتیں کرتے ہوئے، ملتے ہوئے کسی سے جن کو وہ پہچانتے ہیں جیسا کہ ونڈو شاپنگ میں موقع آتا ہے۔ تاہم وہ واقعتاً محسوس کر رہے ہوتے ہیں اِن Images کو جو پیدا ہو رہے ہوتے ہیں اُن کے بھیجوں میں۔ مجموعہ ایک شخص دیکھتا ہے اپنے اطراف، تمام تفصیلات کا وہ مشاہدہ کرتا ہے، تمام فارم کو ایک خیالی پردے پر بھیجہ میں۔

وہ واقعتاً دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے Images کو جو اُس پر عیاں ہوتے ہیں اُس کے حواس کے ذریعہ۔ یہ تمام حصہ ہوتے ہیں اُس شخص کے احساس کے (تجربات

کے)، تاہم ہر ایک بھی احساسات کے مجموعہ سے زیادہ کچھ اور نہیں ہوتا ہے جو پیدا ہوتے ہیں بھیجہ میں۔

کیا اِس دُنیا کی اصل کوئی ایسی ہی تفصیل رکھتی ہے جو ایک شخص کو دیکھنے کے لئے بنائی گئی ہے؟ ہم نہیں جان سکتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے ناممکن ہوتا ہے حاصل کرنا کوئی بھی معلومات اِس تعلق سے کہ آیا وہاں حقیقی معنوں میں ہوتے ہیں ایک کثیر تعداد لوگوں کی ہمارے اطراف میں، یا اگر وہاں پھولوں کے خوشبو آت فضاؤں میں بھرے ہوتے ہیں۔ جو کچھ کہ ہم کو دکھائے جاتے ہیں ہوتی ہے ایک شکل ماحول کی جیسا کہ ہم محسوس کرتے ہیں یہاں پر اِس ظاہری دُنیا میں، ہمارے لئے بیرونی دُنیا ہوتی ہے پورے طور پر وہی دُنیا جو ہم کو بتائی جاتی ہے ہمارے بھیجوں میں بطور خیالی دُنیا کے۔ اگر الکٹریکل سگنلس جو ہمارے بھیجوں میں ہمارے حسی اعضاء کے ذریعہ پہنچائے جاتے ہیں کاٹ دئے جاتے ہوتے، تب ہماری بیرونی دُنیا بھی غائب ہوجاتی حتکہ ویسے وہاں کہیں واقعتاً بیرونی دُنیا قائم رہتی ہے۔

ہم صرف یہ جان سکتے ہیں جو کچھ کہ ہم تک پہنچائی گئی ہے، اور بتائی گئی ہے ہم کو۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے مجموعی طور پر خلاصہ جو کچھ کہ ہمارے دماغوں میں ہوتا رہتا ہے۔ Gerard O' Brien بیرونی دُنیا کے تصور اور ہمارے اِدراکی احساسات کو بیان کرتا ہے:

وہاں ہوتا ہے ایک مسلہ بارے میں آیا یا نہیں دُنیا جو کہ ہم محسوس کرتے ہیں یا ہمارے تجربہ میں آتی ہے، ہوتی ہے دُنیا ایک لحاظ سے کہ وہ پیدا ہوتی یا بنتی ہے ہمارے سروں میں، آیا یا نہیں وہ واقعی طور پر مطابق ہوتی ہے اُس لحاظ سے دُنیا حقیقی معنوں میں ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر تم تسلیم کرتے ہو، جیسا کہ ایک معتد بہ تعداد نظریاتی ماہرین کی فی زمانہ تسلیم کرتی ہے، کہ اِس دُنیا کا ہمارا احساس جو بنا ہوتا ہے ہمارے بھیجوں سے، تب وہاں ہوتا ہے ایک حقیقی مسلہ مطابقت کا یعنی تال میل کا جو موجود ہوتا ہے درمیان میں ہمارا اِس دُنیا کے احساس (تجربہ) کے اور جس لحاظ سے حقیقی دُنیا ہوتی ہے کے، ہمارے احساس (تجربہ) سے ہٹ کر کہیں۔

اور اگر تم خیال کرتے ہو وہاں ہوسکتا ہے کافی عدم اتفاق درمیان ہمارے دنیا کے احساس اور جس لحاظ سے دنیا حقیقت میں ہوتی ہے، تب یہ شروع کرتی ہے دیکھنا جیسا کہ

گویا کہ ہماری نظری دُنیا، یعنی ہماری احساس کی دُنیا، ہوتی ہے ایک لحاظ سے ایک خیالی دُنیا —ایک فریب نظر۔ اگر ایسی صورت ہو، تو پھر ہمارے لئے کیا حقیقی ہوتا ہے؟

جو کچھ کہ ہم حوالہ دیتے ہیں بطور حقیقت کے دیتی ہے اشارہ ایک دُنیا کا ساتھ ایک مادی وجود کے باہر بھیجہ کے اور حواس کے۔ لوگ رکھتے ہیں ایک بھرپور اعتقاد اُس دنیا کے وجود میں، آیا وہ مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں یا نہیں وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہوتے ہیں خود کے اپنے آرام گاہوں میں جب وہ اُٹھتے ہیں صبح میں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہوتے ہیں اُن کے دفتروں میں اور یہ کہ کمپیوٹرس وہاں پر رکھتے ہیں خود کا اپنا آزادانہ وجود، اور یہ کہ ہر چیز ہنوز وہاں ہوگی جب وہ لوٹتے ہیں دوسری صبح دفتروں کو۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اُن کے گھر وہیں ہوں گے جب وہ لوٹتے ہیں تمام میں اور خیال کرتے ہیں سلسلہ وجود کے اپنے دولتوں کے، خاندانوں کے، ملاقتوں کے اور رشتہ داروں کے، آیا یا نہیں وہ دیکھ سکتے ہیں اُنہیں یا بات کرسکتے ہیں اُن کے ساتھ۔ اِن میں سے اکثر احساسات (تجربات) دوہرائے جاتے ہیں ہر دن اور وہاں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف وہ ہوتے ہیں ایسی ایک خاصیت کے کہ ہوتے ہیں پورے طور پر اعتقادی فضاء میں۔

لیکن یہ تمام چیزیں ہوتی ہیں واقعتاً ہمارے دماغوں میں، جن کے توسط سے گذرتے ہیں ہم احساسات سے یعنی زندگی کے تجربات سے۔ تمام جو کچھ کہ ہم دیکھتے ہیں ہوتی ہے ایک غیر حقیقی نقل بیرونی مادی دُنیا کی جس کے وجود کے بارے میں ہم اس قدر یقین رکھتے ہیں۔ یہ پورے طور پر ہمارے احساسات (Perceptions) ہوتے ہیں جو پیدا کرتے ہیں ہماری اِس دُنیا کو ہمارے بھیجوں میں۔

Susan Black More اِس دُنیا کی وضاحت پیش کرتا ہے جو ہمارے بھیجوں میں پیدا ہوتی ہے: دماغ محسوس ہوتا ہے مثل ایک خانگی تھیٹر کے۔ یہاں میں ہوں، حقیقت میں، یوں ہی دیکھتے ہوئے کہیں میرے سر میں، اور دیکھتے ہوئے اپنی آنکھوں سے۔ تاہم یہ ایک کثیر خیالی تھیٹر ہوتا ہے۔ اِس لئے میں محسوس کرسکتا ہوں Touches کو، بُو کو، آوازوں کو، اور جذبات بھی، اور میں اپنے تصور کو بھی استعمال کرسکتا ہوں—صدق دلی سے دیکھتے

ہوئے مناظر کو اور سنتے ہوئے آوازوں کو جو دیکھنے میں آتے ہیں جیسے کہ گویا ہوتے ہیں۔

ایک دماغی پردے پر اندرونی آنکھ سے یا سُنے جاتے ہوں میرے اندرونی کان یہ سب ہوتے ہیں ''میرے شعور کے اجزاء''، اور میں ہوتا ہوں سامعین میں سے ایک جو احساس کرتا ہے یا تجربہ کرتا ہے اُن کا۔ دُنیا، ہم مشاہدہ کرتے ہیں ہوتی ہے صرف ایک نقل۔ ایک تفریحی پارک روشنیوں سے بھر پور محض ہوتا ہے نقل ہو بہو اصل کے، Image، جو بنا ہوتا ہے بھیجہ میں، جس کے ذرائع ہوتے ہیں صرف الیکٹریکل سگنلس۔ ہمارے اطراف لوگوں کی آوازیں، ہمارے رشتہ داروں اور پرندوں کی اسی طرح سے، نقلی آوازیں ہوتی ہیں بھیجہ میں، اُن کا بھی ذریعہ ہوتا ہے صرف الیکٹریکل سگنلس۔ ذائقہ اور Smell ایک لذیذ پھل کے ٹکڑے کا جو ہم کھاتے ہیں ہوتے ہیں نقلی ذائقے اور Smells جو پیدا ہوتے ہیں بھیجہ میں۔ یہ ہمارے لئے ناممکن ہوتا ہے کھانا اِس کے اصل پھل کو۔ اِس پھل کے سارے خصوصیات کے ہمارے بھیجہ میں، کا Source پھر، الیکٹریکل سگنلس ہوتے ہیں۔

تم نے کبھی محسوس نہیں کیا ہے صحیح حرارت (حدت) کو سورج کی، حقیقی ٹھنڈک کو سمندر کی اور نہ ٹھنڈے پن کو ایک مکعبی برف کے۔ کیونکہ تم سورج کی حدت کا بالراست احساس (Experience) کبھی نہیں رکھ سکتے ہیں، اور نہ بالراست احساس سمندر کی یا برف کی ٹھنڈک کا رکھ سکتے ہیں، اور اِس طرح اثرات وہ رکھتے ہیں تم پر پڑتے ہیں، محض الیکٹریکل سگنلس کی بھیجہ میں تشریحات سے ظاہر ہوتے ہیں۔

ایک پانی کا گلاس جو تمہارے سامنے رکھا ہوتا ہے تمہارے سے مطلق دور نہیں ہوتا ہے۔ وہ کھڑا نہیں ہے تمہارے سامنے، وہ ہوتا ہے تمہارے بھیجہ میں۔ تم دیکھتے ہو یا احساس کرتے ہو اُس کے ایک Image کا تمہارے بھیجہ میں۔ جب ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم مس کر رہے ہیں ایک گلاس کی سطح کو، ہم واقعتاً مس نہیں کر رہے ہیں اصل گلاس۔ وہ ہمارے انگلیاں نہیں ہوتی ہیں جو مس کر رہی ہوتی ہیں، لیکن وہ رہا ہوتا ہے خیال بھیجہ میں۔

جو ایسا ہو تو، کوئی بھی کبھی شائد ہی نہیں مس کر سکتا ہے ایک حقیقی گلاس کو۔ وہ پی نہیں سکتے ہیں پانی اِس سے۔ پانی جو وہ پیتے ہیں وہ مشتمل ہوتا ہے پینے کے ایک احساس پر

جو ظاہر ہوتا ہے حواس سے جو پیدا ہوتے ہیں بھیجہ میں۔

دستاویزی فلم—What The Bleep Do We Know? (تُند و تیز مگر مختصر آواز کا مقصد ہوتا ہے کیا ہم جانتے ہیں) میں Joe Dispenza، جو ایک Chiro Practic ڈگری رکھتا ہے لائف یونیورسٹی سے جو جارجیہ کے اِٹلانٹا شہر میں واقع ہے، کا کہنا ہے، ''تمہارا بھیجہ نہیں جانتا ہے فرق کو جو درمیان میں جو کچھ کہ ہو رہا ہوتا ہے باہر وہاں پر، اور جو کچھ کہ واقع ہو رہا ہوتا ہے یہاں پر۔''

Fred Alan Wolf کا کہنا ہے کہ ''وہاں کوئی نہیں باہر وہاں پر، وہاں باہر، بالکلیہ ہٹ کر ہوتا ہے جو کچھ کہ ہو رہا ہے یہاں پر (بھیجہ میں)۔''

زندگی ہم گذارتے ہیں ہوتی ہے ایک مرکب نقول کا مجموعہ جو زیر بحث ہوتے ہیں۔ حقیقی ظہور ان حواس کا غیر معمولی طور پر فریب ہوتا ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ شخص جو ہمارے سامنے ہوتا ہے دیکھتا ہے وہی چیزیں جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم دونوں اتفاق رکھتے ہیں اور یہ کہ ہم دنیا کی صحیح حالت کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ تاہم حقیقت میں، دوسرا شخص، جو ہمارے ساتھ متفق ہوتا اُن اشیاء پر جو ہم دیکھتے اور سُنتے ہیں، اور رکھتا ہے ایک Image جو ہمارے بھیجہ میں۔ اِس کے علاوہ، ہم کبھی نہیں جان سکتے ہیں کہ کیا فرق وہاں ہوتا ہے درمیان اشیاء کے جو وہ محسوس کرتا (دیکھتا ہے) اور جو ہم محسوس کرتے ہیں یا دیکھتے ہیں۔

یہ ہمارے لئے ناممکن ہوتا ہے بیان کرنا کہ ہمارے لئے کیا Green کا مطلب ہوتا ہے، یا کیا ایک لیموں مثل کس کے بُو دیتا ہے۔

اس لئے کیا حقیقی ہوتا ہے؟ اِس تعلق سے، Joe Dispenza ذیل کے سوالات کرتا ہے: سائنسی تجربات بتاتے ہیں کہ اگر ہم لیتے ہیں ایک شخص کو اور آنکا دیتے ہیں اُن کے بھیجوں کو کچھ PET Scans سے یا کمپیوٹر ٹکنالوجی سے اور کہتے ہیں اُن کو دیکھنے ایک شئے کو، اور وہ واچ کرتے ہیں بعض بھیجہ کے رقبہ جات کو روشن ہوتے ہوئے۔ اور تب وہ کہتے ہیں اُن سے بند کرنے اُن کی آنکھیں اور اب خیال کرنے وہی شئے کو۔ اور جب وہ

خیال کرتے ہیں وہی شئے کو، وہ پیدا کرتا ہے وہی رقبہ جات بھیجہ کے روشن ہوتے ہوئے جیسا کہ اگر وہ ہوتے تھے واقعتاً نظری لحاظ سے دیکھتے ہوئے اُس کو۔ اِس طرح وہ سائنس دانوں کو آمادہ کرتا ہے پشت پناہی کرنے اور پوچھنے یہ سوال۔ اس طرح کون دیکھتا ہے تب؟ کیا بھیجہ دیکھتا ہے؟ یا کیا آنکھیں دیکھتیں ہیں؟ اور کیا حقیقت ہوتی ہے؟ کیا حقیقت وہ سب ہوتی ہے جو ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں ہمارے بھیجہ سے یا حقیقت وہ ہوتی ہے جو ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں ہماری آنکھوں سے؟ اور سچائی ہوتی ہے یہ کہ بھیجہ نہیں جانتا ہے فرق کو درمیان جو کچھ کہ وہ دیکھتا ہے اُس کے ماحول میں اور جو کچھ وہ یاد رکھتا ہے۔ کیونکہ وہی مخصوص Neural Nets ہوتے ہیں، تب Firing کرتے ہوئے۔ اس طرح تب وہ پوچھتا ہے سوال: حقیقت کیا ہوتی ہے؟

دستاویزی فلم، What The Bleep Do We Know?، میں J.Z.Knight بیان کرتا ہے حقیقت کو: جیسا کہ ہم محض ہوتے ہیں جو، دیتے ہیں موقع اِس حقیقت کو کہ ہم پکارتے ہیں حقیقی، ناقابل فہم ادراکی طاقت سے کھینچ نکالنا بے حسی کو، عمل سے بدنظمی سے، اور پکڑے رہنا اُسے اُس کے فارم میں، اور ہم اُس کو مادہ پکارتے ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک رہتا ہے ایک احساسات (حواس) کی دُنیا میں جو صرف ہماری ملکیت ہوتی ہے۔ کوئی بھی بانٹ لے نہیں سکتا ہے Images کو اِس دُنیا میں اور نہ کوئی اُن کی تصدیق کر سکتا ہے، تاہم ہم اِن خیالات (Images) کو بطور حقیقت کے لیتے ہیں۔ اگر ایسا ہو، کیا حقیقت بھی محض ایک خیال ہوتی ہے یا وہم ہوتی ہے؟

کیا وہ بنی ہوتی ہے پورے طور پر جو کچھ کہ ہم بنے ہوتے ہیں خیال کرنے اس طرح سے؟ کیا جسم جس کو ہم خیال کرتے ہیں ہمارا اپنا، اور زندگی ہم خیال کرتے ہیں ہوتے ہوئے ہماری، جو وجود رکھنے میں پورے طور پر بطور وہمی صورتوں کے ہمارے دماغوں میں؟

یہ سب حقیقت میں ہوتے ہیں وہمی خیالات کے۔ ہم رہتے ہیں ایک خیالی دُنیا میں جو لائی گئی ہے وجود میں ہمارے اپنے بھیجوں میں۔ پوری نئی دُنیا واقعتاً وجود رکھتی ہے ہمارے بھیجوں میں، اور یہ ہمارے لئے ناممکن ہوتا ہے اِس کے باہر قدم رکھنا۔

فلاسفر Geoff Hasel Hurst بیان کرتا ہے، کیسے سائنس کوئی وضاحت نہیں، رکھتی ہے دُنیا کے اِس قلم رو کے لئے جو بنتا ہے ہمارے بھیجوں میں:

مزید مشکلات پیدا ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے حواس بھی ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ فلاسفرز ہزار ہا سال سے جانتے ہیں کہ ہمارا دماغ ہمارے حواس کی نمائندگی کرتا ہے، اس طرح دُنیا جو ہم دیکھتے اور چکھتے اور مس کرتے ہیں ہوتی ہے مختلف حقیقی دُنیا سے جو پیدا کرتی ہے ہمارے حواس کو......

اِسی طرح سے، ہماری حس رنگ کی ہوتی ہے ایک کھلی مثال کہ کیسا ہمارا دماغ نمائندگی کرتا ہے ایک خاص فریکونسی کے روشنی کی۔

اگر ہم کو حقیقت کو بیان کرنا ہوتا تب اُس کا انحصار ہونا ہوتا ہے حقیقی اشیاء پر جو موجود ہوتے اور پیدا کرتے ہوتے ہمارے حواس کو نہ کے ہمارے حواس کے سادہ حقیقی نمائندگی پر۔ اِس طرح سائنس، تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد کے ساتھ بہتر طور پر موزوں نہیں ہوتی ہے بیان کرنے خود حقیقت کو۔

پیٹر رسّل ذیل کے بیانات پیش کرتا ہے:

شروع میں، ہم پاسکتے ہیں اِس بات کو حیرت ناک کہ ماڈرن فزکس کے نتائج ہوتے ہیں اِس قدر زیادہ ہٹے ہوئے ہوتے ہیں ہمارے تجربہ سے (احساس سے) یا حقیقت سے.......... کیا کچھ ہے اور زیادہ تعجب خیز وہ ہوتا ہے پانا حقیقت کا خیال جو پیدا ہوتا ہے اِنسانی دماغ میں، حقیقت میں تھا ایک صحت مند نمائندہ خود شئے کا اپنا۔

جب ہم مادی دُنیا کی بات کرتے ہیں، ہم عموماً خیال کرتے ہیں کہ ہم حوالہ دے رہے ہوتے ہیں جس کی اصل وجہ حقیقت ہوتی ہے—دنیا جو ہم محسوس کر رہے ہوتے ہیں ''باہر وہاں'' ہوتی ہے۔

حقیقت میں ہم محض بیان کر رہے ہوتے ہیں ہمارے حقیقت کے خیال کو۔ مادیت جو ہم محسوس کرتے ہیں، ٹھوس پن ہم محسوس کرتے ہیں، پورے 'حقیقی دُنیا' کا جو کہ ہم جانتے ہوتے ہیں تمام صورتیں خیال کی جو پیدا ہوتے ہیں دماغ میں، وہ سب ہوتے ہیں

حصہ حقیقت کا ہماری ترجمانی کا۔ ظاہری طور پر مہمل وہ دکھائی دیتا ہے، مادہ ہوتا ہے ایک شئے جو پیدا ہوتا ہے دماغ میں۔ اگر ایسا ہوتا ہے، حقیقت ہمارے لئے مادہ نہیں ہوتی ہے، جس کے بیرونی اصل کو ہم کبھی بالراست طور پر محسوس نہیں کرتے چونکہ یہ تمام چیزیں ایک خیال (Image) پر مشتمل ہوتی ہے، الکٹریکل سگنلس سے بھیجہ میں بنتی ہے، حقیقی نہیں ہوسکتی ہے وہ دُنیا جو بھیجہ میں ہوتی ہے یا خواہ۔ یہ بھیجہ کی دُنیا مکمل طور پر خیالی، بلکہ وہم کی ہوتی ہے۔ اِس دُنیا کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہم گمراہ ہوجاتے ہیں۔

حقیقت، بہرحال، نہ تو ہوتی ہے باہر کہیں کیونکہ ہم کو پتہ نہیں، اور نہ خیال میں، بھیجہ میں۔

کیا ہمارے لئے آنا مفاہمت پر، اِس صُورت حال کے ساتھ، مشکل ہوتا ہے؟

Fred Alan Wolf خیالی دُنیا کے ساتھ واقفیت کا خلاصہ کرتا ہے کہ جس خیالی دُنیا میں لوگ رہتے ہیں اور کیسے وہ بیرونی دُنیا کے تصور سے احتراز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم، ہم لاشعوری طور پر کوشاں ہوتے ہیں قائم رکھنے اِس بیرونی دُنیا کے راز کو دبائے رکھنے خود اپنے سینوں میں ...... دوسرے الفاظ میں، ہم لاشعوری طور پر انتخاب کرتے ہیں ایک ایسے خیال کے تحت رہنا کہ ہر چیز ہوتی ہے ویسے ہی جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں اُسے۔ یہ نہ صرف ایک بنیادی سچائی ہوتی ہے تمہارے لئے اور میرے لئے بھی، یہ کائنات کے وجود کا بھی گہرا راز ہوتا ہے...... اور یہ صرف کام کرتا ہے کیونکہ ہم اِس Trick میں یقین کرنے پر راضی رہتے ہیں۔ اگر ہم اِس پر یقین رکھنا بند کردیتے ہیں ایک منٹ کے لئے، ایک سیکنڈ کے لئے، یا حتٰی کہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ تک کے لئے بھی، اور موقع دیتے ہیں ہمارے شعور کو واقف ہونے کہ ہم نے روک دیا ہے، تب ہم Trick کو اشکار ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہماری زندگیوں میں کسی موڑ پر، کسی طرح سے، کہیں بھی، محض ایک لمحہ کے لئے ہی صحیح، اِس بڑے راز کو بے نقاب ہوتے ہوئے...... تاہم، ہم کوئی نعرہ ہائے تحسین نہیں بلند کرتے، نہ کوئی سانسوں کی گرماہت حیرت میں جو تھیٹر کو گرما دیتی ہے۔ کوئی چیز ہوجاتی ہے قابل امتیاز نہ کسی چیز سے ایک واحد تخلیقی عمل میں، تاہم ہم جل دے جاتے ہیں اپنے آپ کو کہ نہ

دیکھنے میں کوئی ندرت۔ اور اِس طرح وہ لمحہ گذر جاتا ہے۔ نہیں ہوتی ہے وہاں پر کوئی بھی تالیوں کی آواز جو ہوا میں گرماہٹ لادے پھر کبھی۔

ہم پھر سے مل بیٹھتے ہیں، دیکھتے ہیں Show، لیتے ہیں ایک ٹھنڈی سانس تسکین کی اور کہتے ہیں لاشعوری طور پر، کہ ہم کبھی بھی اِس کا مطلب نہیں نکال سکتے، ہوسکتا ہے ساتھ میں ٹھیک سے قبول لیتے ہیں اِس Trick کو ہمیشہ کی طرح۔

............اور ہم میں سے اکثر عادتاً رہتے ہیں بے شعور کے، اور چمٹے رہتے ہیں خیالوں سے تاکہ ہمارے وجود کی آخری ساعت تک۔ ہم واچ کرتے رہتے ہیں سمندر اور زمین کی درمیانی سرحد کو، درمیان، ہوا، زمین، اور پانی کے۔ ہم واچ کرتے ہیں خوش باش پرت کو ریت کی، پانی کی، اور ہوا کی اور یاد کرتے ہیں امتیازات کو۔ اور اسی لحاظ سے، ہم جیتے ہیں ہماری زندگیاں آرام دہ خوش آیند تصورات میں اِس طرح کہ ایک نہ دکھائی دینے والی جھلی جُدا کرتی ہے ہم کو اُس دُنیا ''باہر وہاں'' سے، اور ''جو یہاں ہے'' ہمارے دماغوں میں، ہمارے اندرونی دُنیاؤں کے تخیلات کی، جہاں ہم ہوتے ہیں محفوظ اور اکیلے۔ کسی حال کوئی شخص یا شئے داخل نہیں ہوسکتا ہے ہمارے انفرادی دماغ کی دنیاؤں میں۔

ہر حس ہمارے جسموں میں مسلسل ہم سے کہتی ہے کہ یہ سب ہے صحیح ہے، یہ کہ ہم میں سے ہر ایک اکیلا ہوتا ہے۔ ہم نظر انداز کرتے ہیں کسی بھی معلومات کو، کسی بھی خیال کو، کسی بھی احساس کو، کسی بھی تصوراتی کہانی کو، کسی اور کی کہانی کو جو سامنا کرتی ہے ہماری حِسّیاتی پیشکش کا جو باہر وہاں، اور 'اندر یہاں' کی دُنیاؤں سے جداگانہ طور پر متعلق ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں شکوک کے ساتھ لوگوں کو جو ہم سے کہتے ہیں ایک الگ کہانی، جو ممکنہ طور پر خارج کئے جاتے ہیں بطور گمراہ شدہ احمقوں کے، یا حتٰی کہ دیوانوں کے۔

یہ کسی حال آسان نہیں ہوتا ہے کسی بھی مادہ پرست کے لئے سمجھنے اور قبولنے اِس حقیقت کو کہ دُنیا جو بنتی ہے بھیجہ میں حقیقی نہیں ہوتی ہے۔ ماڈرن سائنس سے اِس بات کی توثیق ہوئی ہے''، لیکن تاہم، جیسا کہ Fred Alan wolf بیان کرتا ہے کہ یہ بڑی سچائی نظر انداز کی جاتی ہے یہ حقیقت کہ ہم رہتے ہیں ایک حِسّیاتی دُنیا میں ظاہر ہوتا ہے بطور ایک عام

سائنسی دریافت کے اور بطور ایک لاینحل مسلہ کے۔ اِس کی واحد وجہ ہوتی ہے کہ جو کچھ سچ ہوتا ہے ہمارے لئے وہ نا قابلِ قبول ہوتا ہے مادہ پرست ذہن کے لئے۔ یہ 'سچائی'، جو مادہ پرست لوگ تسلیم نہیں کر سکتے ہیں اور جس کے لئے سائنس داں لوگ جستجو میں لگے ہیں، اِنسانی روح کی ملکیت ہوتی ہے۔ یہ انسانی روح ہے جو اِس دُنیا میں قطعی حقیقت ہوتی ہے اور جو رہتی ہے ہمیشہ بعد کی زندگی میں بھی۔ یہ اللہ ہے جو عطا کرتا ہے اِس روح کو اِنسان کو۔ مادّہ باہر اِنسان کے، لوگوں کے اپنے اجسام اور سارے جہانوں کے جو پیدا ہوتے ہیں اُن کے دماغوں میں، تمام ایک دن اپنے اختتام کو پہنچیں گے اور غائب ہو جائیں گے۔ یہ روح ہوتی ہے جو دی جاتی ہے قادرِ مطلق اللہ سے، وہ ہوتی ہے مطلق اور دائمی۔

آیات پیش ہیں:

''جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں ایک اِنسان مٹی کا، پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اِس میں ایک اپنی جان تو تم گر پڑو اُس کے آگے سجدے میں۔''

(سورہ ص، 71,72)

☆ خوابوں میں حقیقت نگاری

ہم ہمارے خوابوں میں کسی کے ساتھ حقیقت میں بات نہیں کرتے ہیں۔ ہم کسی کو نہیں دیکھتے ہیں، اور ہمارے آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ ہم نہ تو دوڑتے ہیں اور نہ چلتے ہیں۔ کوئی بھی عجیب الخلقت شخصیتیں ہمیں ڈراتی ہیں اور نہ ہمارا پیچھا کرتی ہیں، کوئی بھی ہرا بھرا اور وسیع لانس ہمارے سامنے پھیلا نہیں ہوتا ہے۔ وہاں پر کوئی بھی فلک بوس عمارتیں ایسی نہیں ہوتی ہیں کہ جس پر سے نیچے دیکھنے یا لوگوں کے ہجوم کو دیکھنے سے ہمیں ڈر لگے۔ اِن تمام کے خیالات (Image) کی صورت میں، ہم ہوتے ہیں، حقیقت میں، تنہا بستر میں۔ زوردار شور و شرابہ ہجوم سے جو ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم کو گھیرے ہوتا ہے، کبھی بھی حقیقت میں ہمارے خاموش کرہ میں نہیں پہنچتا ہے۔

جب ہم، ہمارے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ دوڑ رہے ہوتے ہیں، بہت تیز، ہم حقیقت میں مطلق دوڑ رہے نہیں ہوتے ہیں۔ جب ہم اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں کہ

کسی کے ساتھ گرما گرم بحث میں مصروف ہو رہے ہوتے ہیں، ہم حقیقت میں اپنے Mouths کو بھی حتکہ کھولے نہیں ہوتے ہیں۔

تمام خوابیدہ حالت کے دوران، ہم محسوس کرتے ہیں یہ سب چیزیں بہت ہی صاف طور سے۔ لوگ ہمارے اطراف، ہمارا اطراف کا ماحول اور چیزیں جو ہم محسوس کرتے ہیں اِس قدر حقیقی ہوتی ہیں کہ ہم کبھی خیال نہیں کرتے ہیں کہ یہ چیزیں واقعتاً ہمارے خواب کا حصہ ہوتی ہیں۔

حتکہ ہم دیکھ سکتے ہیں ایک خواب کہ ہم موٹر سے ٹکرا گئے ہیں اور جس کے نتیجہ میں ایک بہت ہی واضح درد کا تاثر ہم رکھتے ہیں۔ جب جیسے ہی تیز رفتاری سے موٹر ہمارے قریب آتی ہے تو ہم اُس لمحہ تصادم کا ڈر محسوس کرتے ہیں۔ بے شک، اِن احساسات کو بطور حقیقت کے ہم رکھتے ہیں۔ ہوا کی تپش، لوگوں، کے اظہارات، اور اُس وقت کے لحاظ سے کپڑے ہم پہنے ہوتے ہیں اور ہر چیز غیر معمولی طور پر حقیقی ہوتے ہیں۔ تاہم واقعتاً ہم اِن میں سے کسی احساس سے نہیں گذرتے ہیں۔ وہاں حالت خواب میں ایسی کوئی وجہ نہیں ہوتی ہے ایسے ایک خیال کی، بُو کی یا آواز کی۔ تصور جس کا ہم حوالہ دیتے ہیں بطور بیرونی دُنیا کے، غائب ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ احساسات پورے طور پر نہیں کرتے ہیں۔ حتکہ اگر ہم سے کہا جاتا ہے — خواب میں — کہ ہم واقعتاً خواب دیکھ رہے ہیں، ہم پورے طور پر کاٹ دیتے ہیں اِس امکان کو اور بالکلیہ طور پر یقین کر لیتے ہیں خواب کو دُنیا کی حقیقت پر جس میں کہ ہم رہ رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے، چیزیں ہم دیکھتے ہیں، سونگھتے ہیں، مس کرتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں خوابوں میں ہوتی ہے ایک قطعی حقیقت اِس وجہ سے، ہمارے خوف، خوشیاں اور شبہات خواب کی حالت میں ہوتے ہیں حقیقی۔ ہم رکھتے ہیں تمام وہی طبعی محسوسات جیسا کہ جب ہم جاگتے رہتے ہیں۔ ہمارے لئے کوئی شہادت درکار ہوتی ہے شبہ کرنے کہ ہم حقیقت میں خواب دیکھ رہے ہیں۔

خواب ایک طاقتور مثال ہے اِس بات کا اظہار کرنے کہ ہمارے لئے بیرونی دُنیا ہوتی ہے حقیقت میں ایک خیال (Illusion) — محسوسات۔ اسی طرح سے کوئی شخص

خواب دیکھتا ہے، نہیں رکھتا ہے کوئی شک کہ اُس کے گردونواح ہوتے ہیں حقیقی، اِس لئے یہ بہت مشکل ہوتا ہے یقین کرنا کہ حقیقت اُس کی جس کا ہم حوالہ دیتے ہیں بطور حقیقی دنیا کے ہوتا ہے صرف ہمارے دماغوں میں۔ تاہم کیسے ہم دیکھتے ہیں Images کو جن کو ہم پکارتے ہیں 'حقیقی زندگی' کے، ہوتی ہے ٹھیک طور سے ویسے ہی جیسے کہ کیسے ہم محسوس کرتے ہیں اپنے خوابوں میں۔ یہ دونوں طرح کے Images فارم ہوتے ہیں دماغ میں۔ ہم نہیں رکھتے ہیں کوئی شبہ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہوتا ہے دونوں Images Sets کے جیسا کہ ہم اُن کا مشاہدہ کرتے ہیں خوابوں میں، تاہم ہم رکھتے ہیں ثبوت کہ خواب حقیقی نہیں ہوتے ہیں۔ جب ہم جاگتے ہیں، ہم کہتے ہیں، ''وہ سب محض ایک خواب تھا۔'' اِس لئے کیسے ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم فی الوقت نہیں دیکھ رہے ہیں خواب اِس لمحہ؟

آیات پیش ہیں:-

''اور پھونکی جائے گی صُور، پھر تب ہی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے، کہیں گے، اے خرابی ہماری، کس نے اُٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے، یہ وہ ہے وعدہ جو کیا تھا رحمٰن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے۔'' (سورہ یٰسین، 51,52)

اِس کا ثبوت، اِس لمحہ، سائنسی لحاظ سے دی گئی شہادت ہوتی ہے۔ اِس صورت میں، لمحہ کہ ہم جاگتے ہیں خواب سے، ہوتا ہے جب ہم روانہ ہوتے ہیں اِس زمینی زندگی سے۔ اِس لئے صحیح بات جو کرنی ہوتی ہے، لینا ہوتا ہے اِس دُنیا کو ہمارے لئے بطور محض ایک خیال کے جیسا کچھ کہ ہم محسوس کرتے ہیں دماغ میں اور اُسی لحاظ سے اپنے طرزِ عمل کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔

Peter Russel، خوابوں کی دُنیا کا تقابل اُس دُنیا سے کرتا ہے جس میں کہ ہم رہتے ہیں: ہمارا خیال اِس دُنیا کا جو رکھتا ہے وہی قرار واقعی ظہور ہونے کا 'باہر وہاں' اطراف میں کہیں ہمارے، تاہم وہ ایسا کچھ زیادہ نہیں ہوتا ہے 'باہر وہاں' سے مقابلہ میں ہمارے رات کے خواب سے۔

ہمارے خوابوں میں ہم واقف رہتے ہیں مناظر سے، آواز سے اور احساسات

سے جو وقوع پذیر ہو رہے ہوتے ہیں اطراف ہمارے۔ ہم واقف رہتے ہیں ہمارے اجسام سے۔ ہم سوچتے ہیں اور رکھتے ہیں وجوہات۔ ہم ڈر، غصہ، خوشی اور محبت محسوس کرتے ہیں۔ اور ہم محسوس کرتے ہیں اور لوگوں کو بطور الگ الگ افراد کے، جو بات کرتے ہیں، باہمدگر اثر انداز ہوتے ہیں ہمارے سے۔ خواب ظاہر ہوتے ہیں واقع ہوتے ہوئے 'باہر وہاں' دُنیا میں ہمارے اطراف۔ صرف جب ہم جاگتے ہیں ہم جان پاتے ہیں کہ وہ سب جو کہ دیکھا تھا محض ایک خواب — ایک تخلیق دماغ میں۔ جب ہم کہتے ہیں، 'وہ تھا سب محض ایک خواب' ہم دیتے ہیں حوالہ اِس حقیقت کا جس کی بنیاد طبعی حقیقت پر نہیں تھی۔ وہ یادوں، توقعات سے، ڈر اور دیگر عناصر سے پیدا ہوا تھا۔ جاگنے کی حالت میں، ہمارا دُنیا کا خیال حِسّیاتی معلومات کی بنیاد پر، پیدا ہوتا ہے ہمارے طبعی گردونواح سے۔

یہ ہمارے جاگنے کے احساس کو ایک استقلال اور حقیقت کی سمجھ عطا کرتا ہے جو خوابوں میں نہیں ہوتی ہے۔ تاہم جہاں تک سچائی ہوتی ہے، ہماری جاگنے کی حقیقت اُتنا ہی ہمارے دماغوں کی تخلیق ہوتی ہے جتنا کہ ہمارے خواب ہوتے ہیں۔

Rene Descartes بھی اِس بات کو بیان کرتا ہے: میں یہ یا وہ کرنے کا خواب دیکھتا ہوں، یہاں یا وہاں جانے کا خواب دیکھتا ہوں، لیکن جب میں جاگتا ہوں میں جان پاتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں کیا کہیں بھی نہیں 'گیا ہوں' بلکہ خاموشی سے پڑا رہا ہوں بستر میں۔ کون ضمانت دے سکتا ہے کہ میں اب خواب نہیں دیکھ رہا ہوں، یا یہ کہ حتّٰی کہ میری ساری زندگی ایک خواب نہیں ہے؟ کبھی نہیں، بے شک، ہم ضمانت دے سکتے ہیں کہ لوگ جو ہمارے اطراف ہوتے ہیں، یا حتّٰی کہ زندگی ہم محسوس کرتے ہیں اس لمحہ، ایک خواب نہیں ہیں۔ جب ہم خوابیدہ ہوتے ہیں، ہم مس کرتے ہیں ایک برف کے ٹکڑے کو اور محسوس کرتے ہیں اُس کی ٹھنڈی نمی کو اور شفافیت کو ایک پرفکٹ فارم میں۔ جب ہم ایک گلاب کے پھول کو سونگھتے ہیں، ہم محسوس کرتے ہیں اُس کی بے مثال خوشبو کو طے پاتے ہیں ہمارے بھیجوں میں جب ہم حقیقت میں سونگھتے ہیں ایک گلاب کے پھول کو یا محض خواب دیکھتے ہیں کہ ہم ایسا کچھ کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہو، ہم کبھی نہیں جان سکتے کب ہم

محسوس کر رہے ہوتے ہیں سچے Image کو اور ایک گلاب کی خوشبو کو۔ حقیقت میں، ہم کبھی نہیں رکھتے ہیں بالراست احساس ایک حقیقی گلاب کا ہر دو صورت میں، اور دو واقعات میں نہ تو Image اور نہ خوشبو گلاب کی ہوتی ہے کہیں بھی ہمارے بھیجوں میں۔ اِس لئے اور کوئی بھی صورت حقیقت کی نمائندگی کرتی ہے، جیسا کہ جیرالڈ اوبرین بیان کرتا ہے: ہاں، ہم ہوتے ہیں خوابیدہ ہمارے بستروں میں، ہماری آنکھیں بند ہوتی ہیں اور تاہم ہم رکھتے ہیں، کئی لوگوں کے لئے، کچھ بہت ہی صاف نظری احساسات، ہم ہوتے ہیں ہمارے نظری احساسات کے ساتھ جو وقوع پذیر ہوتے ہیں ایک ایسی دنیا میں جو آباد ہے، لوگوں سے، ہمارے اطراف واقع اشیاء سے، اور جبکہ ہم خوابیدہ حالت میں ہوتے ہیں اِس ساری دُنیا کے لئے، ہمارے لئے ایسا ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ گویا ہم واقعتاً اِس دنیا میں ایک لحاظ سے موجود ہیں۔ اب ایسا کچھ حقیقت میں ہوتا ہے اہم کیونکہ یہ صورت حال ہم سے کہتی ہے، کہ ہمارے Brains واقع میں قابل ہوتے ہیں اِس طرح سے بنانے ہمارے نظری احساسات کو ہمارے خوابوں میں۔ اور تب یہ سب ظاہر کرتے ہیں، بعض فلاسفرز اور نظریاتی ماہرین کے دماغ، عمومی طور پر، کہ شاید جب ہم جاگتے رہتے ہیں اور دیکھ رہے ہوتے ہیں اطراف میں دنیا کو، ہماری عام فہمی کی سمجھ غلط ثابت ہوتی ہے۔

شائد حقیقت میں، سارے ہمارے احساسات، اور تمام ہمارے نظری احساسات دنیا کے، جو کسی طرح سے بنائے جاتے ہیں بھیجہ میں، اور یہ کہ عام فہم خیال، جو کہ ہم دنیا کے بالراست ربط کے بارے میں رکھتے ہیں، وہ واقعتاً غلط ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی واقف ہوتا ہے کہ وہ خواب میں ہے، وہ خوفزدہ نہیں ہوگا ایک Car کے قریب آنے سے، جانے گا کہ اشیاء اور دولت جو وہ حاصل کرتے ہے وہ ناپائیدار اور عارضی ہوتے ہیں، اور اِن کے لئے کوئی لالچ دِل میں نہیں رکھے گا۔ وہ جانتا ہے کہ خوش نصیبیان اور خوبصورتی جو وہ رکھتا ہے ختم ہو جائے گی جب وہ بیدار ہوگا، اور یہ چیزیں اُس میں غرور کو بڑھاوا نہیں دیں گی، دوسرے لوگوں کے منفی نقاط نظر کی جن کی اُس کے خوابوں میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نہ تو حالات اور نہ لوگ بذات خود حقیقی ہوتے

ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ وہ جاگے گا اور جس کے لئے وہ دنیوی چیزوں کے پیچھے نہیں بھاگتا ہے، یا ہوگا نہ پریشان دُنیوی معاملات سے، یا اپنے آپ کو وقف کر دینا خود کی اپنی دلچسپیوں میں ایسا کچھ کہ یہ زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ وہ جانتا ہے کہ وہاں ہوتی ہے ایک حقیقی بیرونی دنیا خواب کے باہر کہیں۔ اِس لئے، اُس کے گرد ونواح کوئی اہمیت کے حامل نہیں ہوتے ہیں یا قیمتی نہیں ہوتی کسی کے لئے بھی جو جانتا ہے کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔

اِس بات کا اُس عرصہ پر بھی اطلاق ہوتا ہے جس کا کہ ہم حوالہ دیتے ہیں بطور 'حقیقی زندگی' کے۔ ہر کسی کے لئے جو جانتا ہے کہ یہ زندگی، جو وہ جی رہا ہے حقیقی نہیں ہے، جو فی الحال گذر رہی ہے محض محسوسات کے فارم میں، اِس 'حقیقی' دنیا کے تعلق سے کوئی بھی احساسات اُس کے لئے کوئی بھی اہمیت کے حامل نہیں ہوتے ہیں۔ ہوتے ہیں محض خواب کے بخوبی واقف ہوتا ہے، حتٰکہ وہ اُس کو جیتا ہے۔ وہ اب جان پاتا ہے کہ لوگ جو اُس سے فائدہ اُٹھانے کی توقع رکھتے ہیں، واقعتاً وجود نہیں رکھتے ہیں، اور یہ کہ فریبی خوبصورتی اور اُس کے اطراف پائی جانے والی دل لبھانے والی اشیاء حقیقت میں فریب نظر پر مشتمل ہوتے ہیں۔ وہاں پر اِس لئے کوئی وجہ نہیں ہوتی ہے اُس کی طلب میں دل پسند اشیاء کے لئے جو بظاہر وجود رکھتی ہے اِس دُنیا میں یا صرف کرنے توانائی کو شخصی فوائد پر۔ وہ زندہ رہتا ہے ایک گذرتی ہوئی، ناپائدار دُنیا میں اور جانتا ہے کہ اُسی کی سچی زندگی، اِس دُنیا کے بعد شروع ہوتی ہے۔ رائٹر Ramez sasson اِس بات کو اپنی کتاب میں یوں بیان کرتا ہے:

'یہ ایک Movie Show کی طرح ہوتی ہے۔ ایک شخص جو واچ کر رہا ہوتا ہے ایک Movie، اِس قدر فلم کے کرداروں میں اپنے آپ کو Involve (مشغول) کر لیتا ہے اور جو کچھ کہ Screen پر واقع ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے، وہ خوش ہوتا ہے یا غمگین Heroes کے ساتھ، افسردہ ہو جاتا ہے، آوازیں نکالتا ہے یا قہقہہ لگاتا ہے۔ اگر ایک خاص لمحہ پر وہ خیال کرتا ہے کہ روک دے واچ کرنا Screen کا اور تیار کر لیتا ہے اپنے آپ کو اپنی توجہ کو Movie سے ہٹا لینے کے لئے، وہ فوری طور پر نکلنا چاہتا ہے Illusions سے جو Movie پیدا کرتی ہے۔ فلم پیدا کرنے والی مشین، تصاویر کا نکالنا پردے

پر جاری رکھتی ہے، تاہم وہ جانتا ہے کہ وہ مشین پیدا کر رہی ہے صرف روشنی جو نکل رہی ہوتی ہے فلم کے ذریعہ پردے پر۔ جو کچھ کہ پردے پر دکھائی دیتا ہے وہ حقیقی نہیں ہوتا ہے، لیکن پھر بھی وہ جاری رکھتا ہے وہاں پر۔ وہ دیکھتا تو ہے Movie، یا وہ فیصلہ کرتا ہے بند کرنے اپنی آنکھوں اور کانوں کو اور روک دینے، اسکرین کو دیکھنے کا سلسلہ۔ کیا تم نے کبھی ایک Movie واچ کیا ہے، جب کسی موڑ پر Reel کا چلنا رُک جاتا ہے یا وہاں پر روشنی ناکام ہو جاتی ہو؟ تم پر کیا گذرتی ہے جب تم ایک دلچسپ، انجذابی فلم T.V پر واچ کر رہے ہوتے ہو اور تب اچانک وہاں اشتہارات شروع ہو جاتے ہیں؟ تم جھٹ سے نکلنا چاہتے ہو اِس Illusion سے، دنیا میں جو تمہارے اطراف ہوتی ہے۔

جب تم سو رہے اور خوابیدہ ہوتے ہیں، اور کوئی تم کو جگاتا ہے، تم محسوس کرتے ہو کہ پھینک دئے گئے ہو ایک دُنیا سے ایک مختلف دنیا میں۔

یہ وہی ہوتا ہے زندگی میں جس کو ہم حقیقی پکارتے ہیں۔ اِس سے جاگنا ممکن ہوتا ہے۔

ٹھیک جیسا کہ خوابوں میں، دُنیا جس میں ہم رہتے ہیں حِسّیاتی Image، حِسّیاتی خوشبوات، ذائقے اور احساسات پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک، بے شک، ہو سکتا ہے بیدار ہوتا ہے، اِس خواب سے، قبل اِس کے یہ زندگی ختم ہو جاتی ہے، دیکھ سکتا ہے سچے حقائق کو۔ اِس خواب سے بیدار ہونا جان پانا کہ یہ دُنیا حقیقی نہیں ہے، کوئی بھی جو پوری طور پر سمجھتا ہے بعد کی زندگی کو واقف ہو جاتا ہے اِس دُنیا کی عارضی فطرت سے، جانتا ہے کہ اُس کو ضرورت ہے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کی تاکہ نجات حاصل کرنے بعد کی زندگی میں، اور شروع کرتا ہے کوشش کرنا پانے اُس مقصد کو۔ یہ اُن حقائق میں سے ایک ہوتا ہے جو بے شمار عنایات ایک شخص پر عطا کرتا ہے اِس دُنیا اور بعد کی دُنیا میں بھی۔ لوگ جو قیامت کے دن اُٹھائے جاتے ہیں بیان کئے گئے ہیں اِن آیات میں:

''اور پھونکا گیا صُور، یہ ہے دن ڈرانے کا، اور آیا ہے ہر ایک جی اُس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک احوال بتانے والا، تو بیخبر رہا ہے اِس دن سے، اب کھول دی ہے ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری سو تیری نگاہ، آج تیز ہے۔'' (سورہ ق 22-20)

☆ سمجھنے کے تعلق سے عیوب بھیجہ میں اور ایک مختلف بیرونی دُنیا

جب ہمارے حواس خمسہ — جو ہم کو یقین دلاتے ہیں کہ جو کچھ کہ ہم دیکھتے ہیں ہوتی ہے حقیقی دُنیا— اگر الکٹریکل سگنلس سے محروم ہوتی ہے جو پیدا کرتے ہیں احساسات تو، بیرونی دُنیا غائب ہو جاتی ہے۔ یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ حواس (Senses) فراہم کرتے ہیں معلومات صرف الکٹریکل سگنلس سے۔ اگر وہاں وافر معلومات بیرونی دُنیا میں ہوتی ہے، لیکن متعلقہ الکٹریکل سگنلس اندراج ہونے میں ناکام ہو جاتے ہیں، ہم اُن سے واقف ہونے نہیں پاتے ہیں۔ حواس کی خامیاں بھیجہ میں بعض اِسکے بہت ہی اہم ثبوتوں میں سے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر تم ایک کمرہ پر نظر ڈالتے ہو، روشنی بھرے دِن میں اور خیال کرتے ہو کہ تم دیکھ رہے ہو اُس کو پورے طور پر لیکن حقیقت مختلف ہوتی ہے۔

وہاں ایک بہت چھوٹی سی چیز ہوتی ہے، کمرہ میں، جو تمہارے سامنے ہوتی ہے جس کو تم دیکھ نہیں سکتے ہو اور جو ایک تمہاری پکڑ سے باہر ایک Spot ہوتا ہے، جہاں کہیں تم دیکھتے ہو، تمہارے نظر میں نہیں آتا ہے۔ یہ "Blind Spot" جو موجود ہوتا ہے ہر اِنسان کے Retina کے مرکز میں، جہاں سے Optic Nerve دوڑتی ہے بھیجہ کے لئے۔ اِس اندھے پن کی وجہ حقیقت میں Retina کے خلیات اُس Blind Spot میں ٹھیک سے موجود نہیں رہتے ہیں۔ پھر بھی، تم دیکھتے ہو خیال (Image) کو دیکھتے ہو تمہارے سامنے سراسر ہر عیب سے پاک۔ اِس کی وجہ بھیجہ کی بدلاؤ کی فطرت ہوتی ہے۔ رقبہ جو Blind Spot کی وجہ سے دیکھا نہیں جا سکتا ہے 'قابل دید' ہو جاتا ہے، محض بھیجہ کی بدلاؤ کی قابلیت سے جو کرتی اُسے رنگدار اور 'مکمل' دوسرے تفصیلات کے ساتھ پس منظر میں۔ یہ ایک غیر معمولی صورت حال ہوتی ہے۔ لفظی معنوں میں وہاں کوئی معلومات موجود نہیں ہوتی ہیں اُس 'اندھے اسپاٹ' میں، اور جو کچھ کہ تفصیلات وہاں بھیجہ پیدا کرتا ہے وہ پورے طور پر حِسّیاتی اور فریب نظر ہوتی ہیں۔ تاہم ہم کبھی نہیں جان پاتے ہیں کہ ہم 'دیکھ نہیں سکتے' وہ Spot کو بھیجہ کی 'تشریحات ختم ہو جاتی ہے' Blind Spot خود کا اپنا ممکنہ طور پر، بہترین تخمینہ کرتا ہے کہ وہاں پر کیا ہونا چاہیے۔ لیکن کیسے وہ تخمینہ بنتا ہے؟

یہ سوال ہنوز نمائندگی کرتا ہے ایک مُعمہ کی — ایک اُلجھن کی، سائنس دانوں کے لئے۔

Vilayanur S. Ramchandran اِس راز کو اِس طرح بیان کرتا ہے:

مثال کے طور پر، تم کوشش کرسکتے ہیں سیدھے Blind Spot پر ضرب لگانے کی ایک مربع (Square) کے کونہ پر۔ دھیان میں رکھتے ہوئے دیگر تین کونوں کو، کیا تمہارا نظر کا نظام بھرپائی کرتا ہے پکڑ میں نہ رہنے والے کارنر میں؟ اگر تم اِس تجربہ کی کوشش کرتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ حقیقت میں کونہ (Corner) جو غائب رہتا ہے یا دکھائی دیتا ہے ہوتے ہوئے متاثرہ یا داغ دار۔ صاف طور سے Neural Machinery جو موقع دیتی ہے پورے طور پر گزرنے Blind Spot سے بغیر Deal کرسکنے کے کونوں کے ساتھ، وہاں ہوتی ہے ایک حد کہ کیا ہوسکتا ہے اور کیا نہیں ہوسکتا ہے Spot کی بھرپائی میں — شناختگی میں۔

لیکن کیا ہمارے لئے ممکن ہوتا ہے رکھنا کوئی ترجیحات بھیجہ میں اِس طریقہ عمل کے پورا کرنے میں؟

Ramachandran اِس سوال کے جوابات بھی دیتا ہے:

جواسی لحاظ سے بھرپائی بہت ہی مختلف ہوتی ہے۔ جب تم ایک قالین ڈزائن کے ساتھ تمہارے Blind Spot میں بھرپائی کرتے ہو، تم ایسے کوئی مواقع نہیں رکھتے ہو کہ کیا اُس Spot کی بھرپائی میں کرنا ہوتا ہے، تم اِس کے بارے میں اپنے دماغ کو بدل نہیں سکتے ہیں۔ حواسی بھرپائی، نظری Neurons سے کی جاتی ہے۔ اُن کے فیصلے جب ایک دفعہ طے کئے جاتے ہیں، ناقابل بدل ہوتے ہیں: ایک دفعہ اعلیٰ بھیجہ کے مراکز کو سگنلس بھیجے جاتے ہیں، ''ہاں یہ بار بار دہرائی جانے والی بناوٹ ہوتی ہے'' یا ''ہاں، یہ ایک سیدھی لکیر یا سیدھی ترتیب کے ہوتا ہے'' جو کچھ کہ تم سمجھتے ہو وہ ناقابل تبدیل ہوتا ہے۔

جب ہم ایک میز پر نظر ڈالتے ہیں، ہمارا نظری نظام پہلے میز کے کناروں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔ اور ایک نمائندہ تصویر میز کے خاکہ کے مُشابہہ ہوتی ہے، فارم ہوتی ہے ہمارے دماغوں میں۔ اِس کے بعد، نظر کا نظام تب انتخاب کرتا ہے میز

کے رنگ اور بناوٹ کا۔ یہ لازمی عناصر میں سے چند ہوتے ہیں۔ طریقہ عمل کے ''پورا ہونے'' کے لئے۔ یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد، بھیجہ سامنے کے Image کے تعلق سے ایک عام اندازہ قائم کرتا ہے۔ بھیجہ کو اُس خیال (Image) کی ہر تفصیل کا معائنہ کرنے کی تفصیلی حساب کتاب میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ وہ Guess Work کی بنیاد پر Images پیدا کرتا ہے۔

اِس طرح، بھیجہ ایک خیال پیدا کرتا ہے جو فریب نظر پر مبنی ہوتا ہے جس کا ہم وجود ہونے پر یقین کرتے ہیں۔ خیال جو Blind Spot میں فارم ہوتا ہے ایک سچا خیال نہیں ہوتا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے ہوتا ہے، پھر بھی ہم اِس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ دلچسپی کی بات یہ ہوتی ہے، بہرحال، ہم کوئی ثبوت نہیں رکھتے ہیں کہ سارا خیال صحیح ہوتا ہے۔ خیال جو Blind Spot میں ہوتا ہے، واقعتاً وجود نہیں رکھتا ہے، دکھائی دیتا ہے بطور حقیقی ہونے کے جیسا کہ دوسرے اطراف میں Images ہوتے ہیں۔ ہم ناواقف ہوتے ہیں کہ کہاں Blind Spot ہماری روزمرہ کی زندگی میں ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے، تو ہم نہیں جان سکتے ہیں کہ آیا Images جو ہم حاصل کرتے ہیں تمام کے تمام فریب نظر ہوتے ہیں ہم اُنہیں لے سکتے ہیں ہوتے ہوئے 'حقیقی' کے، تاہم یہ کافی ثبوت نہیں ہوتا ہے یقین کرنے کہ Images جو ہم کو دکھائی دیتے ہیں 'حقیقی' ہوتے ہیں۔

اور حواسی عیوب یا خامیاں بھیجہ میں بھی اِس چیز کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک ایسا کچھ ہوتا ہے Colour Blindness میں۔ اگر بھیجہ میں V4 رقبہ، جو Colour Processing میں شریک رہتا ہے، خراب ہوجاتا ہے، تو ایسا شخص دنیا کو خاکستری رنگ کے Shades میں دیکھتا ہے۔ ہر چیز اُسے مثل ایک Black-and-White فلم کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ تاہم ایسے لوگ کوئی مسائل اخبار پڑھنے میں یا لوگوں کے چہروں کو پہچاننے یا حرکات سکنات ادا کرنے اور سمتوں کا تعین کرنے میں نہیں رکھتے ہیں۔ اگر Middle Temporal Visual کا رقبہ خراب ہوجاتا ہے، مریض لوگ پھر بھی پڑھ سکتے ہیں اور رنگوں کو دیکھ سکتے ہیں، لیکن وہ کہہ نہیں سکتے ہیں کہ کس سمت میں اور کس قدر تیز

رفتاری سے ایک شئے حرکت کر رہی ہوتی ہے۔ پروفیسر Ramachandran اِس موضوع پر لکھتا ہے:

جب ایک یا زیادہ رقبہ جات چُنندہ طور پر خراب ہو جاتے ہیں، تم بظاہر مہمل دماغی حالات کا سامنا کرتے ہیں۔ اِس طرح کے Neurology سے متعلق ایک Swiss عورت کی مثال ہے جو Motion Blindness میں مبتلا تھی۔ یہ Ingrid مریض MT Area خراب حالت میں رکھتی تھی۔ کئی صورتوں میں اُس کی آنکھ کی نظر نارمل تھی۔ تاہم اگر وہ دیکھتی ایک دوڑتے ہوئے شخص کو یا موٹر Highway پر جاتے ہوئے، تو وہ دیکھتی تھی ایک مرحلہ داری ٹھہراؤ رفتار میں مسلسل بجائے یکساں مسلسل حرکت کے۔ وہ خوفزدہ ہوتی تھی سڑک پار کرنے میں کیونکہ وہ آنے والی کاروں کی رفتاروں کا اندازہ نہیں کر سکتی تھی، ویسے وہ کسی گاڑی کا رنگ اور حتٰکہ اُس کی لائسنس تختی کی شناخت کر لیتی تھی۔ اُس کا کہنا تھا کہ کسی سے بات کرنا ایسا لگتا تھا جیسے کہ وہ کسی سے فون پر بات کر رہی ہے، کیونکہ وہ کسی کے چہرہ کے بدلتے ہوئے اظہارات کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔ حتٰکہ ایک پیالی میں، Coffee کا ڈالنا ایک لحاظ سے اُس کے لئے ایک کڑی آزمائش سے گزرنا ہوتا تھا، کیونکہ Coffee ناگزیر طور پر Over Flow ہو کر فرش کو خراب کر دیتی تھی۔ وہ کبھی نہیں جان پاتی تھی کہ کب اُسے آہستہ Pour کرنا ہوتا ہے۔ وہ اندازہ نہیں کر سکتی تھی کہ کس قدر تیزی سے Coffee پیالی میں بڑھتی جاری ہے۔ یہ تمام صلاحیتیں معمولی طور پر دکھائی دیتی ہے اس قدر کہ بغیر کسی کوشش کے تمہارے اور میرے لئے ہوتی ہیں کہ اُنہیں یقینی طور پر خود بخود کر گزرتے ہیں۔ اور جب یہ حرکت کے رقبہ جات خراب ہو جاتے ہیں، تو اُس وقت ہم حقیقت کو سمجھنا شروع کرتے ہیں کہ کس قدر نازک بصارت حقیقت میں ہو چکی ہوتی ہے۔

Hallucinations، حواسی عیوب کی ایک دوسری مثال ہوتی ہے۔

Hallucinations عام طور سے اصل میں بھیجہ کے نقصان کے، مختلف بخاروں سے متعلق امراض سے، نشہ اور اشیاء سے یا ضعیف العمری سے اور ضعیفی میں سٹھیانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے اشخاص دیکھتے ہیں ایسی اشیاء جو وجود نہیں رکھتی ہیں—وہ دیکھتے ہیں

ایسی اشیاء جو یہاں، وہاں کہیں نہیں ہوتی ہیں، اور وہ نہ کبھی پائی جانے والی آوازیں سُنتے ہیں۔ ایسے لوگ پورے طور پر جاگتے رہتے ہیں اور باخبر ہوتے ہیں جب وہ Hallucinations محسوس کرتے ہیں، وہ Images اُن کے لئے غیر معمولی طور پر یقینی ہوتے ہیں۔

یہ Syndromes، جن کے بارے میں بالا سطور میں ذکر ہوا ہے، ہوتے ہیں محض چند ایک یہ بے ضابطگیاں، نتیجہ میں جس کے، بعض لوگوں کے جو گذرتے ہیں ایسے کھلے واقعات سے جو حقیقت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔ بعض اشخاص کے لئے، بیرونی رنگ بہت ہی مختلف دکھائی دیتے ہیں، اور ہماری چمکدار رنگین دُنیا مثل ایک Black-and-White فلم کے ہوتی ہے اگر ہم حقیقی طور پر بیرونی دُنیا کا تجربہ بالراست طور پر رکھتے ہیں— اگر دُنیا جس میں ہم رہتے ہیں نہیں بنی ہوتی ہے پورے طور پر الکٹریکل سگنلس سے جو بھیجہ تک پہنچتے ہیں— تب کیوں یہ لوگ محسوس کرتے ہیں مختلف حواس کو؟ اگر وہاں ہوتی ہے محض 'ایک' بیرونی دُنیا، کیوں وہ محسوس نہیں کرتے ہیں بیرونی دُنیا کو اُس لحاظ سے، جو ہم محسوس کرتے ہیں، اور کیوں وہ نہیں دیکھتے ہیں اُنہی اشیاء کو جو ہم دیکھتے ہیں؟

ہم میں سے اکثر نہیں رکھتے ہیں کوئی شک کہ ہم رکھتے ہیں ایک پرفکٹ تصور کی بیرونی دُنیا کا اور یہ کہ ہمارے حواس بناتے ہیں اسے ایک ہموار اکائی کے۔ تاہم وہی چیز کا اطلاق ہوتا ہے کسی اور پر جو بعض اوقات Hallucinations محسوس کرتا ہے۔ ایسے لوگ بھی خیال کرتے ہیں حِسّیاتی Images کو جو وہ دیکھتے ہیں حقیقی ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو، ہم کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں بارے میں کون سی بیرونی دُنیا جو پیدا ہوتی ہے ہمارے بھیجوں میں واقعتاً مشابہہ ہوتی ہے، یا آیا وہ دکھائی دیتی ہے مختلف دوسروں کے حواس یا محسوسات سے۔ یہ ہوتی ہے ایسی بات جو 21ویں صدی کے سائنس سے Test نہیں ہو سکتی ہے یا تجربہ سے جس کا تعین نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہوتا ہے ہمارے لئے جاننا کہ کیا ایک انفرادی دُنیا، ہم میں سے ہر ایک کے لئے وجود میں لائی جاتی ہے، مثل اِس کے ہے۔ ہم رکھتے ہیں بالراست تجربہ صرف ہمارے حواس کا اُس دُنیا میں۔

ہم اس کے باہر قدم نہیں رکھ سکتے ہیں یا کچھ اور اُس کے بارے میں جان سکتے ہیں۔

الکٹریکل سگنلس جو ہمارے حواس کے ذریعہ بھیجہ میں منتقل ہوتے ہیں پیدا کرتے ہیں بیرونی دُنیا کی ایک نقل ہمارے لئے۔

بنیادی طور پر، بہر حال، وہاں رہ جاتی ہے ایک 'شناخت' جو سمجھتی ہے بیرونی دُنیا کو، جو پیدا کرتی ہے معنی جو کچھ کہ وہ سمجھتی ہے، رکھتی ہے شکوک، خوشی مناتی ہے، غم محسوس کرتی ہے، جوش میں آجاتی ہے سوچتی ہے، پہچانتی ہے، اور تشریح کرتی ہے۔ لیکن کہاں بھیجہ میں یہ ہستی ہوتی ہے، جس کا ہم حوالہ دیتے ہیں بطور ''میں'' کے؟ کیا Neurons کے باہمدگر عمل ہمارے لئے سبب بنتا ہے سوچنے اور خوش ہونے کا؟ کیا وہ جو کہ ہم کو قابل بناتا ہے موسیقی سے لطف اندوز ہونا؟ کیا وہ باہمدگر عمل سبب ہوتا ہے ہمارے لطف اندوز ہونے ایک منظر دیکھ کر یا کھا کر ایک لذیذ غذا؟

ظاہر ہے، کوئی بھی سمجھدار اِنسان نہیں کہہ سکتا ہے 'ہاں' میں جواب اِن تمام سوالوں کے۔ ہماری شناخت ہوتی ہے بھیجہ کے باہر کہیں، اور جانی جاتی ہے بطور 'روح' (Soul) کے۔ آیت پیش ہے:-

''اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو، کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے تھوڑا سا۔'' (سورۃ ال۔اِسراء، 85)

☆ بھیجہ شخصی شناخت کا ذریعہ نہیں ہوتا ہے

بغیر کسی عیب کے مرصّع وآراستہ انسانی بھیجہ

حواسی دُنیا، جس کی تفصیلات کا ہم مشاہدہ کرتے رہے ہیں، ایک مصنوعی اکائی ہوتی ہے، جو الکٹریکل سگنلس سے بنائی جاتی ہے۔ لیکن کیا ہمارے بھیجے اِن سگنلس کی تشریح کرتے ہیں اور بدل دیتے ہیں اُن کو ایک دوست میں ہم شناخت کرتے ہیں، ایک خوبصورت پھول میں، ایک لامحدود منظر میں، گلی میں کھیلتے ہوئے بچوں میں یا ایک دِل لُبھا ننھی بلی میں؟

ٹکنیکلی، یہ حقیقت ہے کہ سگنلس بھیجہ میں تشریح کئے جاتے ہیں۔

مادہ پرست لوگ اُن کا دعویٰ کرنا بدستور جاری رکھتے ہیں کہ ہم اِنسان محض ہمارے بھیجوں کے Neurons سے بنے ہوتے ہیں اور یہ دُنیا جس میں ہم رہتے ہیں اِن اعصابی خلیات کے درمیان باہمی مواصلات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وہ رکھتے ہیں ایک خیال کہ ایک ہستی جو غور کرتی ہے، ہنستی ہے، خوش ہوتی ہے، پہچانتی ہے دوسرے لوگوں کو اور تشریح کرسکتی ہے، وہ ارتقاء پسند طبعیاتی ماہر اور DNA دریافت کنندہ، Francis Crick کے الفاظ میں 'Neurons کا پلندہ' ہوتی ہے۔

ایک مادہ پرست کے لئے، یہ بات غیر اہم ہوتی ہے کہ اِنسان کیسے سوچتا ہے اور کیسے اپنے حواس سے وہ اہمیت حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ مادہ پرست لوگ اِن چیزوں کی کوئی وضاحت نہیں کرسکتے ہیں۔ اُن کے خیال میں، ہر چیز کی تحقیق ایک مادی سمجھ کے لحاظ سے ہونی چاہئے۔ حقیقت میں، بہر حال، یہ ہوتا ہے ایک بڑا جھوٹ جو بولا گیا تھا تاکہ لوگوں کو اللہ پر اعتقاد سے ہٹایا جاسکے۔

بھیجہ کا مزید تفصیل میں وضاحت کرنا، گویا کہ اپنے آپ کو اِنسانی بھیجہ کے اہم نکات سے غیر معمولی طور پر عادی بنانے میں مددگار ثابت ہونا ہوتا ہے، ویسے بھیجہ دُنیا کی بہت ہی پیچیدہ ساختوں میں سے ایک ہوتا ہے۔ اِس کے بارے میں جتنی بھی معلومات حاصل کی جائے کم ہوتی ہے۔

ایک نوزائدہ بچہ قریب ایک سو ارب Neurons یا اعصابی خلیات (Nerve Cells) اپنے میں رکھتا ہے 'یہ زیادہ سے زیادہ تعداد ہے جو ایک شخص رکھتا ہے۔

بھیجہ میں Neurons کی تعداد کبھی نہیں بڑھتی ہے، اور صرف کم ہوتی ہے جیسا وقت گذرتا ہے۔ Neurons اعصابی نظام کے بنیادی ساختی اور فعلی اکائیاں ہوتی ہیں۔ ہر ایک Neuron دوسرے Neurons کے ساتھ ایک ہزار سے ایک لاکھ رشتے قائم کرتا ہے۔ مقامات جہاں پر یہ رشتے قائم ہوتے ہیں، Synapses کہلاتے ہیں، ان مقامات یا نکات جہاں پر کے معلومات کا تبادلہ عمل میں آتا ہے۔ پروفیسر Ramachandran کے مطابق، ''بھیجہ کے سرگرمی کی ہر ممکنہ تراکیب کی تعداد دوسرے الفاظ میں بھیجہ کے

States کی تعداد جو کائنات میں موجود بنیادی ذرات سے بھی زائد ہوتی ہے۔

ایک اعصابی خلیہ (Nerve Cells) بھیجہ میں وہ تمام ضروری ساختیں رکھتا ہے جو خلیہ (Cell) کے تعمیری وتخریبی کاروائیوں (Metabolism) کیلئے ضروری ہوتے ہیں اُس کے لئے پروٹینس کو ہضم کرنے اور تمام ضروری افعال کی انجام دہی کیلئے درکار ہوتے ہیں۔ ایک Neuron شاندار توسیعات رکھتا ہے جو Dendrites کہلاتے ہیں Dendrites کا سب سے بڑا فعل الکٹرومیاگنیٹک پیامات دوسرے Neurons سے وصول کرنا اور اُنہیں Cell body میں منتقل کرنا ہوتا ہے۔ Dendrites قدرے دبیز ہوتے ہیں ایسے نقطہ پر جہاں پر وہ Cell body کو چھوڑتے ہیں، تاہم تب مسلسل بڑھتے ہوئے منقسم ہوجاتے ہیں دھوں میں، یاحتّٰہ 100،100 شاخوں میں جو کہ تب پتلے سے پتلےتر ہونے لگتے ہیں۔ Dendrites کی تعداد بدلتی ہے، جس کا انحصار Cell کے کام پر ہوتا ہے۔

دوسری توسیع جو Neurons سے جُدا ہوتی ہے Axon کہلاتی ہے، جس کا کام معلومات کو دوسرے Neurons کو پہچانا ہوتا ہے۔ یہ معلومات ایک الکٹرک رَو (Current) کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ بھیجہ گودا میں رکھتا ہے ذخیرہ جات کے لئے برائے Vesicles, Neurochemicals کے لئے، جو اِن کیمیکلس کو چھوڑتے ہیں لے جانے پیامات بعد کے خلیات سرکٹ میں۔ Neurons اِس طرح لے جاتے ہیں معلومات بعد کے Neuron تک Axons کے ذریعہ۔ اِس کو ایک دوسرے لحاظ سے یوں کہا جاسکتا ہے، Dendrites لے جاتے ہیں معلومات کو اور بڑھاتے ہیں دوسرے Neuron تک۔ Axons وسعت دیتے ہیں اِس قدر دوری کہ ایک میٹر تک یا اور محض چند ایک ملی میٹرس کے دسویں حصوں تک۔ بھیجہ میں کتنے مختلف اقسام کے Neurons ہوتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ہنوز فی الوقت تک پورے طور پر نہیں دیا گیا ہے، ویسے وہاں اندازہ کیا گیا ہے ہوتے ہوئے کوئی پچاس کے اختلاف کے باوجود کہ اُن کے اشکال میں، جسامتوں میں، رشتوں کے اقسام اور Neurochemicals اجزاء، تمام Neurons لے جاتے ہیں معلومات ایک ہی طریق سے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک Electro

Chemicals زبان میں باہمی ربط رکھتے ہیں۔ معلومات ایک Neuron سے اُبھرتے ہیں اور دوسرے سے وصول کئے جاتے ہیں الکٹریکل سگنلس فارم میں، جو پیدا ہوتے ہیں چارچڑ جواہر سے یا Ions سے، خاص طور سے Positive Charge کے ساتھ سوڈیم اور پوٹاشیم Ions سے یا منفی چارج کے ساتھ کلورائیڈ Ions سے، ایک سوارب Neurons میں سے ہر ایک Neuron قائم کرتا ہے رشتے ساتھ میں درمیان چند ہزار اور ایک لاکھ دوسرے Neurons سے۔ عام اصطلاحوں میں، ایک بالغ بھیجہ قائم کرتا ہے ایک سو کھرب Synapses، یا رشتے کے نقاط۔ اِس چیز کی وضاحت Crag Hamilton بیان کرتا ہے: وہ کیا کچھ بہت ہی پیچیدہ جال ہے جو ابھی تک پیدا ہوا ہے؟ اگر تم Guess کرتے ہو Wold Wide Web کا جو Hilly اور Rolling Areas رکھتا ہے جیسا کہ Rokshire میں۔ اور دوبارہ زیادہ گہرائی کے ساتھ Guess کرتے ہیں تو اِنسانی بھیجہ کو پاتے ہیں ساتھ میں اِس کے الکٹروکیمیکل میاٹرکس کے ایک سوارب Neurons کے جو بناتا ہے ایک جال سا مثل ایک تصوری مکڑی کے جال کے۔ ساتھ ہر Neuron کے جو جُڑا ہوتا ہے پچاس ہزار دوسرے Neurons سے، جو بناتا ہے مجموعی طور پر ایک سو کھرب رشتے۔

درمیان اس جگہ میں، جہاں Axon، جو معلومات کو ایک Neurons میں منتقل کرتا ہے تماس میں آتا ہے دوسرے Neuron کے Dendrite سے، جو ہوتا ہے ایک Gap کے جو قریب ایک سمر کے دس لاکھویں حصہ کی چوڑائی رکھتا ہے۔ اِس لئے، Axons اور Dendrites بالراست طور پر ایک دوسرے سے مس نہیں کرتے ہیں۔

رشتے طے پاتے ہیں ایک سکنڈ کے ہزارویں حصہ سے بھی کم وقت میں۔ بعض Neurons نکالتے ہیں جیسے ٹھیک سے چند ایک Dendrites، دوسرے ایک بہت بڑی تعداد Dendrites کی رکھتے ہیں۔ اگر ہم کوشش کرتے ہوتے تھے شمار کرنے اِن رشتوں کا جو پیدا ہوتے ہیں بھیجے میں، ہر ایک سیکنڈ کی ایک شرح سے، تو تین ملین سال درکار ہوتے یا کوئی 42 ہزار نسلیں گذر جاتی۔

Cornel یونیورسٹی کے The New Yorker Magzine کے رائٹر،

Diane Acker man، اپنی کتاب، "An Alchemy of Mind" میں مہیا کرتی ہے اِس پیچیدہ نظام کے بارے میں عددی تفصیلات: ناممکن جیسا کہ وہ دکھائی دیتا ہے، ہم رکھتے ہیں زیادہ بھیجہ میں رشتے (Connections) مقابلہ میں تارے جو ہوتے ہیں کائنات میں۔ یہ دکھائی دینے والی کائنات، میرا مطلب ہے چونکہ 96% کائنات کا حصہ ہماری نظر سے اُجھل رہتا ہے، ماباقی 4% دکھائی دیتا ہے۔ اُس خیال کے ساتھ ایک لمحہ گذارتے ہوئے تصور کرتے ہیں لامحدود فضائے بسیط کا— بے شمار تاروں کے ساتھ۔ تب تصویر خوردبینی کی حیرت انگیز تفصیل کے ساتھ ایک بھیجہ میں— ایک تمثیلی بھیجہ رکھتا ہے ایک سو ارب Neurons استعمال کرتے ہوئے ایک چوتھائی جسم کی آکسیجن، اور خرچ کرتے ہوئے جسم کے بہت سارے حرارت، گو کہ وہ صرف رکھتا ہے وزن قریب 3 پونڈ کے۔ ایک سوواٹ کا بجلی کے بلب جیسی توانائی کی مقدار استعمال کرتا ہے۔ بھیجہ کے ایک Dot میں جو ریت کے ایک واحد دانے سے بڑا نہیں ہوتا ہے، ایک لاکھ Neurons اپنا کام ایک ارب Synapses پر جاری رکھتے ہیں پر ایک انچ کے ارب ویں فاصلہ کی چوڑائی میں ملتے ہیں۔

Neurosciences Institute at The Rockfeller University

کے ڈائریکٹر نوبل انعام یافتہ، Gerald M. Edelman کے الفاظ میں:

اگر ہم بھیجہ میں ایک Snapse فی سیکنڈ کے حساب سے شمار کرتے ہوتے، تو Synapses کی گنتی ختم کرنے میں 3 کروڑ 20 لاکھ سال درکار ہوتے۔ اگر ہم Neural Circuits کی ممکنہ تعداد پر غور کرتے ہوتے تو ہم طے کرتے ہوتے معاملات Hypoastronomical اعداد کے ساتھ: جو شمار میں بطور ایک عدد کے، جو ہوتا 10 کے بعد کم سے کم دس لاکھ Zeroes لگانے سے حاصل ہوتا۔

سب سے زیادہ حیرت انگیز حقائق میں سے ایک ہوتا ہے، جو کوئی دیئے گئے اِنسان کا بھیجہ ہوتا، اِن غیر معمولی اعداد و شمار کے ساتھ، ہوتا نہیں کبھی ایک جیسا کسی اور کے بھیجہ کے۔ گویا کہ بھیجے مختلف اِنسان کے یکساں نہیں ہوتے ہیں حتکہ ایک جیسے جُڑواں بچوں کے بھیجے بھی یکساں نہیں ہوتے۔ یہ حیرت انگیز بھیجہ کا پیچیدہ نظام ترتیب دیا گیا ہے جداگانہ

طور پر اور اختیار کرتا ہے ایک مختلف فارم اِنسانوں ہیں، اللہ کی مرضی سے، ہر اِنسانی بھیجہ، پھر بھی وہ قائم رکھتا ہے وہی پیچیدگی۔ کمپیوٹرس، بھیجہ میں موجود پرفکٹ نظام کی کاپی کرتے ہوئے ڈزائن کئے جاتے ہیں۔

Kerry Bernstein، ایک تجربہ کار ٹکنالوجی ماہر، IBM کے ساتھ، جو کمپیوٹر فیلڈ میں سب سے بڑی فرمون میں سے ایک ہے، کا کہنا ہے کہ اگر چہ کہ کمپیوٹرس نقل کئے جاتے ہیں بھیجہ کے لحاظ سے کئی صورتوں میں پھر بھی بھیجہ میں موجود ڈزائن اتنا پرفکٹ ہوتا ہے کہ باوجود جدید ٹکنالوجی کے استعمال کرنے کے، بھیجہ کے اِس پرفکٹ ڈزائن کی ٹھیک سے نقل کرنا ایک امر محال ہوتا ہے۔

اِس سلسلہ میں Bernstein ذیل کا تبصرہ پیش کرتا ہے: وہاں پر ایک غیر معمولی مماثل Circuit بھیجہ میں پائی جاتی ہے۔ ایک واحد Data Byte پہنچ سکتی ہے ایک لاکھ Neurons تک اُس وقت۔ یہ بناتی ہے بھیجہ کو لکھوکھا بار تیز تر مقابلہ میں سب سے تیز الکٹرانیکلی مشہور کمپیوٹر سے۔ یہ ہمارے لئے اِس تیز رفتاری کے ساتھ الکٹرانیکلی پیش کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

اِس لئے، بھیجہ کا تقابل ایک کمپیوٹر سے کرنا حد سے زیادہ چرب زبانی کرنا ہوتا ہے۔ اِس سلسلہ میں Gerald M, Edelman اپنے اِس بیان کو پیش کرتا ہے: پہلے، دُنیا یقینی طور پر بھیجہ کو مثل ایک نمونہ کے کمپیوٹر کے فیتہ کے رکھتے ہوئے ایک غیر مبہم سگنلس کے سلسلہ کے، نہیں پیش ہوتی ہے۔ تاہم، بھیجہ ...... مصالحت کرتا ہے Learning اور Memory میں اور بیک وقت باقاعدگی لاتا ہے جسمانی افعال کی ایک کثیر تعداد میں۔ اعصابی نظام کی صلاحیت جاری رکھنے، حواسی قطعیت مختلف سگنلس کی برائے بصارت، آواز وغیرہ کے، منقسم کرتے ہوئے اُنہیں آسان جماعتوں میں بغیر قانونی ترتیب کے، ہوتا ہے یقینی طور پر خاص اور پھر بھی کمپیوٹرس سے کوئی تقابل نہیں رکھتا ہے۔ ہم فی الوقت پورے طور پر نہیں سمجھتے کہ کیسے یہ قطعیت طے پاتی ہے............

نظام بھیجہ میں لفظی معنوں میں ایک دفعہ پرفکٹ ہوتا ہے، جو کچھ کہ ہم یہاں حوالہ

دیتے ہیں وہ Neurons کے باہمد گر کام ہوتے ہیں، Axans اور Dendrites کے ساتھ، وصول کرتے ہوئے اور منتقل کرتے ہوئے Data کو ایک پیچیدہ نظام میں۔ لیکن، کیا بیرونی دُنیا کا منبع ہوتا ہے بھیجہ میں اور خصوصیات جو بناتے ہیں آدمی کو انسان؟ آیا وہ Neurons اور بھیجہ بنا سکتے ہیں —— پیداوار، یکجا کر کے اندھے اور بے شعور جواہر کو ہوتے ہوئے ایسے ترقی یافتہ شعور کے منبع کے؟

پروفیسر Vilayanur Ramachandran رکھتا ہے یہ اقتباس کہنے:

حتکہ ویسے یہ ہوتی ہے عام فہم بات، وہ کبھی نہیں رُکتی ہے حیرت زدہ کرنے مجھے کہ تمام زرخیزی ہماری دماغی زندگی کی —— ہمارے تمام احساسات، ہمارے جذبات، ہمارے خیالات، ہمارے آرزویں، ہماری محبت بھری زندگیاں، ہمارے مذہبی جذبات اور حتکہ جو کہ ہم میں سے ہر ایک خیال کرتا ہے بطور اُس کے اپنے قریبی ذاتی نفس کے —— محض ہوتے ہیں اِن کی سرگرمی کے ننھے ذرات Jelly کے سمان ہمارے سروں میں ہوتے ہیں، ہمارے بھیجوں میں۔

یہ ایک پریشان کُن موقف ہوتا ہے مادہ پرستوں کے لئے، جو دیکھتے ہیں کہیں بھیجہ میں اُن تمام عناصر کے واسطے جو اِنسان کو اِنسان بناتے ہیں —— خوشیاں، شکوک، اعتقادات اور شخصی شناخت۔ وہ قائم کرتے ہیں ایک رائے کہ جذبات جیسے خوشی جب ہم ملتے ہیں ایک دوست سے، جوش وخروش کا اظہار کرتے ہیں جب ہم ایک Puppy کو دیکھتے ہیں، اعتقاد، احساسات، فیصلے، جذباتیت، خوشی منانا اور غم کا اظہار کرنا —— تمام نکلتے ہیں Neurons سے۔ بہرحال، سائنس داں اور علم الاعصاب کے ماہر جو تحقیقات کرتے ہیں کہ بھیجہ ناکام ہو گیا ہے پانے۔ اِن کا کوئی بھی Source۔ اِس وجہ سے، وہ آئے ہیں ایک نئی تعریف کے ساتھ، کہتے ہوئے کہ ذریعہ بناتا ہے اِنسان کو اِنسان وہ ہوتا ہے 'شعور'۔

لیکن شعور کیا ہے؟ اور کیسے وہ دے سکتے ہیں اِس کی تفصیل؟

☆ ''شعور'' کا تصور جو مادہ پرست لوگ وضاحت نہیں کر سکتے

کون ہے وہ جو مشاہدہ کرتا ہے اور لطف اندوز ہوتا ہے ایک چمکدار رنگدار پھول

کو باغ میں ایک تاریک جگہ پر دیکھ کر جس کو کوئی آنکھ کی، Retina کی، عدسہ کی یا بصری اعصاب کی ضرورت نہیں ہوتی؟

کون ہے وہ ہستی جو پہچانتی ہے الیکٹریکل سگنلس میں اُس کے اپنے دوستوں کی آوازوں کو بغیر ضرورت کے ایک کان کے، جو پہچانتا ہے اُن کو اور خوش ہوتا ہے اُن کو سُن کر؟ وہ کون ہے جو سونگھتا ہے Cake کے Scent کو بیکری میں، اور اِس سے محظوظ ہوتا ہے؟ کون ہے وہ جو خوش ہوتا ہے ایک پھول کو دیکھ کر، جو محسوس کرتا ہے محبت جب وہ ایک Kitten کو دیتا ہے، وہ تھپتھپاہٹ ہے اُس کے Fur کو جس کو کوئی بازو کی، انگلی یا رگ پٹھوں کی بظاہر ضرورت نہیں محسوس ہوتی ہے جیسا کہ وہ لدی ہوتی ہے Fur سے یہاں سے وہاں تک؟

کیا بافت (Tissue) کا ایک ٹکڑا جو اعصابی خلیات (Nerve Cells) پر مشتمل ہوتا ہے اور وزن میں محض چند ایک سو گرام ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ ہو ایک وجہ زندگیوں کی جس میں ہم لے کے چلتے ہیں ہمارے غم، خوشیاں، دوستی، وفاداری، ایمان داری اور جوش ولولہ کو؟ اگر ہستی جو سمجھتی ہے اِن تمام چیزوں کو نہیں ہوتی ہے بھیجہ تب وہ ہوتی ہے کون؟ کیا وہ ایک 'چھوٹا آدمی' ہوتا ہے ہمارے بھیجوں میں، جو سمجھتا ہے بیرونی دُنیا کو؟ یا مشاہدہ کنندہ جس کا کہ کوانٹم فزکس حوالہ دیتی ہے، ہوتا ہے کون؟ کیا یہ مشاہدہ کنندہ کہیں بھیجہ میں ہوتا ہے؟ اگر نہیں، تب کہاں وہ ہوتا ہے؟

Fred Alan Wolf دیتا ہے اِس کا جواب: ہم جانتے ہیں، کوانٹم فزکس کے ایک نقطہ نظر کے لحاظ سے کہ ایک مشاہدہ کنندہ کیا کرتا ہے۔ لیکن ہم نہیں جانتے ہیں کون یا کیا مشاہدہ کنندہ واقعتاً ہوتا ہے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ ہم کوشش نہیں کرتے ہیں پتہ چلانے ایک جواب کا۔ ہم دیکھ چکے ہیں۔

ہم جا چکے ہیں ہمارے سر میں۔ ہم جا چکے ہیں ہر دہانہ میں تم رکھتے ہو پانے کوئی چیز جو پکاری جاتی ہے ایک مشاہدہ کنندہ کے۔ اور وہاں پر کسی کا گھر نہیں ہوتا ہے۔ وہاں کوئی نہیں ہوتا ہے بھیجہ میں۔ وہاں کوئی نہیں ہوتا ہے Cortical حصوں میں بھیجہ کے۔ وہاں

کوئی بھی نہیں ہوتا ہے۔

Sub Cortical حصوں میں یا بھیجہ کے سرحدی حصوں (Limbic Regions) میں۔ وہاں کوئی بھی نہیں ہوتا ہے جو ایک مشاہدہ کنندہ کہلاتا ہو۔ اور تاہم، ہم سب یہ احساس رکھتے ہیں کہ وہاں ہوتا ہے کوئی نہ کوئی جو ایک مشاہدہ کنندہ کہلاتا ہے، مشاہدہ کرتا ہے وہاں کہیں ایک بیرونی دُنیا کا سائنس داں لوگ اب جانتے ہیں کہ بھیجہ حواس کا ذریعہ نہیں ہوتا ہے، اور یہ کہ وہ محض بطور ایک گاڑی کا کام انجام دیتا ہے۔ اِس کے علاوہ، سائنس داں پورے طور پر اِس خیال کو ترک کر چکے ہیں، جو صدیوں سال پہلے سے پھیلا رہا تھا کہ ''چھوٹا آدمی بھیجہ میں'' ہوتا تھا۔ سائنس داں صاف طور سے جان چکے ہیں کہ ہستی جس کا وہ حوالہ دیتے ہیں بطور 'مشاہدہ کنندہ' کے مکمل طور پر بھیجہ سے آزاد ہوتا ہے۔ وہ اب جانتے ہیں کہ حواس کا ذریعہ اِنسانی شعور ہوتا ہے۔

اپنی کتاب ''سچائی کے قریب'' میں: حالیہ اعتقاد کی مُبارزت طلبی میں، رابرٹ لارنس کہن، پیشکش کرتا ہے اِس بیان کو:

کیوں بعض طبعیاتی ماہرین دفعتاً اِس قدر اِنسانی دماغ میں دلچسپی لینے لگے ہیں؟ کیا دماغ اُتنا ہی حقیقی ہوتا ہے جتنا کہ مادہ؟ چند نے حتّٰی کہ حیرت کرنا شروع کیا ہے کہ آیا دماغ 'واقع میں حقیقت' ہوسکتا ہے اور مادہ ایک دھوکہ کا فریب نظر۔ دماغی سرگرمیوں کے بارے میں، خوش پوش ہوشیار لوگوں کے ایسے اندھادھند قیاسات کی پیشکش کے پیچھے کیا وجہ کارفرما ہے؟ وجہ کا ایک حصہ، دو بنیادی نظریات کے ناقابل فہم اطلاق کا ہوتا ہے جو ہماری حقیقت کی سمجھ کو ہمیشہ کے لئے بدل دیتے ہیں: کوانٹم میکانکس، جو ایک غیر یقینی کیفیت کو Subatomic Scale اور اضافیت میں داخل کرتی ہے جو بڑے پیمانہ پر کائناتی ساخت میں مکان اور زمان (Space And Time) میں یکسانیت پیدا کرتی ہے۔ لیکن کیا طبعیاتی نظریات، دماغ کے میکانیزمس کی وضاحت کرسکتے ہیں؟ کیا جواہر کا طرزِ عمل لوگوں کے طرزِ عمل کا تعین کرسکتا ہے؟ کیا کائنات کی ساخت اِس بات کی وضاحت کرسکتی ہے کہ کیسے ہم سوچ سکتے ہیں، محسوس کرسکتے ہیں اور جان سکتے ہیں؟

ایک شخص کی زندگی، احساس، محبت، خوشی، غم، خیالات — المختصر، تمام کچھ جو اِنسان کو اِنسان بناتے ہیں — بالکلیہ طور پر جواہر کے طرزِ عمل کی پیداوار نہیں ہوتے ہیں۔ تو پھر کیا چیز اِنسان کو اِنسانیت سے نوازتی ہے، اُن کو بیرونی دُنیا کو سمجھنے کے قابل بناتی ہے، وہ ہوتی ہے ایسی چیز جو اِنسانی بھیجہ سے آزاد ہوتی ہے۔ ہم کو ضرورت ہوتی ہے ایک وضاحت کی جو کسی مادی تصور سے پرے ہو، کسی کے لئے کسی چیز سے واقف ہونے کے قابل ہونے پر اُس کی کماحقہ تشریح کرسکے، سوچ سکے اور درست فیصلہ کا انتخاب کرسکے، اور دوسرے سارے اِنسانی خصوصیات کے لئے بھی مددگار ہوسکے۔ یہ تھے الفاظ تھامس ہکسلے کے، جو اہم ثبوت ہے اِس بات کا کہ حتّٰی ایک پکے مادہ پرست کے دیکھ سکتا ہے سچے حقائق کو، باوجود اُس کے ہونے کے ایک اِرتقاء پسند اور حتّٰی جانے جانے کے بطور ایک ڈارون کے ایک مظبوط حامی کے (Darwin's Bulldog کے)۔

کیسا یہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز جو اِس قدر نمایاں ہوتی ہے جیسا کہ ایک شعور کی حالت ظاہر ہوتی ہے بطور ایک نتیجہ کے اعصابی بافت کی نقل کے، ٹھیک ایسا جو ناقابل سمجھ ہوتا ہے جیسا کہ ایک جن کا ظہور جب کہ الہ الدین اپنے لیمپ کو رگڑتا ہے۔

یہ ناممکن ہوتا ہے ایک ساخت کے لئے جو بنا ہوتا ہے چربی، پانی اور پروٹین سے اُبھارنے اِنسانی شناخت کو جو سمجھ سکتی ہے، سوچ سکتی ہے، اور خوشی مناتی ہے، ایک ایسی ہستی فخر اور جوش محسوس کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ مادہ پرست کے دعوے پورے طور پر ختم ہوجاتے ہیں اِس حقیقت کے سامنے کہ حواس، بھیجہ سے آزاد ہوتے ہیں۔

20ویں صدی کے صف اول کے طبعیاتی ماہرین میں سے ایک Sir Rudolf Peierls کا یہ کہنا تھا: بطور تمہید کے، تم بیان کرسکتے ہو طبعیات کی اصطلاحوں میں ایک انسان کی ساری کارگزاری..... بشمول اُس کے معلومات کے، اور اُس کے شعور کے، ہوتی ہے کمزور۔ وہاں پھر بھی ہوتی ہے ایک چیز کی کمی۔

پیٹر رسل کا کہنا ہے کہ مادی دُنیا، جو ہماری ملکیت ہوتی ہے، وہ ہوتی ہے ایسی شئے جو پورے طور پر شعور کی پیداوار ہوتی ہے۔

جب ہم واقف ہوجاتے ہیں کہ ہر چیز ہم جانتے ہیں، بشمول ساری مادی دُنیا جس کا ہم احساس کرتے ہیں ''باہر وہاں'' ہوتا ہے مظہر کا ایک حصہ، ایک خیال جو بنتا ہے شعور میں، ہم پاتے ہیں سچائی جو ہوتی ہے ایک ہمارے روزمرہ کے زاویہ نگاہ کے بالکل برعکس۔ مادہ، جیسا کہ ہم جانتے ہیں اِسے، ہوتا ہے شعور کی ایک پیداوار......اس طرح بالاخر حقیقت کی فطرت — حقیقت جو ہم محسوس کرتے ہیں، مطلب یہ کہ خلاف مظہر حقیقت نہیں ہوتی ہے، جس فطرت کے بارے میں ہم کوئی معلومات نہیں رکھتے — ہوتی ہے شعور، مکان، زمان، مادہ، توانائی — پوری قابل لحاظ دُنیا جو ہمارے سمجھ کے حواس سے بنی ہوتی ہے — پیدا ہوتی ہے شعور کے اندر۔ اِس پوری مظہری دُنیا کا اصل مادہ نہیں ہوتا ہے، تاہم شعور ہوتا ہے۔

جو کچھ کہ ہم بطور حقیقت کے بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں واقعتاً شعور پر کھڑی ہوتی ہے۔ رنگ، آواز، بُو، ذائقہ، وقت، مادہ — المختصر، ہر چیز جو ہم دیکھتے ہیں دُنیا میں ہوتی ہے ایک فارم اور خاصیت شعور میں۔ شکر ہے ہمارے شعور کا، ہم قابل ہوتے ہیں سمجھنے تمام اشیاء کو کائنات میں۔ لیکن ہم بیرونی دُنیا میں شعور کا مشاہدہ نہیں کرسکتے ہیں۔ پیٹر رسل، کیوں کے وجہ کی وضاحت کرتا ہے: وجہ کہ ہم نہیں پاتے ہیں شعور کو دنیا میں جس کا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں وہ ہوتی ہے کیونکہ شعور اُس تصویر کا حصہ نہیں ہوتا ہے جو ہمارے دماغوں میں پیدا ہوتی ہے۔

جیسا کہ رسل بیان کرتا ہے، شعور جو سمجھتا ہے بیرونی دُنیا کو، نہیں ہوتا ہے بیرونی دُنیا میں جس کا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اِس لئے، ہمارے لئے اِس کا دیکھنا اور تشریح کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ رسل تشبیہہ دیتا ہے شعور کو روشنی سے جو ایک سنیما پردے پر پڑتی ہے کہانی فلم میں تصویری شکل میں پیش ہوتی ہے، وہاں پر کوئی ثبوت نہیں ہوتا ہے کہ صرف روشنی کی شعاعیں پڑرہی ہوتی ہیں پردے پر۔ اِنسان بالراست رکھتا ہے صرف Image کے ساتھ پردے پر۔ روشنی بذات خود، بغیر جس کے وہاں پردے پر مطلق کوئی خیال (Image) نہیں ہوسکتا ہے، بغیر علم میں آئے کے گذرتی ہے۔

اِسی طرح سے، شعور کوئی واضح، مرئی وجود نہیں رکھتا کیونکہ وہ مادی دُنیا میں، جس کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں، نہیں ہوتا ہے۔

Diane Ackerman شعور کو اِن معنوں میں بیان کرتی ہے:

بھیجہ خاموش، تاریک اور گونگا ہوتا ہے۔ وہ کسی چیز کو محسوس نہیں کرتا ہے۔ وہ کسی چیز کو نہیں دیکھتا ہے........... بھیجہ اپنے آپ کو Hurl کرسکتا ہے ار پار پہاڑوں کے یا بیرونی فضائے بسیط میں۔ بھیجہ ایک سیب کا تصور کرسکتا ہے اور محسوس کرسکتا ہے اِسے بطور حقیقت کے۔ حقیقت میں، بھیجہ مشکل سے جانتا ہے فرق کو درمیان ایک تصوری سیب اور ایک مشاہدہ کئے ہوئے میں........... بھیجہ، دماغ نہیں ہوتا ہے...... [دماغ ہوتا ہے] مثل ایک Ghost کے ایک مشین میں، بعض کا کہنا ہے۔

☆ شعور کا ماخذ: اِنسانی روح

اب تک، ہم نے ثابت کیا ہے کہ بیرونی دُنیا جو ہم دیکھتے ہیں بنی ہوتی ہے ایک Shadow World سے، جو شعور میں پیدا ہوتی ہے، اور ہم کبھی بھی بالراست طور پر اِس کے مادی وجود کو محسوس نہیں کرسکتے ہیں۔ اِن نتائج کی روشنی میں 'مطلق مادہ' کا تصور جو خیال میں آتا ہے مادہ پرست فلاسفی سے، کھو دیتا ہے اس کی معقولیت کو۔ تاہم ہم ہنوز سامنا کرتے ہیں ایک اہم مشکل کا کہ جس کی وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیٹر رسل اِس سوال کا خلاصہ پیش کرتا ہے: وہ پوچھتے ہیں کیسے ہو پاتا ہے کہ ایک پیچیدہ Neurons کا جال پیدا کرسکتا ہے ایک باخبر احساس کو۔ کیسے کوئی بھی شئے جیسے غیر مادی شئے بطور شعور کے پیدا ہوتی ہے کسی چیز سے بطور بے شعور کے مثل مادی دنیا کے؟ کیا یہ ہے ایک نتیجہ پیچیدہ نقش پیدا کرنے Data سے، Neural جال سے؟ کیا وہ نتیجہ ہے کوانٹم پیوستگی کا جو اثر انداز ہوتا ہے Neurons کے Microtubules میں؟ یا وہ کچھ اور بھی ہوتا ہے؟ ......جب ہم دونوں حقائق کے درمیان تمیز کرتے ہیں سوال غائب ہوجاتا ہے اُس کے مخالف کو اُس کی جگہ دینے کے لئے: کیسے وہ ہوتا ہے کہ مادہ، مکان، زمان رنگ، آواز، فارم، اور تمام دوسرے خصوصیات کے جو ہم محسوس کرتے ہیں، اُبھرتے ہیں شعور میں؟ اِس کے اظہار کا

دماغ میں کیا طریقہ ہوتا ہے؟ یہ حقیقی اہم سوال کہ شعور کس سے بنا ہوتا ہے، واضح ہونا چاہیے؟ وہ کیا چیز ہے جو اِس پوری کُھلی دُنیا کو شعور میں پیدا کرتی ہے؟ یہ ہوتا ہے ایک سوال جس کے جواب کی تلاش ہنوز 21 ویں صدی کے سائنس دانوں سے ہو رہی ہے، جس کے بارے میں یہ سائنٹسٹ لوگ کتابیں لکھتے ہیں اور کانفرنس منعقد کرتے ہیں اور اِس کے حل کرنے میں لگے رہتے ہیں — لیکن، کس بات سے، وہ بعض وجوہات کے تحت اِس سے نپٹنے میں بیدل ہو کر ناراضگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ سینکڑوں کتابیں اور مضامین اور تشریحات کئی ایک سائنس دانوں سے پیش کی گئی ہیں جو متوقع جواب کی فراہمی میں ناکام ثابت ہو رہی ہیں۔ اِس طرح یہ سوال کہ شعور کا کیا ماخذ (Source) ہوتا ہے، ہنوز تحقیقاتی مرحلہ میں ہی ہے۔ شعور کا موضوع، 21 ویں صدی کے اہم ترین رازوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ تقریباً سارے محققین، رائٹرس اور پروفیسرس جو اِس موضوع سے متعلق ہیں، کہنا شروع کیا ہے کہ موضوع اَب بھی ناقابل وضاحت ہے، اور اخرش پھر اِس کے ناقابل توجیہہ ہونے پر زور دیتے ہیں، اور ایک لحاظ سے ایک بڑی اُلجھن میں پھنسنے لگتے ہیں۔

Jeffrey M. Schwartz کے یہ الفاظ ایسی ایک مثال ہے: اگرچہ کہ باہمی ربط طبعی بھیجہ کی سرگرمی اور دماغی کیفیات کے درمیان ہونا ایک ناقابل مزید سائنسی کامیابی ہوتی ہے۔ لیکن، کئی بھیجہ کے طالب علموں کو بے اطمینانی کی کیفیت میں رکھ چھوڑا ہے۔ نہ تو Neuroscientist اور نہ فلاسفر ٹھیک سے اِس چاپ کی وضاحت نہ کر سکے ہیں کہ کیسے Neurons کا طرز عمل پیدا کر سکتا ہے موضوعاتی طور پر محسوس کردہ دماغی حالتیں۔

کسی حد تک اُلجھن ہے کہ کیسے Neuronal سرگرمی کے نمونے بدل جاتے ہیں موضوعاتی واقفیت میں، رابرٹ ڈوٹی، Neuro Biologist، 1998 میں اِس طرح کی بحث کی تھی، ''اِنسانی وجود کا اصل راز، راز ہی باقی رہ جاتا ہے۔''

لیکن کیا اس موضوع کا حقیقت میں وضاحت کرنا ناممکن ہوتا ہے؟ یا کیا وہ اظہار کرتا ہے ایک حقیقت کا کہ سائنس داں لوگ شعور کے پیچھے چھپی حقیقت کو دیکھنا نہیں چاہتے ہیں؟ کیا سائنس داں جو کوانٹم فزکس کی مدافعت کرتے ہیں ہوتے ہیں مادیت کے زیر اثر وہ

رکھتے ہیں اِسے ایک عرصہ سے سمجھتے ہوئے اِسے بطور ایک سچائی کے؟

شعور بہت ہی قطعی طور پر اِس وضاحت کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ ہستی جو کہتی ہے ''میں دیکھتا ہوں'' خیال (Image) کو بھیجہ میں، جو کہتی ہے میں سنتا ہوں آوازوں کو بھیجہ میں، ہستی جو خود کی اپنے وجود سے واقف ہوتی ہے، ہوتی ہے روح، جو عطا کی جاتی ہے اِنسانوں کو اللہ سے۔ مادہ پرست دماغیں اِس سے واقف ہونے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے ہیں وہ اِس سچائی کو دیکھ پانے سے احتراز کرتے ہیں۔ یہ ایک بنیادی وجہ ہوتی ہے کہ کیوں مادہ پرست سائنس داں اپنا دعویٰ جاری رکھتے ہیں کہ شعور کا مسلہ ''ہنوز طے نہیں کیا گیا ہے۔'' روح کا مطلق وجود، اور یہ حقیقت کہ یہ اللہ ہے جو سارے اِنسانوں کو روح عطا کرتا ہے، پورے طور پر سارے اُن کے مادہ پرستانہ عقائد اور دعوؤں کو اُلٹ کر رکھ دیا ہے۔ اِس بات کی کوئی پرواہ نہیں کس قدر وہ کوشش کرتے ہیں موضوع کو بولنے کی بطور ''جس کی توجیہہ نہ ہو سکے۔''، یہ کہ روح ہوتی ہے ماخذ شعور کا اور جو کہتی ہے کہ ''یہ میں ہوں''

قرآن میں اللہ بیان کرتا ہے کہ وہ پہلے اِنسان کے جسم کو تخلیق کیا ہے اور تب پھونکی ہے اُس کی روح اُس میں: اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ایک بشر کھنکھناتی ہوئی مٹی سے بنے گارے سے، پھر جب ٹھیک کردوں گا اُس کو اور پھونک دوں گا اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں گا تو تم سب اِس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا!''

(سورۃ الحجر، 28,29)

یہ ہے بہت ہی لازمی حقیقت ہے جو سائنس داں لوگ تحقیق میں لگے ہوتے ہیں — اِس موضوع کو ضرورت ہے قبول کرنے اور تسلیم کرنے کی اس بات کو۔ ولیم ٹلر ایک اسٹانفورڈ یونیورسٹی پروفیسر مادیتی سائنس اور انجینئر نگ کا، جو ہوتا ہے ان سائنس دانوں میں سے ایک، تسلیم کرتا ہے ایسا کچھ: میرے ماڈلنگ میں، مشاہدہ کنندہ ہوتی ہے روح اندرون چار پرتی حیاتی جسمانی سوٹ میں۔ اور اس طرح، وہ ہوتی ہے مثل Ghost کے مشین میں۔

وہ ہوتی ہے اِنسانی روح جو دیکھ سکتی ہے بغیر ایک آنکھ کی ضرورت کے، سُن سکتی ہے بغیر ایک کان کی ضرورت کے، اور غور کر سکتی ہے بغیر ایک بھیجہ کے۔

☆ اِنسانی روح اور غائب ہوتی ہوئی مادیت

تمہارے زندگی کو جینے کے وہاں پر صرف دو طریقے ہوتے ہیں: ایک ہوتا ہے ایسے جیسے کچھ بھی ایک معجزہ نہیں ہوتا ہے۔ دوسرا ہوتا ہے ایسا کچھ اگر ہر چیز ہوتی ہے۔ میں مؤخر الذکر میں یقین رکھتا ہوں—البرٹ اِنسٹین کا کہنا تھا۔

روح کا وجود سائنسی طور پر دہریت کے اُصول کو خارج کرتا ہے، جس کی طرف سے مادہ پرست لوگ ایک عرصہ سے کوشش کرتے رہے ہیں۔ روح کا وجود مادیت کو یکسر ختم کر دیتا ہے اور اللہ کے مطلق وجود کو ظاہر کرتا ہے۔ جانتے ہوئے کہ وہاں ایک روح، جسم سے آزاد رہتی ہے جو محسوس کرتی ہے، دیکھتی ہے، سنتی ہے، سمجھتی ہے، خوشی محسوس کرتی ہے، پھولوں کے خوشبو سے محظوظ ہوتی ہے اور موسیقی کو سُن کر لطف اندوز ہوتی ہے، ضرورت ہوتی ہے تمام اِنسانوں کے لئے جینے اپنی ذمہ داریوں کے علم کے ساتھ جو اللہ سے ہوتی ہیں۔

روح کے وجود کی حقیقت کا قبولنا نظریہ اِرتقاء کو مسمار کر دیتا ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ تمام جاندار اُبھرے ہیں اتفاق سے، نکلے ہوتے ہیں ایک دوسرے سے، اور یہ کہ تمام اِنسان اور چمپانزیز اور دیگر مخلوقات ایک مشترکہ جدِّ اعلیٰ رکھتے ہیں۔

روح کے وجود کی سائنسی قبولیت اس طرح پورے طور پر مادہ پرست دُنیا کے آرڈر کو جڑ سے نکال پھینکتی ہے، سالہا سال سے مختلف اشکال کے پروپگنڈوں کا، پبلشنگ کا اور Brain Washing ٹکنکس کا استعمال کر کے ہوتا رہا تھا۔

مادہ پرست سائنس داں جانتے ہیں کہ خاصیت جو بناتی ہے اِنسانوں کو اِنسان، ہوتی ہے روح۔ پھر بھی ذیل کے اِن وجوہات کی بناء پر، وہ بہانہ کرتے ہیں نہ جاننے کا روح کو۔ Fred Alan Wolf اِس سچائی کا یوں اظہار کرتا ہے: آج، تم جلد ہی دیکھتے ہونگے، خیال میں لاتے ہوئے کتابوں سے بارے میں سائنس، خدا، اور روح کے، ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہوئے، کہ زیادہ تر اگر اُن میں سے تمام نہ بھی ہوں، کوشش کرتے ہیں آیا وضاحت کرتے ہوئے روح کی بطور ایک مادی طریقہ عمل کے، نظر انداز کرتے ہوئے ضروری نکات کو (کہ وہ مقدس اور لافانی ہوتی ہے) اور اُس کا لازمی مقصد (کہ وہ

ہوتی ہے ضروری قائم رہنے شعور کے لئے) یا کبھی اِسی پر مطلق بحث نہیں کرتے ہیں، باوجود کے عظیم المرتبت کتاب کے حقوق استحقاق کے جیسا کہ سائنس دانوں کے الفاظ سے سمجھا جا سکتا ہے، سائنس ایک تصور ہوگئی ہے جس کی جڑیں پورے طور پر مادیت میں ہوتی ہے۔ بجائے اِس کے قبول کرنے کے کھلے حقائق کو، ہر چیز کی جاتی ہے سائنس کے نام پر جو اختیار کرتی ہے ایک شکل مادیت کی مطابقت میں۔ جب ایسا ہو تو، آج ہم ایک بڑے تضاد کا سامنا کر رہے ہوتے ہیں: سائنس مُسترد کرتی ہے پوری مادی دُنیا کو جو کہ اِنسان لوگ شعور کے تعلق سے محسوس کرتے ہیں، اور اب ہنوز نظر انداز کرتے ہیں اِس کو اِس نام سے ہوتے ہوئے وہ جو کہ پکارا جاتا ہے سائنسی، اگرچیکہ حقیقت میں سائنسی نہیں ہوتا ہے۔ Fred Alan Wolf جیسا کہ وہ خود سائنس داں ہے، بیان کرتا ہے کہ کیا سائنٹفک رسائی ہونی چاہیے: میرا بڑا تعلق (Concern) سائنس کے دعویداروں کے سامنے آتا ہوتا تھا، جو کہ میرا اپنا وجہ افتخار رہا تھا۔ کتنا خود پسند میں تھا، دوسرے لوگوں کے نظریات کو گراتا تھا جو میرے سائنسی نقطہ نگاہ سے میل نہیں کھاتے تھے۔ جب میں دُنیا میں گھومتا ہوتا تھا اور اپنا وقت ملکی لوگوں کے اور قبیلوں کے ساتھ گذارتا تھا، میں نے جانا تھا کہ میرا فخر و غرور ٹھیک ان میں Fit نہیں ہوتا تھا۔ مثل ایک آدمی کے H.G. Wells کی کہانی میں، میں نے خیال کیا تھا کہ سائنسی طور پر کورے ملک میں، ایک آنکھ رکھنے والا آدمی بادشاہ ہوتا تھا۔ حقیقت میں، میں تھا ایک آدمی جو کورا (Blind) تھا، سائنسی لحاظ سے۔ میں ذہانتی طور پر ناکارہ تھا۔ جہاں تک میری سائنسی نقطہ نگاہ کا تعلق تھا، میں دیکھ نہیں سکتا تھا، کسی مسئلہ کے اہم نقطہ کو۔ میں خیال کرتا تھا میں دیکھ سکتا ہوں ہر چیز، حقیقی معنوں میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اس لئے مجھے چھوڑنا پڑا تھا بہت کچھ جو کہ پہلے سمجھتا تھا بطور حقیقت کے، تا کہ دیکھ سکوں جو کچھ کہ یہ لوگ دیکھتے تھے۔ اور جب میں آخرش قابل ہوگیا تھا حاصل کرنے یہ نئ نقطہ نگاہ، اُس نے پورے طور پر بدل دیا تھا میری سائنسی نقطہ نگاہ کو۔ اور میں نے شروع کیا تھا سائنس، بطور ایک ہتھیار کے—نہ کہ اِکتفا کرنا جو کچھ کے ہے— بلکہ تمام اور آخری کنارے تک— سب کچھ بارے میں کائنات کے، لیکن ایک ہتھیار مدد کرنے ہم سب کی، شروع کرتے

ہوئے کھوج گہرائی میں قدرت میں کہ کیا اِس کا مطلب ہوتا ہے ایک اِنسان ہونا صحیح معنوں میں۔ میں نہیں سوچتا ہوں کہ ہم اُس نقطہ پر پہنچ گئے ہیں اب۔ میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ ہم بالکلیہ جاگ چکے ہیں اب۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم سب ابھی تک خوابیدہ ہیں —— خوابوں میں، امیدوں میں، خواہشات میں گرفتار —— میکانکی طور پر بھروسہ کرتے ہیں، ہمارے دِل اور روح کو استعمال کرتے ہیں ساتھ ساتھ ہمارے بھیجے کے، وہ ہوتا ہے، جب سائنس شروع کرتی ہے اختیار کرنا ایک نئے دنیا کے آرڈر کو۔

Wolf اِس بات پر زور دیتا ہے کہ سائنس محض ایک ذریعہ ہوتی ہے تخلیق کو سمجھنے جو ساری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ زبردست تخلیق صرف اللہ کی ملکیت ہوتی ہے۔ اللہ، سب کا آقا، واحد مطلق ہستی ہے۔ اِنسان لوگ اپنے بھیجوں کا استعمال کر کے اُس کو جو اللہ نے جو کچھ کہ پیدا کیا ہے، دیکھ سکتے ہیں، اور سائنس اُن تخلیقات کو دریافت کر سکتی ہے اور سمجھاتی ہے کاریگری اور جمال وجلال کو جو اُن میں پائی جاتی ہے۔ سائنس اللہ کے کاموں تک پہنچنے اور اُن میں موجود تفصیلات کو دیکھنے کا محض ایک ذریعہ ہوتی ہے۔

دوسرا رائٹر جو اِس بات کو بخوبی جانتا ہے Craig Hamilton ہوتا ہے، جو ''روشن خیالی کیا ہوتی ہے'' رسالہ کا مدیر ہے، بیان کرتا ہے:

لیکن جیسے سال گذرتے ہیں، اور میری پیدائشی لادینی (Agnosticism) تدریجاً راستہ کھولیتی جاتی ہے ایک روحانی تلاش میں خود سپردگی کا، میں نے جلد ہی شروع کر دیا تھا رکھنا ایک گہری حقیقت کے، تجربات واحساسات بہت آگے کسی بھی بات سے جو بیان کی گئی تھی میرے سائنسی نصابی کتابوں میں سامنا کرتے ہوئے اِس کھلی دُنیا کے معنی، مقصد، اور راز، اشارے جو سائنس رکھتی ہے یہ کلیدی ذرائع کے آخری سچائی کے لئے شروع کرنے دکھائی دیتے ہوئے بڑھتے ہوئے مشقت کے ساتھ قبول لے جانے کے لئے......

تاہم جب میں دیکھتا ہوں ارتقائی حیاتیاتی ماہرین کو استعمال کرتے ہوئے بے دلیل عقائد کو، Neo-Darwinian نظریہ کے، یقین دلانے ہمارے بچوں کو کہ وہ جیتے ہیں ایک بے مقصد کائنات میں، تو میری ہمدردیاں سائنس کے لئے شروع کرتی ہیں مرجھانا

ایک دفعہ اور۔

یہ اہم ہوتا ہے کہ مادہ پرست سائنس داں کو اِس حقیقت سے واقف ہونا چاہیے، کیونکہ یہ سوال، ''کون ہے وہ جو سمجھتا ہے؟'' رکھتا ہے صرف ایک جواب۔ اور وہ جواب مزید ایک طبعی شکل نہیں رکھتا ہے۔

یہ روح ہوتی ہے جو عطا کی جاتی ہے ہے اِنسان کو اللہ سے جو کہ سمجھتی ہے۔ جب تک کہ لوگ اِس بات کو جاننے میں ناکام رہتے ہیں یا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ وہ نہیں جانتے ہیں، شعور کے تعلق سے اُن کے کوئی بھی بیانات یا اظہارات بے مقصد ہوجاتے ہیں۔ ثبوت اِس قدر صاف طور سے کوانٹم فزکس کے ذریعہ واضح ہو چکا ہے پھر بھی دانستہ طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے اِس بات کو۔

یہ ظاہر ہے جو کچھ کہ وہ بناتا ہے اِنسان کو اِنسان، ہوتا ہے بہت آگے کسی بھی تشریحی تصور سے مادہ پرستوں کے دعووں سے۔ ایک وادی وضاحت کی تلاش کرنا، ہوتا ہے۔ حقائق کو نظر انداز کرنا، اور وقت کا برباد کرنا ہوتا ہے۔ روح مشاہدہ کرتی ہے خیالات (Images) کا بھیجہ میں۔ یہ روح ہوتی ہے جو سونگھتی ہے اور چکھتی ہے، جو محسوس کرتی ہے جب کوئی مس کرتا ہے کسی کو، جو سنتی ہے دوسرے شخص کے الفاظ کو۔ حقیقت جو ہم بیشمار ثبوتوں کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور جو سائنسی طور پر ثابت کئے گئے ہیں موجودہ دور میں، وہ ہوتا ہے کہ بھیجہ نہیں سمجھتا ہے جیسا کہ مشہور فرنچ فلاسفر ہنری برگسان بیان کرتا ہے: دُنیا خیالات (Images) سے بنی ہوتی ہے، یہ خیالات ہمارے شعور میں موجود ہوتے ہیں، اور بھیجہ اِن Images میں سے ایک ہوتا ہے۔ ایسا ہوتو، یہ صرف روح ہوتی ہے جو مشاہدہ کرتی ہے، خوشی مناتی ہے، خیال کرتی ہے، لگاؤ محسوس کرتی ہے، غذا کو لذیذ پاتی ہے، اور نرمی محسوس کرتی ہے۔ خاصیت جو بناتی ہے اِنسانوں کو اِنسان، ہوتی ہے ایسی چیز جو جسم سے آزاد ہوتی ہے۔ یہ اِنسانی روح ہوتی ہے جو خوشی مناتی ہے ایک Landscape کو دیکھ کر، جو ترحم محسوس کرتے ہیں ایک ننھی سی چڑیا یا بلبل دیکھ کر، جو جان پاتی ہے کہ ایک غذا لذیذ ہونے کا ذائقہ دیتی ہے، جو خوشی محسوس کرتی ہے خوبصورت موسیقی سُن کر، جو مشکل فیصلے لیتی

ہے، جو سوچ سکتی ہے اور سچائی کا پتہ چلاتی ہے، جو خود کی اپنی شناخت کی تحقیق کر سکتی ہے اور اس طرح بعض نتائج پر پہنچتی ہے۔

بیان کرتا ہے طبعیاتی ماہر ائرون شروڈنگر کہ کیسے مادی جسم، حواسی دُنیا کی وضاحت نہیں کر سکتا ہے.......... یاد کرو چمک دار، خوشی سے بھرپور آنکھوں کو جس کے ساتھ تمہارا بچہ مسکان بھری مسکراہٹ لئے تم کو دیکھتا ہے جب تم لاتے ہو اُس کے لئے ایک نیا کھلونہ، اور تب کہنے دو طبعیاتی ماہر کو تم سے کہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں اُبھرتا ہے اِن آنکھوں سے، حقیقت میں اُن میں صرف واقعیت پسندانہ انکشافی مظہر ہوتا ہے، مسلسل طور پر زد میں ہوتے ہوئے اور حاصل کرتے ہوئے روشنی کو توانائی سے جو آنکھوں کے جواہر کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔ حقیقت میں! ایک عجیب حقیقت ہوتی ہے! اِس میں کسی چیز کی کمی ہوتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔

کیا یہ منطقی ہوتا ہے خیال کرنا کہ فیصلے اور انصاف کرنے کی صلاحیت، اور جذبات جیسے، خوشی، جوش اور مایوسی — بھیجہ میں Neurons کے سرگرمیوں کے نتائج ہوتے ہیں؟ کیا بے شعور جواہر باہم مل جاتے ہیں جان پانے بارے میں خوشی، غم، ذائقہ، دوستی اور اچھی گفتگو جو بھیجہ کے بارے میں تحقیقات کرتے ہیں، جو اپنی دریافتوں کی ترجمانی کرتے ہیں، جو کوشش کرتے ہیں سمجھنے کی شعور کو اور محنت کرتے ہیں اُبھر آنے ساتھ ایک جواب کے؟ کیا یہ محض الکٹریکل سگنلس ہوتے ہیں جو بھیجہ میں سفر کرتے ہیں جو بناتے ہیں اِنسان کو اِنسان اور اجازت دیتے ہیں اُنہیں سمجھنے بیرونی دُنیا کو؟

کون سا Neuron بھیجہ میں فیصلہ لیتا ہے کسی چیز پر، جو محسوس کرتی ہے آرزو کو یا ہمدردی کو، یا حیرت زدہ ہوتی ہے غروب آفتاب کی خوبصورتی پر؟ اگر شعور ایسی چیز ہے جو یہ تمام چیزوں کو انجام دیتا ہے، تب کسی Neuron میں بھیجہ کے شعور ہوتا ہے؟، وہ کہاں ہوتا ہے؟ کون سا کیمیائی تعمل پیدا کرتا ہے شعور کو؟ کون سا کیمیکل تعمل فیصلہ کرتا ہے کہ ایک شخص کو پسند کرنا چاہیے Apples کو، تاہم ناپسند کرنا ہوتا ہے پالک کو؟ اگر ہر چیز ہوتی ہے بھیجہ میں، کون سا Neuron سوچتا ہے کون فیصلہ کرتا ہے؟ کہاں ہوتا ہے Neuron جو

Excite ہوتا ہے خود کے فیصلوں سے؟

مادہ پرستوں کو اِن تمام سوالات کے جواب دینا ہے۔ اگر وہ کسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ''شعور ہر چیز کا ماخذ ہوتا ہے''، تب اُن کو بتلانا ہوگا کہاں بھیجہ میں شعور پایا جاتا ہے۔ اگر ہر چیز مادہ پر مشتمل ہوتی ہے، اُن کو ایسا کچھ ثابت کرنے کے قابل ہونا ہوگا۔

اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں، تو اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ اِنسان Neurons اور جواہر کے ایک مجموعہ پر مشتمل نہیں ہوتا ہے۔ شعور بھیجہ کے کوئی راز داری کے حصہ میں نہیں رہتا ہے۔ اور نہ وہ چھپا ہوتا ہے جسم میں کہیں بھی۔ یہ ایسی چیز ہوتی ہے جو مادہ پرست کے تمام تصورات سے ہٹ کر ہوتی ہے۔ آدمی مابعدُ الطبعیاتی ہوتا ہے، اور روح جو وہ رکھتا ہے بناتی ہے اُسے اِنسان یہ روح صرف اللہ کی ملکیت ہوتی ہے۔

Sigmand Frend کا ساتھی مشہور Swiss نفسیاتی ماہر کارل جنگ اِس موضوع پر ذیل کا بیان پیش کرتا ہے: ساری سائنس، بہرحال، روح کی ایک کارگذاری ہے جس میں تمام علم مستحکم ہوتا ہے۔ روح، تمام کائناتی معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ ہوتا ہے، یہ The Conditio Sine Quanon یعنی ایک لازمی شرط ہوتی ہے دُنیا کے لئے یہ روح کے وجود کی سائنسی قبولیت ہے۔

یہ غیر معمولی حیرت انگیز بات ہے کہ مغربی دُنیا (بہت ہی کم استثنائیات سے ہٹ کر) دکھائی دیتی ہے رکھتے ہوئے اِس قدر کم اِس کی قدردانی کے۔

ساتھ روح کے رکھتا ہے، اِنسان ہوتا ہے ایک ہستی عطا کردہ ہوتے ہوئے اِن تصورات کے جیسے اعزاز، محبت، توقیر، دوستی، وفا شعاری اور دیانت داری کے، اور قابل ہوتا ہے رکھنے اور مخالفت کرنے تصورات کی۔ اسی طرح سے کہ تمہاری انگلیوں کے سروں کے خلیات میں سے کوئی بھی سوچنے اور فیصلے لینے، یا رنجیدہ ہونے یا خوشی منانے کے قابل نہیں ہوتے ہیں، Neurons بھیجہ میں جو رکھتے ہیں ایک جیسی ساخت، کسی حال مابعد الطبعیاتی خصوصیات نہیں رکھتے یہ ایک حقیقت ہوتی ہے جو کہ ہر ایک آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے، بغیر کسی سائنسی ثبوت کی ضرورت کے حقیقت میں، مادہ پرست لوگ بھی اِس بات سے بخوبی

واقف ہوتے ہیں لیکن اُن کے مادہ پرستانہ تعصّبات اور اُن کی سوچنے میں غلطی کہ سائنس پورے طور پر مادہ پر مشتمل ہوتی ہے اُنہیں سچائی میں بگاڑ لانے پر اُبھارتی ہے۔ تاہم جو کچھ کہ وہ مادیت کے نام پر خیال کرتے ہیں وہ ایک سنجیدہ منطقی خاتمہ کا اِشارہ دیتا ہے۔ وہاں پر کوئی فرق نہیں ہوتا ہے درمیان میں کوئی جو کہتا ہے، ''ہمارے خیالات جواہر کی پیداوار ہے''، اور کوئی دوسرا جو یقین کرتا ہے اُس کے خوابوں پر ہوتے ہوئے حقیقی کے یا جو بناتے ہیں نا قابل یقین (من گھڑت) کہانیاں اور تب اُن پر یقین کرتے ہیں۔ بہر حال، بجائے اِس کے تسلیم کریں اللہ کے وجود کو، مادہ پرست اِس شرم ساری کی صورت حال کا خطرہ موہ لینے کیلئے تیار رہتے ہیں۔

واقعہ ہے کہ آدمی ہوتا ہے ایک ہستی جو سمجھتا ہے ایک روح سے جو عطا ہوتی ہے اُس کو اللہ سے، جو روح کی مدد سے سوچتا ہے، بات کرتا ہے، خوشی مناتا ہے، خوشی کا احساس کرتا ہے، فیصلے لے سکتا ہے، قوموں پر حکمرانی کرتا ہے اور سوسائٹیز پر حکومت کرتا ہے روح کے ساتھ۔ آدمی ایک ایسی ہستی ہوتی ہے روح کے ساتھ جو اللہ کی عطا کردہ ہوتی ہے اور وہ روح دائمی ہوتی ہے۔ جسم محض اِس دُنیا میں ایک وصیلہ ہوتا ہے۔ آدمی چھوڑ دیتا ہے جسم کو اپنے پیچھے جب کہ وہ مرجاتا ہے تاہم روح اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ وہ اب آیا رہتی ہے جنت میں یا دوزخ میں آیات پیش ہیں:-

''وہی ہے اونچے درجوں والا، مالک عرش کا، اُتارتا ہے وحی کی بات اپنے حُکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے تا کہ وہ ڈرائے قیامت کے دن سے، جس دن وہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے، چھُپی نہ رہے گی اللہ پر اُن کی کوئی بات، کس کا راج ہوتا ہے اُس دن، اللہ کا ہے جو یکتا اور غالب ہے، آج بدلہ دے گا ہر نفس کو جیسا کہ اُس نے کمایا ہے بالکل ظلم نہیں ہوگا آج، بے شک اللہ جلد لینے والا ہے حساب۔''

(سورہ گھافر (المومن)، 17-15)

☆ ہمارے آقا قادر مطلق اللہ کا وجود یکتا اور مطلق ہوتا ہے

ساری تاریخ کے دوراں، مادہ پرست لوگ سرگرمی کے ساتھ اِس فریب کو اپنایا

ہے کہ ''مادہ قطعی ہوتا ہے'' تا کہ انکار کریں کہ ہمارا قادر مطلق آقا خالق اور مطلق العنان حاکم ہے سارے جہانوں کا یہی وجہ ہے کہ ساری وضاحتیں مادہ کی اصل کے تعلق سے بہت ہی اہمیت کی حامل ہوتی ہے، کیونکہ یہ معلومات ثابت کرتے ہیں اِس فریب کے جھوٹے پن کو جس کو لیکے چلا گیا ہے کئی سالوں سے۔ سمجھتے ہوئے کہ ہم بالراست تجربہ (احساس) صرف مادہ کی ایک نقل کا رکھ سکتے ہیں، اور یہ کہ آدمی محض گوشت اور ہڈی کا مجموعہ نہیں ہوتا ہے، ہم قابل ہوتے ہیں اِس حقیقت کو سمجھنے کے کہ ہم شعور اور ایک روح بھی رکھتے ہیں۔ یہ ہمارا قادر مطلق آقا ہوتا ہے جو روح اور شعور کو آدمی میں پیدا کرتا ہے، جو کہ مطلب، آدمی بدلہ میں ایک بندہ ہوتا ہے جو اللہ کی ملکیت ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارا قادر مطلق آقا، اللہ پورے طور پر ایک ایسی مالک ہستی ہے جس کی حکومت سارے زمین وآسمانوں پر ہوتی ہے۔

یہ سچائی پیدا کرتی ہے غیر معمولی حیرت واستعجاب اللہ کی طاقت اور سلطنت کے تعلق سے اور اُس کے اِکمال سے اُس کے اپنی تخلیق میں۔ اللہ لامحدود کائنات کو، ساتھ میں اُس کی بے شمار بے عیب تفصیل کے، دونوں مادی لحاظ سے بیرونی طور پر اور جداگانہ طور پر بھی بھیجہ میں ہر آدمی کے تخلیق کرتا ہے۔ کائنات میں ساری تفصیلات بے عیب طور پر اور مسلسل لائی جاتی ہیں وجود میں بطور وہم (خیال) کے اِنسانی بھیجہ میں۔ اِس قدر پرفکٹ اور بے عیب اللہ کی یہ تخلیق ہوتی ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر بظاہر دکھائی دیتی ہے حقیقی اور یقینی سیدھے چھوٹی سے چھوٹی تفصیلات میں، حتٰی ویسے وہ ہوتی ہے واضح کہ وہ واقعتاً —— بنی ہوتی ہے ایک خواب سے۔

وہاں ہمارے اللہ کی تخلیق میں کوئی عیوب یا خامیاں نہیں ہوتی ہیں۔ لوگ جو نا کام ہوتے ہیں استعمال کرنے میں اپنی سوجھ بوجھ کی طاقتوں کو وہ مغالطہ میں آجاتے ہیں اِس بے عیبی سے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ بالراست تجربہ (احساس) مادہ کا رکھتے ہیں، اور کبھی شک نہیں کرتے، حتٰی ایک لمحہ کے لئے، بھی کہ خیالات (Images) وہ دیکھتے ہیں محض غیر حقیقی ہوتے ہیں۔

روح اِن تمام اشیاء کا مشاہدہ کرتی ہے۔ زمین پر اربوں لوگ Images کا

مشاہدہ کرتے ہیں جواُنہیں ہر لمحہ بتلائے جاتے ہیں۔ وہ خوشی محسوس کرتے ہیں تاثر کا اظہار کرتے ہیں اور اِن Images کی روشنی میں فیصلے لیتے ہیں۔ تاہم اِس سب کے لئے صرف شکر ہے روح کا کیونکہ وہ (ارواح) ایسا کچھ کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

ہماری اِنسان کی روح، ہمارے آقا کی Spirit کا ایک جُز ہوتی ہے جو اللہ ہم میں پھونکتا ہے۔ یہ بات صاف کر دیتی ہے کہ اللہ اکیلے مطلق ہستی ہے، جو سچا آقا ہے ہر ایک روح (Soul) کا۔ قوت اور طاقت اللہ کی پھیلی ہوئی ہے تمام اشیاء اور تمام جگہوں پر۔ تمام ہستیاں ہم دیکھتے ہیں اور خیال اُن کے کرتے ہیں مادی ہونے کے، لیکن واقعتاً وہ ہوتے ہیں Images جو پیدا کئے جاتے ہیں ہمارے اللہ سے۔ اور ہستیاں، جو پیدا کئے جاتے ہیں اللہ کی اپنی دی ہوئی Spirit سے مشاہدہ کرتے ہیں اُن Images کو اپنے بھیجوں میں۔ ایک آیت میں اللہ اِس چیز کو ظاہر کرتا ہے۔

آیت پیش ہے:۔ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے سب کا تھامنے والا، نہیں پکڑ سکتی ہے اُس کو اونگھ اور نہ نیند، اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اُس کی اجازت سے، جانتا ہے جو کچھ خلقت کے روبرو ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے، اور وہ سب احاطہ کسی چیز کا نہیں کر سکتے اِس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہ چاہے، گنجائش ہے اُس کی کرسی میں تمام آسمانوں اور زمین کی، اور گراں نہیں اِس کو تھامنا اُن کا، اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا۔''

(سورہ بقرہ، 255)

اِس طرح سے لوگوں کے لئے جاننا ہوتا ہے ہمارے اللہ کے تخلیق کی شاندار فطرت کو اور اُس دُنیا کی صحیح اصل کو جس کے Images کو وہ دیکھتے ہیں، اُن کو اللہ کی عبادت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ ہے جو تخلیق کرتا ہے یہ سب چیزیں، اور صرف وہ لوگوں کو اِس کی ایک سمجھ دے سکتا ہے، اُس کے انتخاب کے وقت۔

پیٹر رسل اُن سائنس دانوں میں سے ایک ہے جو اِس حقیقت کو جان چکے ہیں:
میں خیال کرتا ہوں میری حقیقت ہوتی ہے صرف حقیقت۔ بعض اوقات، بہر حال، میں

جانتا ہوں کہ وہاں ہو سکتا ہے ایک دوسرا راستہ دیکھنے کا اشیاء کو، لیکن میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔ میں خود سے بدل نہیں سکتا، مجھے مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن کہاں میں جاؤں مدد کے لئے؟ دوسرے لوگ غالباً ہوتے ہیں گرفتار اِس خیال کے نظام میں جیسا کہ میں ہوتا ہوں۔ جگہ، مدد کی تلاش میں جانے کے لئے، ہوتی ہے اندر گہرائی میں، شعور کے لِول کے اُس حد تک جو مادی سوچ سے آگے ہوتا ہے — اللہ تک اپنے اندر۔ مجھ کو مدد کے لئے اپنے اللہ سے پوچھنا ہے۔ سمجھ کہ اُس کی عبادت کرنا ہوتا ہے، تب ہی میں حقیقت کو پا سکتا ہوں۔

کوئی بھی جو مادہ کے بارے میں سچائی کو جانتا ہے قطعی طور پر سمجھے گا کہ کوئی اور ہستی اللہ سے ہٹ کر مطلق کوئی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ یہ سمجھ رہبری کرتی ہے ایک فرد کی پانے اللہ کو بطور اُس کے واحد معبود کے اور صرف اُس کی طرف رجوع ہونے کے۔ روح کے وجود سے واقفیت اُن تمام مادہ پرست دعوؤں کو ناکارہ کر دیتی ہے جو روکتی ہے لوگوں کو ہونے سے اُس کے بندوں کے۔ ایک شخص صاف طور سے دیکھتا ہے کہ وہاں کوئی اور ہستی اللہ سے ہٹ کر نہیں ہوتی ہے جس کو بحیثیت الٰہی کے ممکنہ طور پر اپنایا جا سکے۔ اِس لئے وہ کسی بھی مادی معاملات پر یقین نہیں کرے گا جو اُس کے سامنے اِس دُنیا کی زندگی کے تعلق سے ہوتے ہیں۔ یہ سمجھ بدلے میں اِس دُنیا کی تمام جذباتی وابستگیوں کو اور کوئی بھی مادی حصول کی پیاس کو، غرور اور ذاتی مفاد کو ایک خاتمہ تک لاتی ہے — وہ جان پاتا ہے کہ لالچ، خود سرفرازی، اور مادی اشیاء کے لئے جستجو کھو دیتے ہیں معنوں کو اِس زندگی کے، ایک ایسی دُنیا میں جہاں ہر چیز ایک وہم یا خیال ہوتی ہے۔ ہر کوئی تب حاصل کرتا ہے اللہ کی رضا اور جنت انعام میں، جس میں وہ توقع رکھتا ہے گذارنا اُس کی دائمی زندگی کو، جیسا کہ وہ اُس کے واحد مقاصد ہوتے ہیں۔

زبردست اللہ کا وجود ہر چیز اور ہر جگہ کا احاطہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ تمام تفصیلات، بڑے یا چھوٹے، جو کہ ایک شخص محسوس کرتا ہے زندگی میں اِس دُنیا کی، ہوتے ہیں شواہد ہمارے آقا کے دانشمندی کی، قدرت کی اور کاریگری کی بہر حال، لوگ جو مادہ پرست فلاسفی رکھتے ہیں کھا جاتے ہیں دھوکہ یقین کرنے مادہ میں کہ یہ ہوتا ہے واحد مطلق ہستی کے، دیکھتے ہیں کسی

اور کے لئے ،مساویانہ طور پر مادی ہستی کے جس کو وہ منسوب کر سکے یہ تمام اکمال کو اُن میں ۔

یہ تصور پیدا ہوتا ہے اُن کی ناکامی سے جان پانے کہ وہ رہ رہے ہیں ایک دھوکہ میں ۔

جب مادہ بطور ایک فریب کے (خیال یا وہم کے) ظاہر ہوتا ہے، تب ہم صاف طور سے دیکھتے ہیں روح کے وجود کو۔ اللہ واحد مطلق ہستی ہوتا ہے، جو پھیلا ہوتا ہے اور احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے سارے اشیاء کا اور مکان اور زمان کے قیود سے بالکل آزاد ہوتا ہے۔ وہ ظاہر کرتا ہے اِس بات کو ایک دوسری آیت میں :

’’نہیں پاسکتی ہیں اِس کو کسی کی آنکھیں اور وہ پاسکتا ہے ہر کسی کی آنکھ کو اور وہ نہایت لطیف اور خبر دار ہے‘‘ (سورہ انعام،103)

اللہ ہماری اندرونی اور بیرونی زندگیوں میں ہماری بصارتوں میں، ہمارے خیالات میں اور سارے ہمارے وجود میں پھیلا ہوا ہے۔ اُس کے علم کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے، نہ حتّٰہ سانس بھی نہیں لے سکتے ہیں۔ اللہ، ایک واحد مطلق ہستی ہے، یقینی طور پر جانتا ہے۔ ہر چیز کو جو وہاں پر ہوتی ہے جاننے کے لئے، بارے میں دُنیا کے جو اللہ نے پیدا کیا ہے بطور ایک موہُوم پیکر کے، ایک خیال کے ایک فریب کے، اور بارے میں اِنسان کے، جس میں وہ پھونکا ہے خود کی اپنی روح کو (Spirit کو)۔

یہ بہت ہی سادہ سی بات ہے اللہ کے لئے۔ جیسا کہ ہم جیتے ہیں ہماری زندگیاں اور محسوس کرتے ہیں اُن احساسات (خیالات) کو جو ہم خیال کرتے ہیں ہونے کے بیرونی دُنیا کے، یہ حِسیّاتی اشیاء نہیں ہوتی ہیں، اور نہ دوسرے لوگ جو ہمارے بالکل قریب ہوتے ہیں، اِتنے قریب نہیں لیکن جتنا کہ ہمارے آقا کے۔ اللہ اِس بات کو ایک آیت میں ظاہر کرتا ہے: ’’اور البتہ ہم نے بنایا ہے اِنسان کو اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی ہیں اُس کے جی میں اور ہم اُس کے رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں اُس کے۔‘‘

(سورہ ق،16)

اگر کوئی یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بالراست تجربہ رکھتا ہے طبعی دُنیا کا اور خیال کرتا ہے کہ اُس کا اپنا جسم صرف مادہ سے بنا ہوتا ہے، وہ ایک بھاری غلطی میں گرفتار ہے اور ناکام

ہے اِس بڑی سچائی کو سمجھنے میں کہ یہ دُنیا ایک فریب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ اوپر آسمان میں ہے یا کہیں اور بہت دور ہم سے (یقیناً اللہ ایسے کسی تصور سے آگے ہے) اور ناکام ہوتا ہے جان پانے کہ اللہ واقعتاً اُس کے زیادہ قریب ہوتا ہے مقابلہ میں حتّٰہ اُس کے اپنے جسم سے۔ بہر حال، جب ایک دفعہ وہ جان پاتا ہے کہ وہ کبھی بالراست بیرونی دنیا کے تماس میں نہیں آسکتا ہے اور وہ ہر چیز کو صرف اپنے دماغ میں محسوس کرتا ہے، تب ہر چیز، — بیرونی دُنیا کی، گاڑی، سورج اور ستارے وہ خیال کرتا ہے ہوتے ہوئے بہت دور اُس سے — ہو جاتے ہیں بطور ایک لباس کے جو اُس سے احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے، تمام کو ایک ہی سطح پر دماغ میں دیکھتا ہے اللہ پورے طور پر اُس کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور قطعی طور پر بالکلیہ اُس کے قریب ہوتا ہے — جیسا کہ وہ ظاہر کرتا ہے قرآن میں :

’’جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو، جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہیے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین لائے مجھ پر تا کہ نیک راہ پر آئیں۔‘‘ (سورہ بقرہ،186)

یہ لازمی ہوتا ہے کہ لوگ زندگی گذاریں اِس علم کے ساتھ۔ کوئی جو اِس سے واقف نہیں ہوتا ہے، خیال کرتا ہے کہ یہ عبوری دُنیا، جس میں اُس کو بھیجا گیا ہے بالکلیہ طور پر آزمائش کے لئے ہوتی ہے، وہ رکھتا ہے حقیقت میں صحیح زندگی۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ تمام اُس کے جذبات، توقعات اور مسرتوں کو اِس دُنیا سے وابستہ ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک سخت عقیدہ، جو کہ ایک شخص محسوس کرتا ہے مادہ کے لئے، بالراست طور پر اللہ میں ایمان سے دور رکھنے کا اور بھول نے اِس بات سے کہ ہم کو بُلایا جائے گا اللہ کے حضور میں بعد کی زندگی میں کا سبب بنتا ہے۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ دُنیا ہوتے ہوئے مطلق اور محنت کی حامل، ہوتی ہے حاصل کرنے اُس کی خیالی خوشیوں کو، ایک خطرناک مایوسی کا سامنا کرتا ہے بعد کی زندگی میں۔ اللہ لوگوں کو اِس بات کی سچائی سے آگاہ کرتا ہے: ’’یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کے بارے میں شک میں پڑے ہیں۔ یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو اپنے علم کے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔‘‘ (سورہ فُصّلات،54)

☆ کیسے وہ رہتا ہے جو جانتا ہے کہ وہ اللہ کی Spirit اپنے میں رکھتا ہے؟

بیرونی دُنیا پورے طور پر بطور ایک خیال موہوم پیکر کے ہمارے لئے تخلیق کی گئی ہے۔اور ہم اِس کا مشاہدہ روح کے ذریعہ بھیجہ میں کرتے ہیں، جو اللہ کی ملکیت ہوتی ہے۔ سب جو جانتے ہیں اِس بات کو، دیکھتے ہیں کہ تمام تخلیقی ہستیاں اللہ کی ملکیت ہوتی ہیں اور وہ ہمارے آقا کی اِس زبردست تخلیقی کائنات میں موجود ذہانت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ زندگی اِس دُنیا کی ایک آزمائش پر مبنی ہوتی ہے، جو پیش کی جاتی ہے اُن کو Images کے ذریعہ جو اُنہیں بتائے جاتے ہیں مثل ایک فلم کی Reel کی طرح، اور یہ کہ اُن کی سچی زندگی بعد کی دائمی زندگی ہوتی ہے۔ جب وہ جان پاتے ہیں کہ یہ دُنیا ایک عبوری (عارضی) خواب پر مبنی ہوتی ہے، تو وہ بھی اِس زندگی کی اُن کی چاہت کو چھوڑ دیتے ہیں، کیونکہ یہ زندگی کوئی مادی حقیقت نہیں رکھتی ہے، اور اِس دُنیا کی چاہت بھری تمام چیزوں کا خیال اپنے دِل سے نکال دیتے ہیں۔اور وہ اپنی سچی محبت اور وارفتگی کو ہمارے قادر مطلق اللہ کی طرف موڑ دیتے ہیں، جو غیر معمولی طاقت رکھتا ہے، جس کا وجود ہر سو پھیلا ہوتا ہے۔اور اِس طرح وہ ایک محض خیال کے پیچھے اُن کے لگے رہنے کی غیر منطقیت کو دیکھتے ہیں اور بجائے اِس کے اللہ کی خوشنودی کو حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔

وہ جانتے ہیں کہ محبت اور پسندیدگی، مہربانی اور بہشت اللہ کی، بدلے میں کسی چیز کے، جو پیدا کی گئی ہے اِس دُنیا میں، غیر معمولی طور پر برتر اور اعلیٰ ہوتی ہیں۔ جب ایک دفعہ وہ سمجھ لیتے ہیں اس حقیقت کو، وہ کوشش کرنے لگتے ہیں حاصل کرنے کی بہشت کی زندگی، ساتھ اُس کی بے شمار نعمتوں کے، بجائے اِس کے فضول کی دُنیاوی خواہشات کی چاہت میں گرفتار ہوکر، کوشش کرتے رہیں حاصل کرنے ظاہری فائدے کی خاطر رجوع ہونے ظلم و اِستبداد، بے رحمی کی طرف خاتمہ تک۔ وہ کوشش کرتے ہیں وقف کرنے اِس مختصر دورِ حیات کو جو اُنہیں عطا ہوا ہے خالق سے مظاہرہ کرنے موزوں اخلاقی اقدار کا اور سلوک مسلوک روا

رکھنے ممکنہ طور پر بہترین انداز میں۔ وہ توقع رکھتے ہیں۔ حاصل کرنے کی بہتر سے بہتر سامان آسائش اور زیبائش بعد کی زندگی میں۔ جتنا زیادہ وہ سراہتے ہیں ہمارے اللہ کی طاقت وعظمت کو، وہ اُتنا ہی زیادہ جان پاتے ہیں جو کہ اللہ نے تخلیق کیا ہے بے شمار انعامات جنت میں، لیکن لامحدود تکالیف ومصائب دوزخ میں منکرین کے لئے۔

ہر کسی کے لئے جو سمجھتا ہے کہ ساری دُنیا خیالی ہستیوں سے بنی ہوتی ہے اور یہ کہ صرف ہمارا قادر مطلق اللہ رکھتا ہے مطلق وجود، اور اِس دُنیا کے لذائذ میں کھو جانا گویا کھو دیتا ہے تمام معنوں کو۔ زندگی کے واقعات کا سامنا کرنے میں وہ خیال کرتا ہے ہوتے ہوئے بہت ہی خوفزدہ یا بدحال، جو شخص کے سارے زاویہ نگاہ کو بدل دیتا ہے، کیونکہ ہر چیز خیالی ہستیوں اور واقعات پر مبنی ہوتی ہے اور ہمارے آقا، اللہ، کی مرضی سے پیدا ہوتی ہے۔ ٹھیک جیسا کہ تکالیف، مشکلات اور غم ہمارے خوابوں میں تمام اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں جب ہم بیدار ہوتے ہیں، واقعات، غم اور تکالیف اِس خیالی دُنیا کے اِسی طرح سے معمولی ہوتی ہیں۔ اِس دُنیا کی زندگی صرف ہوتی ہے ایک آزمائش کے، جو پیدا کی جاتی ہے ہمارے لئے، اور ہماری ذمہ داری ہوتی ہے مظاہرہ کرنے اخلاقی اقدار اور اچھے حسن سلوک کا اِن کا سامنا کرتے ہوئے جو اللہ کی بہت ہی خوشنودی کا باعث ہوتے ہیں بعد کی زندگی میں، تصوراتی خیالات (Images) جو پیدا ہوتی ہیں اِس امتحان میں کھو دیتی ہیں اُن کے معنوں اور اہمیت کو، جو کچھ کہ بچ رہتا ہے، ہوتے ہیں اچھے کام جو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے انجام دئے جاتے ہیں۔ ایک شخص آیا اب اِس بات کو سمجھتا ہے یا نہیں، جب بعد کی زندگی شروع ہوتی ہے، وہ واقعتاً سمجھ لیتا ہے کہ ہر چیز اِس دُنیا میں ایک خیال کے ہوتی ہے اور یہ کہ حقیقت ہمارے آقا، اللہ، کی اور بعد کی زندگی کی ہوتی ہے، جو پیدا کی گئی ہے اللہ سے۔

اس چیز کو ایک آیت میں ظاہر کیا گیا ہے:

''اور یہ دنیا کا جینا تو بس ہے جی بہلانا اور کھیل تماشہ ہے اور بعد کا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر اِن کو سمجھ ہوتی جاننے کی۔'' (سورہ عنکبوت، 64)

جب کوئی دیکھتا ہے ایک TV کا Screen، تو وہ واقف ہوتا ہے کہ تمام کردار،

اُس میں پورے طور پر من گھڑت (غیر حقیقی) ہوتے ہیں۔ وہاں جو کچھ کہ وہ کردار کرتے ہیں اُس پر غصہ محسوس کرنے کی یا افسوس کرنے کی، جو کچھ کہ کردار یا کرداروں پر گذرتی ہے، ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اِس طرح سے، کسی کو بھی اِس دنیا کی زندگی میں ایک اسی طرح کی غلطی نہیں کرنی چاہیے جس کا کہ بالا سطور میں ذکر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ، ٹھیک مثل ایک TV پروگرام کے، اِس دُنیا کی زندگی خیالات (Images) پر مشتمل ہوتی ہے جو مسلسل ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

اِسی لحاظ سے یہ کہ کوئی جو خواب دیکھتا ہے تو آ جاتا ہے غصہ میں یا ہو جاتا ہے غمگین اُس وقت، جو کچھ بیتا پڑتی ہے اُس پر اُس کے خواب میں، تاہم جان پاتا ہے حقیقت جب وہ جاگتا ہے کہ یہ تمام کچھ جو وہ خواب میں دیکھا تھا وہ محض پورے طور پر خیال مُوہوم پیکر تھا، یہی چیز کا اطلاق ہوتا ہے اِس دُنیا کی زندگی پر۔

جلد یا بدیر، یا تو اِس دُنیا میں یا بعد کی زندگی میں، کوئی جان پاتا ہے کہ کوئی بھی بیرونی دُنیا سے کبھی بالراست ربط نہیں رکھ سکتا ہے، اور یہ کہ تمام کسی کے پریشانیاں پورے طور پر بے معنی ہوتے ہیں۔

یہ خیالات جو ہمارے سامنے پیش آتے ہیں، پیدا کئے جاتے ہیں اللہ سے بطور ایک آزمائش کے۔ جو کچھ کہ جاننا ہوتا ہے کہ وہ سب حقیقت میں غیر حقیقی ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسے طرزِ عمل کا اظہار کرنا ہوتا ہے جو بالکلیہ طور پر اللہ کی رضا سے مطابقت رکھتا ہے اور اسی مقصد کے ساتھ جینا ہوتا ہے اِس خیالی دُنیا میں۔ اللہ اظہار کرتا ہے اپنی ذیل کی اِن آیات میں کہ یہ دنیا، جو ہمارے لئے پورے طور پر بنی ہوتی ہے خیالات (Images) پر، پیدا کی گئی ہے محض بطور ایک آزمائش کے:

آیت پیش ہے: ''فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں، اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے، اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور مویشی، یہ فائدہ اُٹھانا ہے دُنیا کی زندگانی میں، اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانہ۔'' (سورہ آل عمران، 14)

''جان رکھو کہ دُنیا کی زندگانی ہے یہی کھیل اور تماشہ اور ظاہری زینت اور بڑائیاں کرنی آپس میں، اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے مینھ برستا ہے کہ اُس کی کھیتی کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو اُس کو زرد دیکھتا ہے، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے، اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضا مندی ہے، اور دُنیا کی زندگانی محض دھوکے کے اسباب ہے۔'' (سورہ حدید، 20)

اُن لوگوں کا مقام، جو خیال کرتے ہیں کہ اِس دُنیا کی زندگانی حقیقی ہوتی ہے، بتلایا گیا ہے قرآن میں:

''اور جو لوگ منکر ہیں، اُن کے کام ہوتے ہیں جیسے ریت کے جنگل میں، پیاسا جانے اُس کو پانی، یہاں تک کہ جب پہنچا اُس پر، اس نے کچھ نہ پایا وہاں پر، اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اُس کو پورا پہنچا دیا اُس کا لکھا، اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب۔''

(سورہ النور، 39)

جب لوگ سمجھتے ہیں کہ چیزیں وہ خیال کرتے ہیں جو کہ وہ رکھتے ہیں اِس دنیا میں واقعتاً خیالی موہوم پیکر کے ہوتی ہیں، وہ جانتے ہیں کہ وہ رکھتے ہیں دِل میں غم اور خواہشات بے مقصد کے۔ وہ گنواتے ہیں اپنا وقت اور دیتے ہیں بے کار کی اہمیت مادی چاہتوں اور خواہشات کو۔

وہ جانتے ہیں کہ لوگ جن کو وہ خیال کرتے ہیں ہوتے ہوئے غیر معمولی اہم، واقع میں وہ خیالی ہستیاں ہوتی ہیں اور یہ کہ اُن کا غرور بے معنی ہوتا ہے۔

وہ سمجھتے ہیں کہ تمام ہستیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے سروں کو اللہ کے آگے جھکائیں، اُسکے جس نے پیدا کیا ہے اُن تمام کو، اور اِس طرح وہ زیادہ خوش رہ سکتے ہیں، زیادہ پُر امن زندگیاں جی سکتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے آگے اپنے آپ کو ثابت کر رکھنے سے آزاد ہوتے ہیں کہ خوف کھاتے ہوئے اِس بات کے بارے میں کہ کس قسم کا تاثر وہ دیتے ہیں اور ایسے منفی جذبات جیسے نفرت، غصہ اور رقابت کا سامنا دہ کرتے ہیں جانتے ہوئے کہ

تمام چیزیں اور ہستیاں محض ایک خیال ہے، وہ مقابلہ نہیں کرتے ہیں خیالی ہستیوں کے ساتھ یا نہیں رکھتے ہیں نفرت اور دشمنی نتیجہ میں۔ ایک ماحول میں جس میں ہر ایک جو صرف اللہ کے آگے سرنگوں ہوتا ہے، انکساری، محبت، التفات، اور دیانتداری چھا جاتے ہیں ہر سو۔

آیا یا نہیں کوئی شخص قبولتا اِس حقیقت کو، اِس دُنیا میں، وہ ہنوز معاملات کو بہت ہی واضح طور پر، جب وہ مر جاتا ہے، اور بعد ازاں بعد کے زندگی میں دوبارہ زندگی پاتا ہے، اُس دن، ''نظر تیز ہو جاتی ہے۔ (سورہ ق، 22)، اللہ ایک آیت میں ہم سے کہتا ہے۔ لوگ بہت زیادہ تمام چیزوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ صرف کیا ہے اپنی زندگی خیالی مقاصد کی تلاش میں، وہ اُس دن تمنا کرتا ہے کاش وہ کبھی نہ زندہ رہا ہوتا وہاں پر۔

جیسے کہ ایک دوسری آیت میں اظہار ہوا ہے، لوگ ایک بڑے تاسف کا اظہار کریں گے۔ ''کیا اچھا ہوتا کہ موت اولیٰ ہی خاتمہ کرتی میرا، افسوس میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، اور میرا جاہ بھی مجھ سے تھا گیا گذرا'' (سورہ الحقہ، 29-27) جو اِس زندگی میں اِس دُنیا میں جان پاتے ہیں ک ہمارا رب واحد مطلق ہستی ہوتا ہے، تو وہ اس طرح محفوظ ہو جاتا ہے خوفناک مایوسی سے بعد کی زندگی میں۔ وہ اُس میعادِ زندگی کو جو اُن کو دی گئی ہے اِس زمینی زندگی میں، حُسن وخوبی اللہ کی رضامندی حاصل کرنے میں استعمال کرتے ہیں اور ہمارے مالک کے احکامات کو بجالانے میں اپنی زندگی گذارتے ہیں۔ وہ اس دنیا کو کوئی بھی اہمیت دینے کو بے معنی طور پر دیکھتے ہیں، اور، یہ کہ آسانی، آرام اور خوشی کا راستہ اللہ کے لئے رہنے میں سمجھتے ہیں، بغیر دنیاوی خواہشات میں گرفتار ہونے کے سمجھتے ہیں۔ یہ ہوتا ہے ایک بڑا انعام اور اپنے بوجھ کا سہل کرنے کا بہترین طریقہ عمل ہوتا ہے۔ جھوٹے خواہشات جو رکھتے ہیں لوگوں کو رُسوا، جھوٹے توقعات اور مرغوبات اپنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے اعتقاد میں کہ وہ ہوتے ہیں خدائی، سب کے سب غائب ہو جاتے ہیں پورے طور پر۔

لوگ جان پاتے ہیں کہ یہ ہمارا پروردگار ہے، ایک اور صرف ایک، جو ہر سو پھیلا ہوتا ہے اور اپنے میں سمائے رکھتا ہے ہر چیز کو۔ وہ حاصل کرتے ہیں زبردست آسانی اور تحفظ اللہ، رب العزت کی فرمانبرداری سے۔

ہم کو بتلایا جاتا ہے ایک آیت میں فرق کو درمیان وہ جو اختیار کرتے ہیں جھوٹے معبودوں کو اِس دُنیا کے اور وہ جو لیتے ہیں اللہ کو بطور اپنے واحد معبود کے: آیت پیش ہے:

''اللہ تعالیٰ نے موحد و مشرک کے بارے میں ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص (بندہ) ہے جس میں کئی خصوصیات شریک ہیں بطور باہمی اضداد کے اور ایک شخص (بندہ) ہے ایک کامل شخص (بندہ) تو کیا دونوں کی حالت یکساں ہو سکتی ہے، سب خوبی اللہ کے لئے ہے، پر وہ بہت سے لوگ نہیں، سمجھتے ہیں۔'' (سورہ زمر، 29)

یہ بات بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے جاننا ہر ایک کے لئے جو اللہ پر یقین رکھتا ہے کہ جاننے سچے حقائق کو مادہ کے بارے میں اور غور وفکر کرنے اُن پر گہرائی کے ساتھ۔ ہر کوئی جو جانتا ہے کہ اللہ احاطہ کیا ہوا ہے تمام اشیاء کا اور تمام جگہوں کا، ہر لمحہ خلوصِ دل سے رُجوع ہوتا ہے اللہ سے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت موت کا سامنا کرے گا، اور یہ کہ یہ دُنیا کسی بھی وقت ختم ہو جائے گی، اور یہ کہ وہ بعد کی سچی زندگی کا سامنا کرے گا۔ جانتے ہوئے اور مطابقت اختیار کرتے ہوئے اُس لحاظ سے، ہوتا ہے ایک بڑا فائدہ کہ وہ لائے گا لامحدود خوبصورتیاں اور انعامات اللہ کی مرضی سے۔

☆ مادہ کی اصلی حقیقت اور معدوم ہوتی ہوئی مادیت

ایک مادہ پرست کے لئے، جان پانا کہ ہم کبھی محسوس نہیں کر سکتے مادی دنیا کو بالراست طور پر، ہوتا ہے خوفناک مایوسی کا سبب۔ ایک مادہ پرست کی بگڑی ہوئی دنیا کے زاویہ نظر میں، یہ خطرناک اور پریشان کن بات ہوتی ہے جان پانا کہ ہم تخلیق کئے گئے ہیں ساتھ ایک روح کے جو عطا کردہ ہوتی ہے ہم کو اللہ سے اور یہ کہ مادی دُنیا خیالات (Images) پر مبنی ہوتی ہے جو بتلائی جاتی ہے روح کو بھیجہ میں۔ یہی وجہ ہے کہ مادیت کے جھوٹے مذہب میں مادہ پرست لوگ پوجتے ہیں مادہ کو اور یقین رکھتے ہیں کہ مقاصد کی محرومی میں، شعور کی کی محرومی اور اتفاقات میں تمام ظاہر ہوتے ہیں زمین پر۔ محض اِس حقیقت سے انکار کرنے کے قابل ہونے کہ وہ پیدا کئے گئے تھے، ساتھ ہی انکار کرنے کہ کائنات کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہا۔

وہ بنا کسی توجیہ کے خوش دِلی سے اِس غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں کہ کائنات دائمی اور لازمان ہوتی ہے۔ وہ دھوکہ دہی کی تجویز پیش کرتے ہیں کہ لاشعور طریقہ ہائے عمل وضاحت کرتے ہیں، انسانوں کے، اور پرندوں کے، اور کیڑوں کے اِن تمام کے ابتدائی طرزِعمل دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک مادی دُنیا کے پیداوار کے ہوتے ہیں۔

اِس بگڑی ہوئی مادہ پرست پس منظر کے مطابق — ایک اِنسان کی اندرونی دُنیا میں، وہاں پرکوئی ہستی نہیں ہوتی ہے جو دیکھتی ہے غور کرتی ہے اور فیصلے لیتی ہے۔ ہر چیز مُبینہ طور پرنتیجہ ہوتی ہے طبعی مادوں کا جو اِنسانوں کو بناتی ہیں، دوسرے الفاظ میں، بے شعور خلیات، خلیہ میں موجود مخصوص ساختیں، اور جواہر بناتے ہیں۔

المختصر، مادیت کی کاذب دُنیا میں کوئی غیر مادی شئے کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ اِس مادہ پرست منطق کے پیچھے اہم وجہ اللہ پر ایمان رکھنے کے خلاف کوشش اور اللہ میں اور بعد کی زندگی میں اعتقاد سے احتراز کرنا ہوتا ہے۔

بہت زیادہ اہم بہانہ اور مُبینہ شہادت کہ مادہ پرست لوگ آگے رکھتے ہیں، انکار کرنے اللہ کے وجود میں، ہوتا ہے مادہ کا وجود۔ بہرکیف! ہر چیز جو بیان کی جاتی ہے اِس کتاب کے ضمن کے دوران مستحکم کرتی ہے سائنسی طور پر تسلیم شدہ حقیقت کو کہ مادہ، جو بیرونی طور پر موجود ہوتا ہے، ہمارے لئے فقط ایک نقل ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ ہو پاتا ہے زبردست شہادت کے ساتھ مادیت کو ٹھکانے لگانے اور کھلے طور پر اُس کے خارج کرنے سے متعلق ہوتا ہے۔

یہ ہی وجہ ہے کہ مادہ کے بارے میں بنیادی سچائی غیر معمولی طور پر مادہ پرستوں کے لئے خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے۔

ماضی میں، مادہ کی لازمی فطرت ہوتی تھی ایک تصور، جو مانا جاتا تھا اور کھلے طور پر ظاہر کیا جاتا تھا صرف چند ایک مفکرین اور سائنس دانوں سے۔ لیکن یہ اب ایک ناقابل انکار سچائی ہے، جو بناتی ہے اِس کو یقینی پہلی بار۔ اب وہ اُبھرا ہے بعض سائنسی ثبوت کے ساتھ، یہ موضوع ایسا کچھ نہیں ہے کہ حتّٰی مادہ پرست لوگ انکار کرسکیں۔ کوانٹم فزکس سے

اظہار کردہ حقائق کی روشنی میں، مادہ — مادہ پرستوں کی یکتا بنیاد — بتلایا گیا ہے بطور ایک خیالی موہوم پیکر کے، حواسی دُنیا میں، جو تخلیق کی گئی ہے اللہ سے اِنسانوں کے لئے۔ جو سابق میں خیال کی جاتی تھی ہوتے ہوئے ٹھوس بنیاد کے ہمارے سارے وجود کی، دفعتاً ہوگیا ہے اب ایک تجریدی تصور، یہ مادہ پرستوں کی سب سے بڑی شہادت، خلاف میں تخلیقی اعتقاد کے، فوری طور پر، اِن سائنسی دریافتوں کی روشنی میں غائب ہوگیا تھا۔

یہ نہ محض جواہر اور سالمے تھے جو پائے گئے تھے ہوتے ہوئے خیالی ہستیوں کے۔ بلکہ اِس طرح مکانات، گاڑیاں، بڑے سمندری جہاز، آسمان، پہاڑ، سیارے، فضائے بسیط اور حتّٰی خود اِنسانی جسم سب کچھ ہوگئے تھے خیالی مُوہوم پیکرس۔ مادہ سے متعلق دعویٰ، جو کہ مادہ پرست لوگ رکھتے تھے بطور اُن کے اپنے معبود کے آخرش اپنے اختتام کو پہنچ گئے تھے۔

مادیت چھوٹ چکی تھی بغیر کسی ثبوت کے جو اُس کو سپورٹ کرسکے۔ مادہ کا وجود، جس سے مادہ پرست لوگ طاقت حاصل کرتے تھے اور جس میں وہ اپنا بھروسہ رکھا کرتے تھے اپنے کوشش میں خلاف میں مذہب کے، اب ہوگئی ہے ایسی چیز جس کی توجیہہ نہ ہوسکے۔

یہ ایک شاندار پھندا ہے جو اللہ نے منکرین کے لئے رکھا ہے۔ حقائق بتلائے گئے تھے اُن کو جو خیال کرتے تھے کہ وہ اللہ کی مخالفت کرسکتے ہیں کہ وہ جھوٹے معبود جن پر وہ اِس قدر بھروسہ کرتے تھے بطور مضبوط ہونے کے، اب ہوگئے تھے سب خیالی موہوم پیکرس۔

دعویٰ، جو وہ مادیت کے رکھتے تھے اُن کی نگاہوں میں اِس قدر طاقتور، اب ہوگئے ہیں کھلے طور پر اِس کے برعکس، اللہ، رب العزت کی دائمی قوت و طاقت سے۔ بے شک جو سارے پھندے وہ خود سے تیار کئے تھے اب ناکام ہوگئے ہیں۔

آیت پیش ہے:-''اور مکر کیا اِن کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے، اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہوتا ہے۔'' (سورۂ آلِ عمران، 54)

جلد یا بدیر مادہ پرست لوگ، جو اللہ کے شاندار آرڈر کے سامنے اپنے تمام

بنیادیں کھو چکے ہیں، اب اُن کو بعد کی زندگی کا سامنا کرنا ہوگا جس کا وہ ایک دفعہ انکار کر چکے تھے۔ اور مثل سب دوسروں کے، اُن کو اِس دُنیا کی زندگی کا اللہ کے حضور میں حساب دینا ہوگا۔ بعد کی زندگی میں، کوئی بھی جو اختیار کیا تھا جو کہ دکھائی دیتا ہے اور وہ قطعی ہوتا ہے اِس دُنیا کی اِس زندگی میں، جانتا ہے کہ وہ بیدار ہوا ہے ایک خواب سے اور یہ کہ وہ صرف کیا ہے اپنی کوششیں ایک خواب کی خاطر۔ پھر بھی جو تاسف وہ محسوس کرتا ہے اِس بعد کی زندگی میں وہ ہوگی ایسی ایک ندامت بعد از وقت کی، اِس لئے، اب بعد کی زندگی میں وہ ہوگی ایسی ایک ندامت از وقت کی اِس لئے، اب جس کے بچاؤ کا سامان نہیں ہوسکتا ہے۔

آیات پیش ہیں:-

''وہ کفار دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے اپنے اِن معبودیں سے کہیں گے کہ بخدا، بے شک ہم صریح گمراہی میں تھے جب کہ تم کو دُنیا میں عبادت میں رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔ اور ہم کو تو بس اِن بڑے مجرموں نے گمراہ کیا تھا سو اب نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ چھڑالے اور نہ کوئی مخلص دوست سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو دُنیا میں پھر سے واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے۔ بیشک اِس واقع میں طالبانِ حق کے لئے ایک بڑی عبرت ہے اور باوجود اِس کے اِن مشرکین میں اکثر ایمان نہیں لاتے ہیں۔'' (سورہ الشعراء، 103-96)

جتنا عرصہ وہ رہتا ہے اِس دُنیا میں، ایک شخص ہنوز رکھتا ہے موقع سچائی کو دیکھنے کا اور اللہ کی طرف رجوع ہونے کا۔ مادیت میں یقین رکھنے پر کسی کی ساری زندگی کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ وہ اپنی غلطی کو اپنے مرنے تک جاری رکھے گا۔ تائید کرنا ایک فلاسفی کی جواز کار رفتہ ہو چکی ہے، اور صرف کرنا ایک کی زندگی کو اِس فلاسفی کے پیچھے، نہیں ہوتا ہے ایک طرزِ عمل جس میں کوئی اچھے ضمیر کے سمجھدار شخص مصروف رہ سکے۔ اہم بات سچائی کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد اِس پُرانے طرزِ عمل کو اِس کا جاری رکھنا عبث ہوتا ہے، کیونکہ کسی صورت میں بھی مثل موت کے یہ بہت ہی واضح بات ہوتی ہے ڈارون کی دُہری مشکل: روح

☆ اِنسانی روح کے وجود سے نظریہ ارتقاء خاموش ہے

چارلس ڈارون اور الفرڈ رسل وَالّیس، دو حیاتیاتی ماہرین وکٹوریائی انگلینڈ میں

دعویٰ کئے تھے کہ تمام جاندار اصناف ایک دوسرے سے، اتفاق کے طریقہ ہائے عمل کے نتیجہ میں، پیدا ہوئے ہیں، اور یہ کہ وہ اپنی بڑھوتری کا سلسلہ اُنہی تبدیلیوں کے ساتھ جاری رکھے تھے جب تک کہ آخرش انسان نہ اُبھرے تھے۔ پہلی پڑھائی ارتقاء پر قدرتی انتخاب کے طریقہ سے جو ڈارون اور وِالّس نے مشترکہ طور پر تیار کیا تھا۔ بجائے اس کے اِس نظریہ ارتقاء کے موضوع پر ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرنے کے، ہر ایک دوسرے کے اِس نرالے نظریہ پر کئے گئے کام کو تسلیم کرتے تھے۔

والّس حتکہ ڈارون کے قدرتی انتخاب کے نظریہ کی اپنی کتاب، ''ڈاروینیزم'' میں تائید کی تھی۔

بہر کیف! جب وہ کتاب کے بارے میں سُنا، تو ڈارون کا تاثر یہ تھا، تم کو ڈاروینیزم کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ ساتھ میں پکارا جاسکتا ہے والّسیزم۔'' کے۔

بہر نوع، یہ دو حیاتیاتی ماہرین جلد ہی اپنے حِسّیاتی (خیالی) نظریہ کے تعلق سے مختلف راستوں کو اختیار کرنے لگے تھے۔

نظریہ ارتقاء اِس بات پر قائم تھا کہ جاندار اصناف ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں، اپنے سارے اختلافی تشریح الاعضاء اور طبعی خصوصیات کے ساتھ، قدرتی انتخاب کے لائحہ عمل سے ـــــ ایک اتفاق یا اتفاقات سے اور اِس لئے لاشعور طریقہ عمل سے غیر ارادی طور پر۔ اِس دعویٰ کے مطابق زندگی جو شروع ہوئی تھی ایک جرثومہ سے پیدا کی تھی بہت سارے مختلف ایک ملین سے زائد زندگی کے اشکال کو جو آج بھی وجود رکھتے ہیں۔ (تفصیلی معلومات کیلئے، دیکھئے ارتقاء ایک دھوکہ (Evolution Deceit) مصنف ہارون یحیٰ)

ڈارون یقین رکھتا تھا کہ قدرتی انتخاب کا اُصول نہ صرف مختلف اشکالی خصوصیات کو اُبھارتا ہے جیسے Toes یا Nose وغیرہ، بلکہ وہ بھیجہ کی ساخت کا بھی تعین کرتا ہے اور اِس طرح دماغی دماغی صلاحیتوں کو بھی اُبھارتا ہے۔ ڈارون کے خیال میں، قدرتی انتخاب ایسی قوت تھی جو اِنسانوں کی صلاحیتوں میں تبدیلی اور بڑھوتری لاتی تھی، جیسے موسیقی، آرٹ

اور ادب میں، اور جوان کے غور و فکر اور صحیح فیصلے لینے کی صلاحیتوں پر بھی اثر انداز ہوتی تھی۔ بہر حال، والّس، ڈارون کے اِس خیال سے اتفاق نہیں کرتا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ ڈارون کے اصول انگلیوں اور Toes یا سادہ تر خصوصیات کے لئے موزوں ہو سکتے تھے، لیکن یہ یقینی طور پر ناممکن ہوتا تھا اِنسانی اعلیٰ صلاحیتوں کے لئے جیسے ریاضی اور موسیقی کے ہو پانے اندھے اتفاق سے۔

اہم وجہ کہ کیوں والّس مخالف تھا اس خیال کا کہ اندھا اتفاق ذریعہ ہو سکتا تھا ایک Mozart کی صلاحیتوں کے اُبھار کا جو ہوتا تھا ایک عنصر کے جو بیان کیا جا سکتا ہو بطور ''بالقواۃ ذہانت'' (Potential Intelligence) کے۔

والّس تجویز کرتا ہے کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم قدیم باشندوں کے ایک کمسن فرد کو لیتے ہیں جو پڑھنے یا لکھنے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ تب ہم اُس کو تعلیم دلاتے ہیں ایک ماڈرن اِسٹیٹ کے اِسکول میں، Rio، نیویارک یا ٹیوکیو میں۔ بے شک، وہاں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے درمیان اِس کمسن فرد اور بچوں کے جو پرورش پائے ہوتے ہیں اُن شہروں میں۔ جیسا کہ پروفیسر Vilayanur Ramachandran وضاحت کرتا ہے: والّس کے مطابق، اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قدیم باشندہ یا Cro-Magnon رکھتا ہے ایک بالقواۃ ذہانت وسیع طور پر کسی سے آگے جو کہ اس کو ضرورت ہو سکتی ہے اِکتساب کرنے اُس کے قدرتی ماحول سے۔

اِس بالقواۃ ذہانت کی قسم کا مقابلہ (موازنہ) حرکی ذہانت (Kinetic Intelligence) سے کیا جا سکتا ہے، جس کا پتہ باقاعدہ تعلیم سے چلایا جا سکتا ہے۔

کیوں اور کیسے مشکل سے یہ بالقواۃ ذہانت (Potential Intelligence) اُبھری تھی؟ یہ پیدا نہیں ہو سکتی ہے انگلش اِسکولس میں لاطینی زبان سیکھنے سے۔ یہ اُبھر نہیں سکتی ہے Calculus سیکھنے سے۔ اِس حقیقت کے باوجود کہ تقریباً کوئی بھی جو سخت محنت کافی حد تک کر سکتا ہے اِس پر مکمل عبور حاصل کر سکنے کی تاہم پھر بھی۔۔۔

کیا ممکن انتخابی دباؤ ہوتا تھا اِن مخفی صلاحیتوں کو ابھارنے کا؟ چونکہ والّس یقین

کرتا تھا کہ نامیاتی اجسام ایک دوسرے سے لاشعور طریقہ ہائے عمل سے پیدا ہونے سے اُبھرے تھے، وہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ کیسے یہ تصوراتی نظریہ اِنسانی ذہانت کے فروغ کا باعث ہو سکتا تھا۔ بہر کیف! چونکہ ایسا کچھ بھی واقعتاً کبھی واقع نہیں ہوا تھا، وہ ناقابل تھا آگے آنے کوئی کے ساتھ اُس دعوے کی تائید میں۔

والّس کے الفاظ میں:...... جب کہ سب ماڈرن رائٹرس عہد رفتہ کے آدمی کو تسلیم کرتے ہیں، اُن میں سے اکثر بہت ہی حال کی ذہانت کا فروغ رکھتے ہیں، اور بڑی مشکل سے دھیان دیتے ہیں اُن آدمیوں کے امکان پر کہ وہ دماغی صلاحیت میں ہمارے برابر ہوتے ہیں، رہتے ہوئے قبل از تاریخ کے دنوں میں۔ Ramchandran ذیل کی وضاحت فراہم کرتا ہے:

Neander Thal اور Cro-Magnon دونوں لوگوں کے کھوپڑی کی صلاحیتیں ہمارے مقابلہ میں واقعتاً بڑی ہوتی تھی۔ اور یہ بات قابل یقین ہوتی ہے کہ اُن کی مخفی بالقواۃ ذہانت مساوی رہی ہوتی ہے یا حتّٰی بڑی ہوتی ہے مقابلہ میں Homo Sapiens کے۔

حقیقت میں، حتّٰی ڈارون کھُلے طور پر تسلیم کرتا ہے کہ اُس کا نظریہ اِنسانی ذہانت کی بڑھوتری کی وضاحت نہیں کر سکتا ہے، اور بیان کرتا ہے کہ اُس کا نظریہ محض اِس وجہ کے لئے ناکارہ خیال کیا جا سکتا ہے۔

.... جیسا کہ آدمی اپنے دماغی طاقت میں دیگر تمام جانداروں کے مقابلہ میں غیر معمولی طور پر فرق رکھتا ہے، وہاں اِس نتیجہ میں کچھ خامی ہوتی ہے۔

[مطلب یہ کہ آدمی پیدا ہوتا ہے کوئی کمتر فارم سے]۔ اگر ایسا ہو تو، کیا وضاحت ہوتی تھی اِس بڑی تبدیلی کی کہ ارتقاء اِس کی وضاحت نہیں کر سکتا ہے؟ والّس کا جواب ایسا کچھ تھا: ایسا ہوا تھا اللہ سے۔ اِس کے مطابق، اِنسانی مہربانی، دُنیاوی اظہار ہے ''خدائی مہربانی'' کا۔

اِس موڑ پر، والّس اور ڈارون کے درمیان راستوں میں علیحدگی ہوگئی تھی۔

ڈارون زور دیتا تھا کہ قدرتی انتخاب، ارتقاء کو آگے بڑھانے والی طاقت ہوتی تھی اور حتیٰ کہ بہت ہی پُر اسرار دماغی خصوصیات بغیر ایک خالق سے تخلیق ہونے کے بڑھتی ہیں۔ چنانچہ ڈارون، والّس کے دعوے کو خود کے اپنے نظریہ کے تعلق سے ایک سخت دھمکی قرار دیتا تھا، اور اِس قدرتی انتخاب کے بارے میں اُس نے ایک خط والّس کو 1869 میں لکھا تھا:
''میں اُمید کرتا ہوں کہ تم پورے طور سے تمہارے اپنے اور میرے بچہ کو نہیں مارا ہے۔'' اِس اختتام پر والّس پہنچا تھا کہ اُس کا مفروضہ نظریہ اِرتقاء کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ جو ڈارون نے پیش کیا تھا تا کہ اللہ کے وجود سے انکار کرنے کے قابل ہو سکے اور جو اپنی طاقت مادیت سے حاصل کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ والّس کے تصورات قالین کے نیچے سے جلد ہی صاف ہو گئے تھے۔ مادہ پرست حلقوں کو ضرورت تھی لانے اِس تصور کو کہ ہر چیز وجود میں آئی تھی لاشعوری طریقہ ہائے عمل سے، اور ڈارون اس سلسلہ میں اِنکا مددگار ثابت ہوا تھا۔

☆ اِرتقائی شہادت کی محرومی اور نظریہ ارتقاء کا حیاتیاتی خاتمہ

19ویں صدی سے ہی مادہ پرستوں کا اہم نقطہ ماسکہ ڈارون اور ڈارونیزم کے طرف سے پروپگنڈہ رہا ہے۔ 19ویں صدی میں، جو دورِ حاضر کے مقابلے میں سائنسی لحاظ سے بہت ہی پیچھے تھا، اِس لئے اُن کے لئے یہ دعویٰ کرنا آسان تھا کہ فطری انتخاب تمام جاندار اصناف کی بڑھوتری میں اضافہ کیا ہے۔ ویسے اُن دنوں میں Fossil کے پرتوں کی گہرائی کے ساتھ چھان بین نہیں کی گئی تھی، اور جنسیاتی تفصیلات ہنوز دریافت نہیں ہوئے تھے۔ ڈارون اور اُس کے حامیوں کے لئے لوگوں کی توجہ کو تصوراتی پس منظر کے تحت متعلقہ عدم واقفیت کی طرف سے ہٹانا آسان ہوتا تھا۔

تاہم حتیٰ کہ تب، لوگ اِس حقیقت سے واقف ہوتے تھے کہ اِنسانی شعور کی وضاحت ارتقائی اصطلاحوں میں نہیں ہو سکتی تھی — جیسا کہ والّسن نے اِس بات کا خلاصہ پیش کیا تھا، باوجود کہ اُس کے نظریہ ارتقاء کے بانیوں میں سے ایک ہونے کے۔

کوئی بھی میکانیزم جو لاشعور طور پر عمل پیرا ہوتا ہے، شعور کے وجود سے متعلق کوئی وضاحت نہیں دے سکتا ہے۔

ارتقاء پسند اِس بات پر قائم رہتے ہیں کہ واقعات، اتفاق کے ذریعہ وقوع پذیر ہوتے ہیں، اِس لئے شعور کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتے ہیں اور کسی طرح سے شعور، اگاہت، اور تخلیقی صلاحیت اُبھارتے ہیں۔ اِس بات کے لئے وہاں اُن کے پاس کوئی منطقی وضاحت نہیں ہوتی ہے۔

نظریہ ارتقاء کو 20ویں صدی میں ایک بڑی حیرت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ پہلی مرتبہ اثار متحجرہ (Paleontology) نے باضابطہ اعلان کیا تھا کہ Fossils میں درمیانی شکل، جس کے بارے میں ڈارون کو یقین تھا کہ مستقبل میں اِس کی دریافت ہوگی، طبقات الارض کے ریکارڈ میں نہیں پائی گئی تھی۔ اُس وقت دُنیا میں تقریباً ہر زمینی پرت میں کھدائیاں عمل میں آئی تھی، تاہم درمیانی اشکال میں سے کوئی بھی جیسا کہ ڈارون اور اُس کے حامیوں کا ایسا خیال تھا، اِن کے خیال کے لحاظ سے نہیں پائی گئی تھی نظریہ ارتقاء کے لئے دوسری بڑی چونکا دینے والی حیرت، Science of Genetics کی حال ہی میں ہوئی دریافت تھی، جس نے جلد ہی بتلا دیا تھا کہ زندگی کے اشکال غیر معمولی طور پر پیچیدہ اور رکھتی تھی ایسی ساختیں جو اتنی زیادہ مستحکم اور مضبوط ہوتی تھی کہ وہ فطری انتخاب کے طریقہ عمل سے وجود میں نہیں آسکتی تھی جیسا کہ ڈارون کا خیال تھا۔ سائنس میں ترقیات واضح کرتی ہے کہ خلیہ ایک مائع سے بھرا غبارہ نہیں تھا، جو کہ ڈارون کا خیال تھا، بلکہ ایک نا قابل تخفیفی پیچیدہ ساخت کے مشتمل ہوتا ہے غیر معمولی پیچیدہ اعضویوں (Organelles) پر جو ذہانتی میکانیزمس اپنے میں رکھتے ہیں۔

DNA کی دریافت شائد نظریہ ارتقاء پر لگے زبردست مہلک ضربوں میں سے ایک کی نمائندگی کرتی ہے۔ یہ DNA سالمہ، جانداروں کے سارے جنیٹک معلومات اپنے میں رکھنے سے اِتنا زیادہ پیچیدہ ساخت کا حامل ہو جاتا ہے کہ اُس کا اتفاق سے پیدا ہونا ناممکنات میں سے ہوتا ہے۔ اور علاوہ اِس کے وہ اس قدر نازک ساخت رکھتا ہے کہ وہ اجازت دے نہیں پاتا ہے کسی بھی اتفاق کو واقع ہونے اِس میں۔

نظریہ ارتقاء کے مطابق، جاندار بدلے جاتے ہیں ایک دوسرے سے اِن کی

اولاد میں حاصل کرتے ہوئے نئی ساختیں، اعضاء، اور خصوصیات دوسری زندگی کے اشکال کے۔ حقائق جو جنٹک سائنس سے ظاہر کئے جاتے ہیں، بہر حال، بتلاتے ہیں کہ یہ نہیں واقع ہو سکتے تھے اُس لحاظ سے جیسا کے ڈارون کا دعویٰ ہوتا ہے۔ کوئی بھی سائنس داں جنٹک سے ظاہر کردہ پیچیدگی سے کوئی اختلاف نہیں رکھتا ہے۔

اِس کے مطابق، ڈارونسٹس اُن اوامر پر غور کرنا ضروری سمجھتے تھے جو جنٹک ساخت میں تبدیلیاں لاسکتی تھی۔ اُس مقصد کے حصول کے خاطر جو وہ ایک واحد میکانیزم پا سکتے تھے، کم از کم اُن کی نگاہوں میں، ہو سکتے تھے بدلاؤ۔ وہ فوری طور پر ایک نئے نظریہ، New Darwinism، اختیار کر لئے تھے، اور دعویٰ کرنے لگے تھے کہ بدلاؤ کا میکانیزم لاتا ہے جنٹک تبدیلی۔

بہر حال، یہ لوگ —— جو تمام کے تمام سائنس داں ہوتے تھے —— دلچسپی کے ساتھ نظر انداز کر دیئے تھے کہ 99% بدلاؤ نامیاتی اجسام کے لئے ضرر رسان یا حتّمہ مہلک ہوتے تھے، جب کہ دوسرے 1% مطلق کوئی اثر نہیں رکھتے تھے۔

حتّمہ لیباریٹری کے احتیاطی تدابیر کے تحت، نامیاتی اجسام پر نئے جنٹک معلومات بہم پہنچانا یکسر ناممکن ہوتا تھا، اور وہ بھی بہت کم تبدیل کرنا ہوتا تھا اُنہیں زندگی کے زیادہ ترقی یافتہ اشکال میں۔ اِس کے برخلاف، ہر بدلاؤ ایک نامیاتی جسم کو ایک بگڑی شکل دیتا ہوتا یا لے جاتا تھا اُس کو موت کے دہانہ پر۔

اِس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک بغیر کسی احتیاطی تدابیر کے قدرتی ماحول میں، کس قسم کا بھیانک اثر بدلاؤ رکھے گا نامیاتی اجسام پر۔

نتائج جو آثار متحجرہ سے پیش کئے جاتے ہیں اور حقائق جو جنٹک سے ظاہر ہوتے ہیں، ارتقاء پسندوں کو اپنے نظریات میں مسلسل نئی مطابقتی تبدیلیاں لانے پر مجبور کرتے ہیں۔ جب ایک دفعہ جنٹکس ہٹا دی جاتی تو اِرتقاء کی بقاء کا امکان فطری انتخاب کے ذریعہ ہو پانے کے لئے، وہ اپنی اُمیدیں بدلاؤ پر جمائے رکھتے ہیں۔ اور جیسے ہی Paleontology، فاصل ریکارڈ کے بارے میں سچائی کا اظہار کرتی ہے، وہ 'Punctuated

Equilibrium' کے تصور کا سہارا لیتے ہیں۔

تمام ناقابل انکار شہادتیں خلاف میں ارتقاء کے سائنس سے ظاہر ہوتی ہیں، وہ چھوڑ دیتی ہیں نظریہ ارتقاء کو بغیر کسی وضاحتوں کے پیش کرنے کے اپنی تائید میں اور ہوگئی تھی پورے طور پر دیوالیہ۔ نئے تبدیلیاں جو بنائی جاتی ہیں اِرتقاء کی اُستواری کے لئے کبھی بھی وہ نتائج پیدا نہیں کرتے تھے جن کی ارتقاء پسندوں کو توقع ہوتی تھی، ان شہادتوں کا ایک واحد ٹکڑا بھی ارتقاء کی تائید میں نہیں ہوتا تھا۔

حتّمہ دعویٰ جو کیا گیا تھا نظریہ اِرتقاء سے، وہ اپنی ساکھ کھو دیا تھا۔ تمام دعوے جو ارتقاء پسندوں سے پیش کے گئے تھے، سائنسی لحاظ سے رد کر دیئے گئے تھے۔

تاہم اِرتقاء پسند جانتے تھے کہ ایک موضوع خاص طور سے تباہ کر دیا تھا اُن کے تمام دعووں کو سیدے ابتداء سے ہی، اور وہ کھلے طور پر اِس بات کو تسلیم بھی کرتے ہیں یہ شعور ہی تھا، جس کو الفرڈ والّس نے مبتلایا تھا کہ اِرتقاء کے ذریعہ اِس کا پیدا ہونا بطور ناممکنات کے ہوتا تھا، ویسے وہ خود اُس نظریہ کو تجویز کرنے والوں میں سے تھا۔

☆ شعور، کسی بھی ڈارونسٹ کے دعووں کی اصطلاحوں میں، وضاحت نہیں کیا جا سکتا ہے

...........طبعی قلم رو میں، انسانی ارتقاء کو کسی بھی نظریہ کو اس بات کی وضاحت کرنا ہوتا ہے کہ کیسے یہ ممکن ہوتا تھا کہ ایک ہنوز جیسا جدِ اعلیٰ کے لئے، طاقتور جبڑوں کے اور لانبے مثل خنجر کے Canine دانتوں کے ساتھ لیس ہوکر اور قابل ہوتا تھا دوڑنے کے ایک رفتار کے ساتھ اپنے چار ٹانگوں پر، بدل گیا ہوتا ایک سست رفتار دو پیروں والے جانور میں جس کا قدرتی مدافعتی ذریعہ زیادہ بہتر طور پر پست قامت ہونا ہوتا تھا۔ اس میں اضافہ ہوتا ہے ذہانتی طاقتوں کا، بولنے کی قوت اور حُسن عمل کا، جس پر کہ ہم کھڑے ہوتے ہیں اُٹھتے ہوئے جیسے کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر کے جیسا کچھ کہ Huxley اِس کو پیش کرتا ہے جو رکھتا ہے ایک بھرپور چیلنج نظریہ اِرتقاء کے لئے —— ارتقاء پسند سائنسی رائٹر، روگر لِون کے۔

ڈارون کے بعد، اِرتقاء کے تائیدی لوگ شعور کے موضوع کے لئے مختلف وضاحتوں کے منصوبہ جات بنانے کی کوشش کرتے رہتے تھے وہ ایسے کچھ ہوتے تھے جو بالکلیہ طور پر اِس طرح کہ ان کی کوئی توجیہہ ڈارون کی اصطلاحوں میں نہ ہوسکی۔ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ تخیلات کے ابتدائی اِنسان بڑھاوا رکھتے تھے بھیجہ کے ارتقاء کا، قائم رکھتے ہوئے ربط باہمی ایک دوسرے کے ساتھ اور شروع کرتے ہوئے شکار کرنا اوزاروں کے استعمال کے ساتھ۔

تب وہ قائم رکھتے ہوئے اُس کو ساتھ مفروضہ بھیجہ کے نمو کے، زبان کے جو فروغ پاتی تھی اور یہ کہ صلاحیت بات کرنے کی بڑھاتی تھی معقول خیالات کو—زیادہ اہم جو تمیز کرتے تھے درمیان انسان اور دیگر حیوان میں۔

لیکن یہ دعویٰ کوئی سائنسی بنیاد نہیں رکھتے تھے۔ فاصل ریکارڈ فراہم نہیں کرتا تھا ایک واحد دریافت ایسی کے جو بناتی ہو شہادت اِن میں سے کسی کے لئے بھی۔ سائنسی تحقیقات، اور تجربات زبان اور شعور کے تعلق سے، خارج کردیتے تھے کسی بھی امکان کو کہ ایسے کوئی بالیدگیاں یا انکشافات ہوسکے ہوں گے کبھی ماضی میں۔

تمام جو کچھ کہ ڈارونسٹس نے پیش کیا تھا وہ محض دعوے تھے، جو رف طور سے وہی طریق سے جیسا کہ تمام ارتقاء پسند لوگوں کا ادب ہوتا ہے پیش کئے گئے تھے، ایک حرکی پس منظر کے اصطلاحوں میں، لیکن جن کا حوالہ بغیر کسی سائنسی شہادت کے دیا جاتا تھا۔ کیوں؟ کیونکہ ارتقاء کبھی واقع ہی نہیں ہوا تھا! ایک ارتقاء پسند ہونے کے باوجود، Henry Gee، جو ایک مشہور میاگزین، Nature، کا مدیر تھا پیش کرتا ہے ذیل کا تبصرہ، اِس ارتقاء پسند کے دعویٰ کے غیر منطقی فطرت کے تعلق سے:-............ اِنسان کا ارتقاء کہا جاتا ہے کہ چلایا گیا ہے سُدھاروں سے پوسچر میں، بھیجہ کے جسامت میں، اور ارتباط درمیان ہاتھ اور آنکھ میں جو رہنمائی کرتی ہے ٹکنالوجیکل نمایاں کاموں کی طرف جیسے آگ کی پیدائش، اوزار کا تیار کرنا، اور زبان کا استعمال۔ لیکن ایسے منظر نامے (Scenarios) ہوتے ہیں موضوعی۔ وہ کبھی بھی تجربہ کے ذریعہ Test نہیں کئے جاتے ہیں، اور وہ غیر سائنسی ہوتے ہیں وہ اُن

کے عام استعمال کے لئے قابل بھروسہ ہوتے ہیں نہ کہ سائنسی آزمائش پر پورے اُترتے ہیں، لیکن جو کہ وثوق کے ساتھ کہنے پر اور اُن کے پیشکش کے ارباب پر منحصر ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں غیر سائنسی ہونے کے، یہ دعویٰ منطقی لحاظ سے بے جوڑ اور متضاد ہوتا ہے۔ اِرتقاء پسند لوگ استدلال پیش کرتے ہیں کہ ذہانت—جو مفروضہ طور پر اِرتقاء کے ذریعہ اُبھرتی ہے—اوزار کے استعمال کو بڑھاتی ہے، اور یہ کہ ذہانت تب اور بڑھتی ہے شکر ہے اِن اوزار کے استعمال کا!

ارتقاء پسند لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے قابل ہونے تضاد کا سامنا کرنے جو پوشیدہ ہوتی ہے اس مرغی یا انڈہ کے پس منظر میں۔

یہاں صرف زور دینا ہوتا ہے تقسیم ہر دو (Dichotomy پر) جس میں کہ والس پھنسا ہوا تھا، جیسے ہی وہ اپنے نظریہ ارتقاء کو پیش کیا تھا تاہم، وہ ہنوز وہ اطلاق کرتا تھا نظریہ اِرتقاء کا آج بھی۔

فلیپ جھانسن، ڈارونیزم کے بہت ہی بااثر نقادوں میں سے ایک ہے، اِس موضوع پر لکھتا ہے: ایک نظریہ جو ایک دماغ کی پیداوار ہوتا ہے کبھی مناسب طور پر اُس دماغ کی وضاحت نہیں کرسکتا ہے جو اِس نظریہ کو پیش کیا تھا۔

بڑے سائنسی دماغ کی کہانی جو دریافت کرتی ہے مطلق سچائی کو وہ مطمئن کررہی ہوتی ہے محض اُس حد تک جس حد تک ہم تسلیم کرتے ہیں خود دماغ کو بطور ایک عطیہ کے۔ جب ہم ایک دفعہ دماغ کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہیں بطور ایک پیداوار کے خود کے اپنی دریافتوں کے، ہم آئینوں کے ایسے ایک ہال میں ہوتے ہیں جس کا کوئی Exit نہیں ہوتا ہے۔

رابرٹ جاسٹرو، چیرمن برائے جارج مارشل انسٹیٹیوٹ کے تبصرے کرتا ہے: انسانی آنکھ کے ارتقاء کا بطور ایک اتفاق کی پیداوار کا ہونا، تسلیم کرنا مشکل ہوتا ہے، یہ اور بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے تسلیم کرنا اِنسانی ذہانت کے ارتقاء کو بطور پیداوار کے جو علی الحساب بگاڑ کے، ہمارے جدِّ اعلیٰ کے بھیجہ کے خلیات میں واقع ہوتا ہے۔ ڈارونسٹس کو ماننا ہوگا کہ

اِنسانی شعور کے اِرتقاء کے تعلق سے اُن کے دعوے، پورے طور پر ترجمانی کی بنیاد پر ہوتے جو غیر موزوں اس قدر زیادہ کہ جیسا کہ وہ محسوس کرتے تھے ضرورت مسلسل سُدھار کے معاملہ کی سائنسی اصطلاحوں کے ساتھ۔ اِس لئے وہ تجویز کرتے تھے ایک تصور کی جس کا پکارتے تھے 'مظہر کا ظہور' کے، جو کہ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ ادا کیا تھا ایک کردار۔

ڈارونسٹس کے مطابق، ایک خالص اتفاق کا مظہر پیدا کرسکتا ہے کسی اور چیز کا غیر متوقع ظہور۔ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ پانی ایک کلاسیک سائنسی مثال کے ہوتا تھا۔ اُن کے اپنے لحاظ سے ہیڈروجن اور آکسیجن مثل پانی کے کوئی خصوصیات نہیں رکھتے ہیں، تاہم جب یہ کیمیائی اشیاء ایک مخصوص تناسب میں ترکیب کھا جاتے ہیں تو پانی کے سالمے اُبھرتے ہیں تو تب ایسے خواص کا اظہار ہوتا ہے جن کا قبل از قبل اندازہ نہیں ہوسکتا تھا، آیا کسی بھی گیس سے۔

ارتقاء پسند لوگ اِنسانی شعور موضوع پر اِس کیمیکل کے مشاہدہ کا اطلاق کرنے کے متلاشی ہوتے ہیں، اِس بات کا دعویٰ کرتے ہوئے کہ یعنی علی الحساب تبدیلی بھیجہ کی کمتری میں، انسانی شعور کی پیدائش میں جڑ کا کام کرتی ہے یہ بے دلیل مفروضہ (Hypothesis) — طور پر نہ قابل جانچ ہوتا ہے اور اُس کے لئے وہاں کوئی سائنس شہادت نہیں ہوتی ہے — ایک واضح نا اُمیدی کے مقام کی دلیل تھی جس میں وہ اپنے آپ کو پار ہے تھے۔

یہ غیر معمولی طور پر منطقی دعویٰ، بے شک، فنی طور پر ناممکن ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک پورے طور پر اچھی طرح سے واقف ہوتا ہے کہ اِنسانی شعور ایک مظہر (Phenomenon) نہیں ہوتا ہے جو طبعی قوانین سے جُڑا ہوتا ہے اُسی لحاظ سے جیسا کہ پانی ہوتا ہے۔ جس لحاظ سے تم خیال کرسکتے ہو ظہور (Appearance) کا، بُو کا، ذائقہ کا ایک Strawberry کا یا چہروں اور آوازوں کا تمہارے رشتہ داروں کے جیسا کہ اگر وہ موجود ہوتے تھے یا نہیں ہوتے تھے، بے شک، نتیجہ جواہر کا تمہارے بھیجہ میں جو پیدا کرتے ہیں ایسا کچھ جواب تک جا تا نہ جاسکا تھا۔

اِن تمام چیزوں کا ادراک واقع ہوتا ہے تمہارے ارادے سے، اور ایسا کچھ ہوتا

ہے جو کہ تم اُس لمحہ اُس کے بارے میں سوچ رہے ہوتے ہیں۔ طبعی جواہر اور سالموں کے لئے، اپنے طبعی فطرتوں کے ساتھ مل پانا مختلف طریقوں سے، اور پیدا کرنا 'شعور' کا الٰہیّاتی تصور ناممکن ہوتا ہے۔ جیسا کہ فلاسفر اور مصنف کرسچیں ڈی کوِنسے کا کہنا ہے، ''سائنس داں لوگ عجیب سے موقف میں آجاتے ہیں جب روزانہ اُن کا سامنا، نا قابل تردید حقیقت، خود کے اپنے شعور سے ہوتا ہے، لیکن اِس کے وضاحت کی کوئی صورت بھی نہیں رکھتے ہیں۔

اِرتقاء پسند سائنس داں، J. Hawkes اپنے ایک مضمون میں جو نیو یارک ٹائمس میگزین میں شائع ہوا تھا، کہتا ہے: میرے لئے یہ یقین کرپانا مشکل ہوتا ہے کہ غیر معمولی خوبصورتیاں پرندوں کی، مچھلی کی، پھولوں کی اور دوسرے جاندار اشکال کی جو پورے طور پر فطری انتخاب سے پیدا ہوئے تھے، مگر میں اِس بات کو نا قابل یقین پاتا ہوں کہ اِنسانی شعور ایسی کچھ ایک غیر یقینی پیداوار ہوتی ہے۔ کیسے ایک آدمی کا بھیجہ ہوسکتا ہے، ایک آلہ جو پیدا کرتا ہے تمام تہذیبی دولت کو، جو کہ Serve کیا تھا سقراط کو، شیکسپیر کو، اور انسٹائن کو، جو لائے گئے ہیں وجود میں ایک کشمکش برائے بقا سے......؟

یہ محض ایک ڈارونسٹ کا ایک خواب ہے، ایسا ایک خواب جس کو وہ شدت سے چاہتے ہیں کہ سچ ثابت ہو جائے۔ شعور قطعی طور پر، وضاحت نہیں کیا جاسکتا ہے، ارتقاء کے مضحکہ خیز نا قابل ثبوت دعووں کی اصطلاحوں میں۔ کیا ایک ہستی، جو لطف اندوز ہوسکتی ہے موسیقی کی تال سے، ایک غذا سے یا کسی اور سے، جو پاسکتی ہے اپنے آپ کو محروم ذائقہ سے۔

محبت کرنے سے اور محسوس کرنے لگاؤ دوسروں کے لئے، جو متلاشی ہوتی ہے خود کی اپنی پہچان کے لئے، جو معائنہ کرتا ہے مسائل کو حل کرتا ہے، اپنی کامیابیوں پر خوشی مناتی ہے، ترتیب دیتی ہے اور لکھتی ہے کتابیں، کیا ممکنہ طور پر وجود میں آسکتی ہے بے شعور اتفاقات کے نتیجہ میں؟ کیا علیٰ الحساب کیمیکل واقعہ سیکھا سکتا ہے ایک اِنسان کو مناسب طور پر Behave کرنا، بالحاظ ہونے دوسروں کی بھلائی کے لئے؟

کسی بھی علی الحساب مظہر کے نتیجہ میں کیا ایک آدمی رکھے گا صلاحیت سیکھنے کی کوئی چیز، یاد رکھنے کی کوئی چیز، دوسروں کو سکھانے کی اور قوموں پر حکومت کرنے کی، خوشی منانے

کی، رنجیدہ ہونے کی، جذباتی ہونے کی، حیرت میں آنے کی، پریشان ہونے کی، یا منصوبے بنانے کی۔

کیا بے شعور مظہر بنا سکتے ہیں اِنسانوں کو جو کہ قابل ہوتے ہیں لینے کے اچانک اور منطقی فیصلے، مشکلات کے لمحات میں؟

کیا لاشعور جواہر بھیجہ میں ممکنہ طور پر بدل سکتے ہیں ایک حیوان کو اِنسان میں جو بناتا ہے فلک بوس عمارتیں (Sky Scrapers)، بنا سکتا ہے طیادے، تیار کر سکتے ہیں کمپیوٹرس، سفر اختیار کر سکتا ہے فضائے بسیط میں دریافت کر کے اور حل کر کے ریاضی کے ضابطوں کو اور جو اپنے جیسے روباٹس (Robot) کے ڈارونسٹس میں تیار کرتا ہے؟

کیسے ایک جرثومہ بڑھ سکتا ہے اِنسانوں میں جو پیدا کرتے ہیں شاندار تہذیبات دُنیا بھر میں اور ایسے کچھ غیر معمولی ٹکنالوجیز بھی پیدا کرتے ہیں؟

ارتقائی نظریاتی ماہرین کو اِن تمام سوالوں، اور بہت سارے اور کے جواب دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُن کو وضاحت کرنا ہوگا کہ کیسے اتفاقات اور علی الحساب لاشعور اثرات شعور کو پیدا کر سکتے ہیں۔ اُن کو حساب دینا چاہیے کہ کیسے لاشعور واقعات ایک ایسے طرز عمل کا اظہار کر سکتے ہیں جو خود شعور سے برتر ہوتا ہے اور کئی ایک باشعور ہستیوں کے مقابلہ میں زیادہ جوش اور عمل کا اظہار کرتا ہے۔

اور اِرتقاء واقعتاً ہوا ہوتا، تو وہ پہلے ہی تائیدی سائنسی شہادت کے ساتھ آگے آئے ہوتے اور تب اِن تمام غیر قانونی اور ناجائز اقدامات کا تجزیہ کر لئے ہوتے۔ لیکن اِرتقاء پسند لوگ کیا قابل ہوئے ہیں لانے ایک سائنسی وضاحت اپنے اقدامات کی تائید میں؟ کیا وہ رکھتے ہیں ایک حل اِس غیر یقینی کیفیت کا کہ کیسے لاشعور واقعات پیدا کرتے ہیں یا لاتے ہیں شعور کو؟ کیا اِن سوالات میں سے کسی ایک کی بھی وضاحت کی گئی ہے اِن بے شمار اِرتقاء پسند کتابوں میں سے کسی میں بھی جو آج تک لکھی گئی ہیں، اور بے شمار ارتقاء پسند مضامین میں اور کانفرنس میں؟ جواب نہیں! ہوتا ہے۔

تمام ارتقاء پسند جو کچھ کہ کر سکتے ہیں وہ ہوتا ہے اُن کے مختلف دعوؤں کی فہرستیں

تیار کرنا، اُنہیں موزوں الفاظ سے سجانا، کوئی بھی شہادت پیش کرنے سے احتراز کرنا، اور لمبے مگر کھوکھلے الفاظ کا استعمال کرنا اور کئی دوسروں کو، جتنے ہو سکے، گمراہ کرنا اِس خیال کے ساتھ کہ آدمی لازمی طور پر ایک حیوان ہوتا ہے۔ اِس طریق سے کہ اُن کو کسی سائنسی شہادت پیش کرنے کی کوئی ضرورت ہی پیدا نہ ہو سکے، اس طرح وہ پیدا ہونے والے منطقی ابتری (Confusion) کو حل کرنے کے قابل ہونے نہیں پاتے۔ شعور اُن تمام ثبوتوں میں سے ایک ہوتا ہے جو نظریہ ارتقاء کو تباہ کرتے ہیں، ایک قطعی طور پر ناقابل تردید حقیقت ہوتا ہے یہ شعور جو ڈارونسٹس کو ایک بالکلیہ مایوسی کی حالت میں رکھ چھوڑتا ہے۔ جھوٹ کا پٹارہ جو ڈارونسٹس مادہ کے بارے میں بنائے رکھتے ہیں، شعور جیسے موضوع پر اِس کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ نظریہ پورے طور پر مادہ کی بنیاد پر بڑھتا ہے، اِس کی ناقابل فہم شہادت کا سامنا کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے۔

یہ جھوٹ جو پیش کیا گیا تھا تا کہ اللہ کے وجود سے انکار کیا جا سکے۔

اب شعور سے تباہ ہو چکا ہے، یہ شعور، اللہ کے اعلیٰ ترین کاموں میں سے ایک ہے۔ ایک آیت اللہ کہتا ہے ہم سے کہ: ''اور اُن لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کہیں، اور اُن کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی اُن کی تدبیریں ایسی تھی کہ اُن سے پہاڑ بھی ٹل جاویں مگر وہ سب گاؤ خورد ہو گئیں۔'' (سورہ ابراہیم، 46)

☆ کیا ڈارونسٹس واقف ہیں کہ وہ ارواح رکھتے ہیں؟

ماڈرن سائنس نے تصدیق کی ہے کہ اِنسانی ذہانت بھیجہ کے خلیات کے آپسی ایکسچینج سے پیدا نہیں ہوتی ہے، جیسا کہ مادہ پرست لوگ عرصہ سے اِس خیال پر قائم تھے۔ اِس بات کو دوسرے لحاظ سے یوں پیش کرنا ہوتا ہے، وہاں ہوتی ہے ایک موجودگی ہر اِنسانی جسم میں جو جسم کے افعال کی پیداوار نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی اُس کی جسمانی فطرت ہوتی ہے۔ نظریہ ارتقاء — مادہ پرست فلاسفی کی پیداوار جو مطلق مادہ کے وجود سے ہٹ کر کوئی اور وجہ کو تسلیم نہیں کرتی ہے — بالکلیہ طور پر ایک خسارہ میں ہوتی ہے جب ایک اِنسانی روح کا سامنا کرتی ہے، جو کوئی بھی مادی وجود نہیں رکھتی ہے۔

تم کو یاد دِلانے، نہ تو ایک واحد اِرتقاء پسند دعویٰ زندگی کے اشکال کی بڑھوتری کے تعلق سے شائد ہی کبھی ثابت ہوا ہے، اور نہ رکھا ہے کوئی شہادت جو شائد ہی کبھی پیش کی گئی ہو اِن میں سے کسی کے لئے بھی۔ نظریہ اِرتقاء محض طبعی تاریخ کے بارے میں قیاسات پر تکیہ کرتا استعمال کرتا ہے جھوٹی شہادت کو اور نظر انداز کرتا ہے سائنسی اور اثار متحجرہ کے حقائق کو جو اِس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ اصناف کبھی نہیں اُبھرتے ہیں۔ وہ کوشش کرتا ہے لوگوں کو گمراہ کرنے کی، فاصل نمونوں کی تصاویر کھینچنے کی بطور درمیانی اشکال کے — پروپگنڈہ جس کا ناکارہ پن اُس وقت سے ہی تسلیم کیا گیا ہے — اور حتکہ جو جھانسوں کے نظر ہوتے گئے تھے آخر میں۔ (تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے The Transitional Form Dilemma، مصنف ہارون یحیٰی)

اِرتقاء پسند لوگ رکھتے ہیں بے شمار پس منظر مناظر (Scenarios) اور جانداروں کے مفروضہ ارتقاء سے متعلق طویل کہانیاں۔ تاہم اِن میں سے ایک بھی سائنسی ثبوت اپنے میں نہیں رکھتے ہیں، حتکہ جبکہ سائنس اور ٹکنالوجی نے صاف طور سے اِس اِرتقاء کے ناممکن ہونے کا برسرعام اعلان کیا ہے۔

نظریہ اِرتقاء کا سامنا کرنے والے اِن ناقابل حل گو مگو کی صورتوں یعنی Dialemmas میں سے ایک جو شعور کے موضوع کو خاص الخاص بناتا ہے، وہ ہوتا ہے ایک ایسا گو مگو کی رُکاوٹ کہ ارتقاء پسند لوگ نا کام رہے ہیں پیدا کرنے میں کوئی بھی Scenareos اِس موضوع پر، جو کسی بھی طبعی شہادت کی اصطلاحوں میں بہت کم ہی قابل وضاحت ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ تقطیع (Scanning) کی دریافتوں نے، جو جدید ٹکنالوجی کی پیداوار ہوتے ہیں، مادہ پرستوں کے توقعات کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے جو بھیجہ کے کسی بھی حصہ یا طریقۂ عمل سے متعلق ہوتے ہیں اور جو ذہانت کو اُبھارتے ہیں، کوئی بھی انسانی ذہانت سے متعلق وضاحت، مادہ پرستوں کی طرف سے آج تک پیش نہیں کی جا سکی ہے۔

کیوں مادہ پرست کے طبعی رُجحان ایسی جستجو میں مصروف رہتے ہیں، اِس کی واحد وجہ شعور کے تصور کو سمجھنے میں ناکامی ہوتی ہے اور یہ سمجھنے میں بھی ناکام رہتے ہیں کہ وہ بھی ایک روح

رکھتے ہیں۔ اور اس حقیقت کی واقفیت میں کام نہیں کر پاتے ہیں — سب کے پیچھے اصل وجہ اُن کے لئے ڈاروینیزم کی تائید ہوتی ہے۔ اگر وہ اُن کے اپنے شعور کی غیر معمولی فطرت سے واقف ہوتے جو ایک پورے طور پر ایک مابعدالطبیّاتی یعنی الٰہیاتی حقیقت ہوتی ہے — تو وہ جان پاتے کہ وہ رکھتے ہیں ایک روح اور اُن کے لئے ڈارونسٹس ہونا ایک ناممکن بات ہو جاتی ہے۔

ڈارونسٹس خیال کرتے ہیں کہ انسانی آنکھ کی ناقابل تخفیف پیچیدگی اتفاقات سے اُبھری ہے، اور یہ کہ سارے اِنسان لوگ بھی حاصل کئے ہیں اپنی بصارت اتفاق سے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ انسان لوگ دیکھتے ہیں رنگوں کو، قابل ہوتے ہیں سمجھنے کے اپنے اطراف کے ماحول کو، اور ترجمانی کرتے ہیں اُن کی بطور آخری پیداوار کے جو حاصل ہوتے ہیں بھیجہ کے خلیات کے درمیان باہمہ گر تعاملات کے نتیجہ میں۔

اُن کا دعویٰ ہے کہ آنکھ کے خلیات باہر کی روشنی کو گرفت میں لیتے ہیں اور ہمارے لئے بھیجہ کا وجود ایک چمکدار رنگین دُنیا کو، ہمکو سمجھانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

تاہم وہ ناکام ہوتے ہیں سمجھنے کہ اس عضو کو کھُلا اور بند ہونا ہوتا ہے، شناخت کرنے اور سمجھنے خیالات (Images) کو لینا ہوتا ہے دانستہ فیصلے کہاں دیکھ پانا ہے اور، المختصر، روح کے ہدایات کے مطابقت میں اپنے طرز عمل کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔

کوئی بھی ڈارونسٹس تسلیم کرنے نہیں پاتے ہیں، سمجھنے کہ اُن میں شعور نام کی ایک چیز ہوتی ہے۔ یہ اُن کے لئے ناممکن ہوتا ہے اِس کو محسوس کرنا اور وہ چاہتے ہیں کہ ہنوز رہیں فقط ایک ڈارونسٹ ہی۔ یہ اُن کے لئے ناممکن ہوتا ہے اِس دعویٰ کو نظر انداز کرنا کہ یہ شعور بھیجہ میں پورے طور پر مشتمل ہوتا ہے خلیات کے ایک مجموعہ پر جو اس لول تک پہنچتے ہیں، ایک جرثومہ کے بڑھنے سے اور یہ کہ ہر چیز جو کوئی رکھتا ہے اور سمجھتا ہے، لاشعور اتفاقات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لیکن اُن کے لئے یہ ناممکن ہوتا ہے اِس بات پر قائم رہنا زیادہ عرصہ تک ایک نارمل ضمیر اور شعور کے ساتھ۔ ڈارونسٹس اِس بات سے ناواقفیت رہنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے میں ایک ہستی (Entity) رکھتے ہیں جو دیکھتی ہے، غور کرتی ہے، وجہ تلاش کرتی ہے، وجہ تلاش

کرتی ہے، ترجمانی کرتی، محبت کرتی، خوشی مناتی ہے اور رنجیدہ ہوتی ہے۔

جس لمحہ وہ اِس سے واقف ہوجاتے ہیں، وہ فوری طور پر خدائی طاقتوں کو مادہ سے منسوب کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

ہماری صلاحیت پہچاننے کی کسی کو آئے دیکھ کر اور اُن کو دیکھ کر خوش ہونے کی اب مزید زیرِ غور معاملہ نہ رہا، سائنس کے شریک کار ہونے کے بعد۔ وہ ہوتے ہیں ایسے حقائق جو جاتے ہیں طبعیات سے آگے اور جن کو کسی طبعی یا مادی ساخت کی اصطلاحوں میں وضاحت نہیں کی جاسکتی ہے۔ کسی کے لئے بھی، جو اُن میں شعور کے ہونے سے واقف ہوتا ہے، یہ دعویٰ کرنا ناممکن ہوجاتا ہے کہ مادہ شروع تمام سے آخر تمام تک مطلق حقیقت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ ڈارونسٹس نے اختراع کرلیا ہے پورے طور پر ایک علیحدہ تصوراتی ساخت، اور ادراک کا ایک طریق۔

اِس میں شک نہیں ہے کہ یہ اللہ ہے جو زیادہ بہتر اِس کی سچائی کو جانتا ہے اللہ ہم کو قرآن میں فرماتا ہے کہ حتکہ اگر وہ معجزات بھی۔ مشاہدہ کرتے ہیں، تو ایسے لوگ ہنوز یقین کرنے میں ناکام ہوتے ہیں حدیث پیش ہے:-

''اور اگر ہم اُتاریں اُن پر فرشتے، اور باتیں کریں اُن سے مُردے اور زندہ کردیں ہم ہر چیز کو اُن کے سامنے تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں، مگر یہ کہ جو چاہے اللہ، لیکن اِن میں اکثر جاہل ہیں۔'' (سورہ انعام، 111)

اُن کے لئے جو نارمل ڈھنگ سے سوچتے ہیں، یہ بہت ہی ایک سادہ معاملہ ہوتا ہے تسلیم کرنا 'میں'، (I) کو جو محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے شعور کو جو اُن میں ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ وہ رکھتے ہیں ایک شعور جو بھیجہ کے باہر ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ڈارونسٹس ایک بالکلیہ طور پر سوچنے کا مختلف انداز رکھتے ہیں، وہ روح کے وجود کو مادہ سے آگے دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں یا شعور، جو اُن کی ملکیت ہوتا ہے، کو محسوس کرنے نہیں پاتے ہیں۔ یہ بہت آسان ہوتا ہے مشاہدہ کرنا اِس بات کو ہر ڈارونسٹ میں۔ ایک خاص غور و فکر کا نظام جو عمل پیرا ہوتا ہے ایک مختلف انداز میں اس طرح کہ وہ بناتا ہے ڈارونسٹس کو رد کرنے کوئی بھی توجیہات کو

جو مادہ سے ہٹ کر ہوتے ہیں۔ بہرکیف، کوئی بھی ایک نارمل، صحت مند اگاہیت کے ساتھ آسانی سے دیکھ سکتا ہے کہ دُنیا ایک حواس کا ایک مجموعہ ہوتا ہے، اور یہ کہ ''میں'' جو سمجھتا ہے اِس بات کو ہوتا ہے مختلف بیرونی روشنی سے، بھیجہ سے، کان سے، آنکھ سے اور الکٹریکل سگنلس سے۔ بیرونی روشنی ایک مخصوص طولِ موج کی وجہ ہوسکتی ہے سُرخ رنگ کی جس کو ہم دیکھتے ہیں، تاہم وہاں بھی ہونا ہوتا ہے ایک وضاحت ''میں کی جو جانتا ہے کہ وہ سرخ ہے اور طے کرتا ہے کہ وہ ایسا کچھ ہوتا ہے۔ ایک سمجھدار شخص فوری طور پر ایک نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ تمام ایسے حواس روح کی ملکیت ہوتے ہیں، کیونکہ ایسا ایک شخص واقف ہوتا ہے اُس شعور سے جو وہ رکھتا ہے، اِس واقفیت کا حوالہ وہ بطور 'مجھ' سے یا 'میرے' سے یا 'میں' سے دیتا ہے۔ ایسا ایک شخص آسانی کے ساتھ دیکھ سکتا ہے تمام مادہ پرست کے غیر منطقیت اور ناکارہ پن کے توجیہات کو، اور فوری طور پر جان پاتا ہے اُس غلطی کو جس پر کہ ڈارونیزم ٹکا ہوتا ہے۔

ڈارونسٹ پروپگنڈہ سے دھوکہ میں آنے پر ایک شخص کو ان دعوؤں میں سے کسی کو بھی سنجیدگی کے ساتھ نہیں اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ جو ایسے دعویٰ کرتے ہیں، ایک دوسرا تصور رکھتے ہیں۔ ڈارونسٹس کا ایک یقینی ثبوت اِس بات کا اِن کا وہ طریقہ عمل ہوتا ہے جو کہ مسلسل وہ ہی مادہ پرستانہ پروپگنڈہ بغیر مداخلت کے جاری رکھتے ہیں جو سائنسی طور پر رد کردیا گیا تھا۔ اِن کا فلسفہ، اگرچہ کہ 20ویں صدی کے اوائل سے ہی بطور غیر سائنسی ہونے کے جانا جاتا ہے — کیونکہ 'کوانٹم فزکس' مادہ کی صحیح ماہیت کی دریافت کی ہے۔ اِس لئے مادہ، جس کی بنیاد پر مادہ پرستوں کے نظریات اور فلسفے قائم رہا کرتے تھے، اب غائب ہوگیا ہے، تاہم پھر بھی اِس دریافت نے ہنوز کوئی نیا احساس ڈارونسٹس کی سوچ میں اور مادہ پرست حلقوں کے طرزِ فکر و عمل میں نہیں لایا ہے۔

اللہ کے وجود سے انکار کے بدلہ میں، اللہ کی طرف سے اُن کے لئے یہ سزا ہوسکتی ہے، اللہ ہوسکتا ہے کہ روک لیا ہو اُن کے صفات کو، ہونے کے ہستیاں جو رکھتے ہیں اپنے میں ایک روح جب تک کہ وہ خود کے اپنے وجود کے دائمی ارواح ہونے سے انکار کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ بے شک اللہ سب سے زیادہ علیم و بصیر ہے۔

ایک آیت میں اللہ ہم سے یوں مخاطب ہوتا ہے:-

اُن لوگوں کی طرح نہ رہو جو اللہ کو بھول گئے ہیں، جیسا کہ انہوں نے خود کو بھلا دیا ہے۔ ایسے لوگ گنا ہگار اور دوزخی ہوتے ہیں۔ (سورہ الحشر، 19)

اِس وجہ سے، کسی کے لئے بھی جو سمجھ لیتا ہے مادہ کی صحیح ماہیت کو اور جان لیتا ہے 'میں' (Self) کی سچی حقیقت کو، اُس کے لئے ڈارونسٹس کے گھڑی ہوئی کہانیوں کے دھوکہ میں آتا یا تسلیم کرنا کہ کسی بھی کھوکھلے مادہ پرستانہ دعوؤں کو کہ وہ درست ہو سکتے ہیں، ایک فاش غلطی ہوتی ہے۔ ہر کوئی جو دیکھتا ہے روح کی موجودگی کو ثبوت کے ساتھ، وہ جانتا ہے قادر مطلق اللہ کے وجود کو جو ہوتا ہے تمام اشیاء کا طاقتور خالق کے، تو ایسی ہستی عقل و خرد کی اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ اِس قدر بلند ہو جاتی ہے کہ ڈارونسٹس کے دھوکوں کی پہنچ سے بالاتر ہوتی ہے۔ اِن خصوصیات کی بدولت، ایسا ایک شخص اللہ کی زبردست طاقت کو سراہتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ ایک دائمی روح اپنے میں رکھتا ہے جو کسی چیز کے بغیر اللہ کے حکم سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو جاتا ہے صاف بے مثل طبعی دُنیا کو روح کی بدولت سمجھتا ہے— جو اللہ کی کاریگری ہوتی ہے جس نے اِس کی تخلیق کی ہے جو بطور ایک شدید حیرت انگیز فریب نظر کے ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دُنیا اُس کے دائمی روح کا اصل گھر نہیں ہوتا ہے اور یہ کہ اُس کو کوشش کرنا ہوگا حاصل کرنے وہ اصل گھر کا جس کا کہ اللہ نے نیک بندوں کے لئے وعدہ کیا ہے۔

روح کا صحیح ٹھکانہ بعد کی زندگی ہوتی ہے، جو تمام ارواح کے لئے تخلیق کی گئی ہے، تمام انسانوں کے لئے جو کبھی پہلے رہے ہیں۔ انسان لوگ کا سامنا ہوتا ہے وہاں پر بے شمار انعامات سے یا آلام و مصائب سے بعد کی زندگی میں۔ یہ دُنیا کی زندگی، جو کہ پورے طور پر خیالات (Images) پر مشتمل ہوتی ہے، ایک آزمائش کی جگہ ہوتی ہے اُس دائمی زندگی کے لئے۔ آیا ایک شخص رہتا ہے درمیان دائمی انعامات کے، یا آیا وہ آلام و مصاب کا سامنا کرے گا بعد کی زندگی میں، اِس کا فیصلہ ہوگا اخلاقی اقدار سے اور طور طریق سے جس کا کہ وہ مظاہرہ کرتا ہے اور کام وہ انجام دیتا ہے اِس دُنیا میں۔ نیکی اور اچھے کام ممکن

ہوتے ہیں مخلصانہ اعتقاد سے اللہ میں اور قرآن سے وابستگی سے۔

حدیث پیش ہے: ''اُسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے تم سب کو، وعدہ ہے اللہ کا سچا، وہی پیدا کرتا ہے اول بار پھر دوبارہ پیدا کرے گا اُس کو تا کہ بدلہ دے اِن کا جو ایمان لائے تھے اور کئے تھے نیک کام، انصاف کے ساتھ، اور جو کافر ہوئے تھے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب ہے اُن پر دردناک اِس لئے کہ وہ کفر کرتے تھے۔'' (سورہ یونس، 4)

☆ وقت کا تصور اور تقدیر کی حقیقت

ہمارے زندگی کے دور حیات محض ہوتے ہیں ایک تصور، ایک ادراک

اُس وقت کے لئے جو ہم گذارتے ہیں اِس دُنیا میں، ہم تقابل کرتے ہیں، خیال کرتے ہوئے بارے میں کہ کیا کچھ ہم نے کل کیا تھا اور اُس کے مطابقت میں آنے والے کل کے لئے منصوبے بناتے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ 10 سال پہلے کیا واقع ہوا تھا، یقین کرتے ہیں کہ وہ وقت گذر چکا ہے اور ہم زیادہ عمر کے ہو چکے ہیں۔ جو کچھ کہ پیدا کرتا ہے اِس یقین کو وہ محض ہوتا ہے تقابل جو ہم کرتے ہیں درمیان اُن پہلے کے لمحات اور موجودہ لمحات میں۔ اگر تم واچ کرتے ہوتے تھے TV قبل اِس کتاب کے کھولنے کے، تم تقابل کرتے ہو وقت کا جب کہ تم واچ کرتے تھے TV اُس وقت کے ساتھ جب تم پڑھ رہے ہوتے ہیں ایک کتاب اور خیال کرتے ہیں کہ وقت ان دو واقعات کے درمیان گذر گیا ہے۔ تم حوالہ دیتے ہوا اُس وقت کا جب تم واچ کر رہے ہوتے تھے TV کو، بطور 'ماضی' کے، خیال کرتے ہوئے کہ وہاں رہا ہے۔ ایک وقت کا گذرنا درمیان دونوں واقعات کے۔ حقیقت میں، وقت جب کہ تم واچ کر رہے تھے TV، ہوتا ہے معلومات کا ذخیرہ کرنا تمہارے حافظہ میں محفوظ کر لئے گئے ہیں، اور اِس وقفہ کو بطور 'وقت' کے سمجھتے ہیں۔ حقیقت، بہرحال، یہ ہے کہ وہاں ہوتا ہے صرف موجودہ لمحہ جس میں تم رہ رہے ہوتے ہو۔ جب تم کوئی تقابل نہیں کرتے ہو تو گویا بار بار یاد آنے کا عمل تمہارے حافظہ میں نہیں ہو پاتا، تب وقت کا تصور باقی نہیں رہتا ہے مشہور طبعیاتی ماہر، جھان بار بور وقت کی تعاریف کو اس طرح

پیش کرتا ہے: وقت کچھ اور نہیں مگر واقعات کے مقامات کے بدلنے کا ایک معیار یا پیمانہ ہوتا ہے۔ ایک رقاص (Pendulum) جھولتا ہے تو کانٹے گھڑی پر آگے بڑھتے ہیں۔

وقت، اس لئے، مشتمل ہوتا ہے ایک تقابل پر درمیان مختلف خیالات کے جو بنتے ہیں بھیجہ میں۔ ایک مطالعہ ایسے لوگوں کا جو مرض نسیاں میں مبتلا ہوتے ہیں، اِس بات کو زیادہ آسان بناتا ہے دیکھنے کہ وقت کچھ اور نہیں سوائے انسان کے ایک خیال کے۔ ایسے لوگ جو اُن کے تمام مختصر معادی حافظہ کو کھو دیتے ہیں، وہ فوری پہلے کیا ہوا تھا یاد کرنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں اور اِس لئے ناواقف ہوتے ہیں آیا وہاں رہا ہے کوئی وقفہ دو واقعات کے درمیان۔ یہ ایک اور ثبوت ہے کہ وقت بطور ایک خیال کے وجود رکھتا ہے۔ چونکہ واقعات جو وقوع پذیر ہوتے ہیں ہماری روزمرہ کی زندگیوں میں ہم کو دکھائے جاتے ہیں ایک مخصوص ترتیب (Sequence) میں، ہم وقت کی ماضی، حال اور مستقبل میں تقسیم در تقسیم کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں، ایک سلسلہ کا خیال ماضی سے ایک مستقبل تک محض مشروط ہوتا ہے۔ اگر ہم واچ کرتے ہیں معلومات کو ہماری یادداشتوں میں اُسی لحاظ سے جس لحاظ سے کہ ہم واچ کرتے ہیں ایک فلم کو جو پیچھے کی طرف چلائی جاتی ہے، تب ہمارے لئے ماضی، مستقبل ہو جاتا ہے، اور مستقبل ماضی ہو جاتا ہے۔ یہ صورت حال بتلاتی ہے کہ وقت مطلق نہیں ہوتا ہے، بلکہ ہمارے تصور کے ساتھ ایک قطار میں بنتا ہے۔

مشہور طبعیاتی ماہر رُوگر پنروز اِس موضوع پر ذیل میں اپنا تبصرہ پیش کرتا ہے:

میں سوچتا ہوں کہ وہاں پر ہمیشہ ہوتا ہے بظاہر کچھ اختلاف بارے میں جس طریق سے ہم دکھائی دیتے ہیں سمجھنے میں گذرتے وقت کو اور جس طریق سے طبعیات وقت کو بتلاتی ہے۔ اور جُزوی طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہاں ایک وقت سے متعلق واضح ترتیب ہوتی ہے واقعات کی ہمارے خیالات میں، یا کسی طرح ہم رکھتے ہیں اشیاء (واقعات) کی کثیر مقداروں کو باہم اور اشیاء کی تصاویر بناتے ہیں......

ترتیب (سلسلہ)، ہم بناتے ہیں ہمارے دماغوں میں اُن واقعات کے درمیان جن کو ہم یاد کرتے ہیں، پیدا کرتا ہے جس کو کہ ہم حوالہ دیتے ہیں بطور ماضی، حال اور مستقبل

کے۔ یہ، بہرکیف، ہوتا ہے ایک فیصلہ ہم لیتے ہیں ہماری اپنی مرضی سے۔ فرانکائس جیکلب، فرانسیسی حیاتیاتی ماہر نوبل انعام یافتہ، اِس تقابل کو پیش کرتا ہے: فلمیں جو پیچھے چلائے جاتے ہیں، ہمارے لئے یہ ممکن بناتے ہیں تصور میں لانے ایک دنیا کو جس میں وقت پیچھے بہتا ہے۔ ایک ایسی دنیا جس میں دودھ خود کو الگ کر دیتا ہے کافی سے اور پیالی کے باہر کود پڑتا ہے پہنچنے دودھ داں میں، ایک دنیا جس میں روشنی کی شعاعیں خارج ہوتی ہیں دیواروں سے جمع ہونے ایک پھندے (ثقل کے مرکز) میں بجائے اس کے پھوٹ نکلے ایک روشنی کے سرچشمہ سے کہیں اور، ایک دُنیا جس میں ایک پتھر پھسلتا ہے ایک آدمی کی ہتیلی سے ساتھ میں حیرت انگیز، تعاون عمل کے بے شمار پانی کے قطروں کے بناتے ہوئے ممکن پتھر کے لئے باہر نکل آنے پانی کے باہر۔ تاہم۔ ایسی ایک دُنیا میں جس میں وقت رکھتا ہے ایسا کچھ تضادی خصوصیات، ہمارے بھیجہ کے طریقہ ہائے عمل اور ہمارے حافظہ کا طریق معلومات کو ترتیب دیتا ہے، اسی طرح سے پیچھے کی جانب کام کر رہے ہوتے ہیں یہ سب جاری رہتا ہے بتلانے کہ ماضی اور مستقبل کے تصورات اِس بات سے متعلق ہوتے ہیں کہ کیسے ہم سمجھتے ہیں ہماری یادداشتوں کو۔ سچائی یہ ہے کہ ہم جاننے کا کوئی وسیلہ نہیں رکھتے ہیں کہ کیسے وقت گذرتا ہے نہیں گذرتا ہے۔ اسی طرح سے ہم کبھی بالراست خیالات کا احساس (تجربہ) نہیں رکھتے، جن کو ہم دیکھتے ہیں، اِس لئے ہم کبھی یقین کے ساتھ جان نہیں سکتے کہ آیا ہم وقت کا سامنا کرتے ہیں، اور اثر ہم ایسا کرتے ہیں، کیسے وہ کام کرتا ہے، کیونکہ وقت محض ایک خیال کا طریق ہوتا ہے۔

اِس حقیقت کا کہ وقت ایک خیال ہوتا ہے، کی تصدیق کلیہ نظریہ اضافیت سے ہوتی تھی جس کو ڈاکٹر رابرٹ اِنسٹائن نے پیش کیا تھا۔

اپنی کتاب ''کائنات اور ڈاکٹر انسائن'' میں، لنکن بارنٹ لکھتا ہے:

مکان (Space) کی حتمی حقیقت کے ساتھ، اِنسٹائن نے وقت کی حتمی حقیقت کے تصور کو بھی رد کر دیا تھا— ایک باقاعدگی کے ساتھ نہ بدلنے والا سخت گیر کائناتی وقت بہتا ہے، بہتے ہوئے لامتناہی ماضی سے لامتناہی مستقبل کی طرف۔ زیادہ تر دُھندلاہٹ جو

گھیرے رہتی ہے نظریہ اضافیت کو، وہ پیدا ہوتی ہے اِنسان کی ہچکچاہٹ سے پہچاننے میں یہ کہ وقت کی ایک سمجھ کو مثل رنگ کی ایک سمجھ کے، ہوتی ہے خیال کی ایک شکل کے۔

ٹھیک جیسے مکان (Space) ہوتا ہے محض مادی اشیاء کی ممکنہ ترتیب، اسی طرح وقت محض واقعات (Events) کی ممکنہ ترتیب، وقت کی داخلیت (Sujectivity) کی انسٹائن کے الفاظ میں، بہترین طور پر وضاحت ہوتی ہے، ''ایک فرد کے احساسات (تجربات) سے جو واقعات انوکھے واقعات جن کو ہم یاد رکھتے ہیں جو 'پہلے' اور 'بعد' کے معیارات کے مطابق مرکب ہوتے ہیں، ظاہر ہوتے ہیں۔

وہاں موجود ہوتا ہے، اِس لئے، فرد کے لئے، ایک اولین وقت، یا داخلی وقت۔ یہ بذات خود نا قابل پیمائش ہوتا ہے۔

بارنٹ کے الفاظ میں، انسٹائن بتلاتا ہے کہ ''مکان اور زمان (Space and Time) وجدان (Sudden Insight) کے اشکال ہیں، جو شعور سے بالکلیہ طور پر مختلف نہیں ہوسکتے ہیں مقابلہ میں ہمارے کلیہ نظریہ اضافیت کے مطابق، وقت واقعات کی ترتیب، جس سے ہم اُس کی پیمائش کرتے ہیں، سے ہٹ کر کوئی آزادانہ وجود نہیں رکھتا ہے۔ چونکہ وقت ایک خیال ہے، یہ ایک اضافی تصور بھی ہوتا ہے جو سمجھنے والے پر منحصر ہوتا ہے۔ جس رفتار سے وقت گزرتا ہے وہ اُس حوالہ کے لحاظ سے بدلتا ہے جو ہم وقت کی پیمائش میں استعمال کرتے ہیں۔ وہاں کوئی قدرتی گھڑی نہیں ہوتی ہے انسانی جسم میں جو بالکلیہ صحت کے ساتھ گذرتے وقت کی تصدیق کرسکے۔

جیسا کہ لنکن بارفٹ کہتا ہے ٹھیک جیسے وہاں پر کوئی اور ایسی چیز بطور رنگ کے نہیں ہوتی بغیر ایک آنکھ کے جو اُسے شناخت کرسکے، اِس لئے ایک لمحہ یا ایک گھنٹہ یا ایک دن کچھ نہیں ہوتا ہے بغیر ایک واقعہ کے جو اُسے شناخت کرسکے۔

جب ہم کو ایک بند کمرہ میں چھوڑا جاتا ہے جہاں وقت کو نہیں جان سکتے ہیں اور طلوع ہوتے اور غروب ہوتے ہوئے سورج کو نہیں دیکھ سکتے ہیں، ہم کبھی اندازہ نہیں لگاسکتے ہیں کہ کیسے وقت تیزی سے گذرتا ہے اور نہ کس عرصہ تک ہم وہاں رہتے ہیں۔ جو کچھ

کہ ہم سوچ سکتے ہیں ایک مخصوص وقت کی مقدار کے جو گذر گیا ہے، زیادہ کچھ نہیں مقابلہ میں طلوع ہوتے ہوئے اور غروب ہوتے ہوئے سورج کے اور ہماری کلائیوں پر موجود گھڑیوں کے حرکات سے پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ جب یہ سب ہٹا دئے جاتے ہیں، کوئی بھی بات ہم کہتے ہیں بارے میں وقت کے جو ہم خیال کرتے ہیں کہ گذر گیا ہے ہونا چاہیے قیاس اور داخلی (غیر حقیقی) خیال — جو صرف ہم سے متعلق ہوگا۔ مثال کے طور پر، وقت گذرتا ہے تیزی سے کسی کے لئے جو دے رہا ہے ایک امتحان ایک محدود وقت کے عرصہ میں۔ تاہم وہی وقت کی مقدار دکھائی دیتی ہے بہت ہی طویل اُس امتحان دینے والے شخص کے دوست کے لئے جو باہر کھڑا انتظار کررہا ہوتا ہے۔

اگر وقت ہوتا تھا ایک مطلق حقیقت، تب وہ نہیں ہوتا تھا ایک بولتا ہوا تصور، طے کردہ ہوتا ہے ہمارے احساسات کا۔

اِنسٹائن کے کلیہ نظریہ اضافیت کے مطابق، وقت کی رفتار بدلتی ہے ایک جسم کی شرح رفتار کے اور اُس کے مرکز ثقل کے فاصلہ کے۔ جیسے رفتار کی شرح بڑھتی ہے، وقت سکڑتا ہے اور سکیڑ جاتا ہے ایک ایسے لحاظ سے جیسے کہ دوڑنا ہوتا ہے کم سے کمتر اور نتیجہ میں پورے طور پر پہنچتے ختم ہونے کے ایک نقطہ پر۔

استعمال کرنا ایک مثال کا جو پیش کیا گیا ہے انسٹائن سے، ایک جڑواں جوڑے میں سے ایک رہتا ہے زمین پر جبکہ دوسرا جاتا ہے باہر فضائے بسیط میں ایک رفتار پر قریب روشنی کی رفتار کے۔ جب سفر کرنے والا جوڑا آتا ہے زمین پر، وہ پاتا ہے خود کو کافی کم عمر مقابلہ میں اپنے بھائی کے۔ وجہ یہ ہے کہ وقت بہتا ہے بہت آہستہ اُس بھائی کے لئے جو ایک بلند شرح رفتار سے سفر کرتا ہے۔

پھر وہی مثال غور کی جاسکتی ہے ایک باپ کے تعلق سے جو سفر کررہا ہوتا ہے ایک راکٹ میں، جو سفر کررہا ہوتا ہے تقریباً 99% روشنی کی رفتار سے اور اُس کا بیٹا زمین پر ٹھہرا ہوتا ہے۔ اِنسٹائن کی رُو سے، اگر وہ باپ 27 سال کا تھا جب کہ وہ روانہ ہوا تھا اور اُس کا بیٹا 3 سال کا تھا۔ جب باپ واپس زمین پر 30 سال بعد آتا ہے، تو بیٹا 33 سال عمر کا ہوتا ہے،

لیکن اُس کا یہ باپ صرف 30 سال کا ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وقت نہ صرف سُست ہونے پر یا گھڑیوں کے اسراع پر، بلکہ سارے مادی نظام پر سیدھے ذیلی جوہری ذرات کے Level تک بھی اضافی اثرات رکھتا ہے۔ ایک ایسے ماحول میں جس میں وقت گھٹتا جاتا ہے، طریقہ ہائے عمل جیسے دل کی دھڑکن، خلیہ کی تقسیم اور بھیجہ کی کاروائیاں زیادہ سست ہونے لگتی ہیں۔ ایک شخص اِس طرح قابل ہوتا ہے اپنی روزمرہ کی زندگی کو گزارنے کا سلسلہ جاری رکھے بغیر جانے کے وقت کی سُست رفتاری کو۔

طبعیاتی ذراتی ماہر ڈاکٹر جم الخلیلی ایک ریڈیو پروگرام پر ذیل کے تبصرے پیش کئے ہیں: دونوں اِنسٹائن کے اضافیت کے نظریات کا استدلال ہے کہ مستقبل میں سفر کرنے کی اجازت ہوتی ہے، حقیقت میں ہم نے اِس بات کو تجرباتی طور پر ثابت کیا ہے۔ سفر کرنے کا ایک طریقہ بہت تیز ہوتا ہے۔ اِس طرح تم جاسکتے ہو ایک راکٹ میں، روشنی کی رفتار سے اور پھر واپس آسکتے ہو۔ کیونکہ تم بہت تیز سفر کرتے ہو، تمہاری گھڑیوں کو چلنا ہوگا بہت ہی سُست رفتاری سے اور اِس لئے، اگر رہے ہوتے ہیں ایک سال تمہاری گھڑی کے مطابق، ہوسکتا ہے 10 سال گذر گئے ہوتے ہیں زمین پر۔ اس لئے، اصل میں تم سفر کئے ہوتے ہو 9 سال مستقبل میں۔ مستقبل میں سفر کرنا ایک زبردست تارے کے مدار سے۔ اگر تم کرتے یہ سفر ایک سال تک، پھر، تم واپس آسکتے ہو حاصل کرنے دوبارہ وہ ۱۰ سال جو گذر گئے تھے زمین پر۔ اِس لئے ہر دو صورت میں، وقت سفر مستقبل میں ممکن ہوتا ہے۔

ال خلیلی وقت کے تصور کی وضاحت کرتا ہے: یہ اِس بات کی دلالت کرتا ہے کہ ماضی، حال اور مستقبل تمام وجود رکھتے ہیں۔ وہاں کوئی حال کا لمحہ نہیں ہوتا ہے جو ماضی کو مستقبل سے تمیز کرسکے۔ تمام اوقات وجود باہمی ہوتے ہیں، تمام ایک زمانہ ہوتے ہیں، وقت محض ہوتا ہے۔ اور اِس لئے مستقبل پہلے ہی سے وہاں ہوتا ہے اِس کو سمجھنے کا واحد راستہ، Space کے تینوں ابعادوں کو وقت کے ایک ابعاد سے جوڑ دینا ہوتا تھا جو کہ جانا جاتا ہو بطور چار ابعادی Space/Time کے وقت کا گذرنا محض ہوتا ہے ایک ادراک (احساس) کے،

ہمارے لئے۔

چونکہ ہم محسوس کرتے ہیں اُس کو اِس لحاظ سے، ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم لیتے ہیں جائزہ وقت کے طریقہ عمل میں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم ہمیشہ رہتے ہیں حال کے لمحہ میں۔ وقت کے گذرنے کا تصور گویا ہوتا ہے غیر حقیقی محض خیالی۔ طبعیاتی ریاضیاتی ماہر، روگر پنروز (آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر جس نے خیال پر اُس کے کاموں کے لئے بہت سارے انعامات حاصل کئے ہیں۔ ایک ریڈیو پروگرام کے موقع پر اپنے میزبان کے کئے گئے ایک سوال کا یہ جواب دیا تھا:

میزبان طبعیاتی ماہرین: ہم رکھتے ہیں یہ موضوعاتی احساس، کہ وقت گذرتا ہے۔ تاہم طبعیاتی ماہرین کا استدلال ہے کہ یہ محض ایک خیال ہوتا ہے۔

روگر پنروز کا جواب: ہاں! میں خیال کرتا ہوں کہ طبعیاتی ماہرین اس بات سے متفق ہوں گے کہ وقت کے گذرنے کا احساس محض ایک خیال ہوتا ہے، کچھ ایسی چیز جو حقیقی نہیں ہوتی ہے جو ہمارے حواس سے متعلق ہوتی ہے۔ جس طرح سے کہ یہ ایک موضوعاتی دکھائی دینے والا اعنصر عمل پیرا ہوتا ہے بطور ایک تصور کے ہمارے دماغوں میں اور کیسے تمام اوقات وجود رکھتے ہیں ایک واحد وقت میں بغیر شک کے ہمارے فہم و ادراک سے آگے۔

ہم سمجھ سکتے ہیں اُتنا ہی جتنا کہ اللہ ہم پر آشکار کرتا ہے۔ ہم اِتنا ہی جان سکتے ہیں جتنا کہ وہ ہمیں بتلاتا ہے۔ بے شک کہ یہ ایک آسان بات ہوتی اللہ کے لئے وقت کا پیدا کرنا بطور ایک احساس (ادراک) کے اور اُبھارنا ماضی، حال اور مستقبل کو ایک تصور میں جو واقعتاً کوئی وجود نہیں رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ وقت سے آگے ہوتا ہے۔ وہ وقت کو پیدا کرتا ہے، لیکن اُس کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ تمام واقعات بطور ماضی یا مستقبل کے ہم سمجھتے ہیں پہلے ہی سے اللہ کے حافظہ میں موجود رہتے ہیں۔ وہ تمام پیدا کئے گئے ہیں ایک ہی لمحہ میں۔ اِس لئے، مستقبل سے متعلق تمام واقعات، حقیقت میں، پیدا کئے گئے ہیں اُسی لمحہ میں، اور وجود رکھتے ہیں اب۔ لیکن چونکہ ہم وقت کے تابع ہوتے ہیں، ہم جیسے پھر بھی اُنہیں دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔

تمام واقعات ہم دیکھتے ہیں بطور ماضی کے — جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں ایک Report Card اِسکول سے یا تمہارے پہلے ڈرائیونگ سبق سے — بھی شامل رہتے ہیں اللہ کے لامحدود حافظہ میں، اور حتکہ ایک فاصلہ تم طے کرتے ہوں گے مستقبل میں جیسے کہ تم چلتے ہو سڑک پر طے ہوتا ہے اللہ کے حافظہ میں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے تمام واقعات کو ایک واحد لمحہ میں۔

Canon David Brown اِس بیان کو پیش کرتا ہے: اللہ 'حقیقت میں' وقت سے آزاد ہوتا ہے، اِس لئے وہاں کوئی نہیں ہوتا ہے اللہ سے پہلے۔ وہ موجود ہوتا ہے ہمارے زمانی کہانی کے ہر ٹکڑے کے ساتھ ہوتا ہے...... اللہ ہر ہستی کی ہر تفصیل کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ یہ اللہ ہوتا ہے جو اُن تمام کو تخلیق کرتا ہے۔ حتکہ ہر میٹر ایک شخص چلتا ہے، خیالات کا وہ سامنا کرتا ہے اور وقت کا جس کا کہ وہ تابع ہوتا ہے تمام کچھ سے اللہ واقف ہوتا ہے اور اللہ کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ ایک آیت میں، اللہ ہم کو اطلاع دیتا ہے اِس طرح:
''اور نہیں ہوتا ہے تو کسی حال اور نہ پڑھتا ہے اِس میں سے کچھ قرآن، اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام — کہ ہم نہیں ہوتے ہیں حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو اِس میں، اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا اِس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے اِس کھُلی کتاب میں۔'' (سورۃ یونس، 61)

☆ مکان (Space)، مثل وقت کے، بھی ہوتا ہے ایک خیال

اپنے نظریہ کو پیش کرنے میں، انسٹائن نے روشنی کی رفتار کو بطور ایک مسلمہ صداقت کے لیا تھا۔ اِس بات کی پرواہ نہیں کہ کس قدر تم تیز جاتے ہو، روشنی کی رفتار ہمیشہ مستقل رہتی ہے۔ حتکہ اگر تم ایسی ایک رفتار پر سفر کرتے ہو جو روشنی کی رفتار کے تقریباً 99% قریب ہوتی ہے، روشنی ہنوز وہی 186, 282 میل (299,791 کلومیٹرس) فی سیکنڈ ہی رہتی ہے۔ اُس رفتار سے تقابل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ انسٹائن کے حسابات کے مطابق، وقت گھٹتا جاتا ہے جیسے مشاہدہ کنندہ کی رفتار بڑھتی جاتی ہے، اور Space (مکان) سکیڑتا جاتا ہے سفر کے سمت کے مطابق۔ یہ تصورات، جو کہ بدلتے ہیں روشنی کی رفتار کے مطابق، ثابت

کرتے ہیں کہ وہ مطلق نہیں ہوتے ہیں کیونکہ وہ فرد پر انحصاری کے لحاظ سے بدلتے ہیں۔

پٹر رسل اِس چیز کو اس طرح بیان کرتا ہے:...... کتنا ہی تیز حرکت کر رہے ہوتے ہیں تم ہمیشہ خیال کر رہے ہوتے ہو روشنی کی رفتار کو ہوتے ہوئے 186, 282 میل فی سیکنڈ کے — ٹھیک جیسے مائکلسن اور مارلے نے پایا تھا۔ حتکہ اگر تم سفر کرتے ہوتے 186, 282 سیل فی سیکنڈ کی رفتار سے۔ روشنی نہیں گذرتی ہوتی محض 1 میل فی سیکنڈ زیادہ تیز، مگر یہ ہنوز زناٹے سے گذر جاتی ہوتی 186, 282 میل فی سیکنڈ سے ہی۔ تم پکڑ نہیں پاتے ہو روشنی کو حتکہ اقل ترین مقدار سے بھی کم کے۔

یہ چیز پورے طور پر عام سمجھ بوجھ کے خلاف ہوتی ہے۔ لیکن اس مثال میں، عام سمجھ بوجھ کا ہونا غلط ہوتا ہے۔ ہمارے دماغی ماڈلس حقیقت کے ایک دنیا کی ساری زندگی کے ایک تجربہ سے اخذ کئے جاتے ہیں جہاں رفتاریں، روشنی کی رفتار سے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ روشنی کی رفتار کے قریب کی رفتار پر، حقیقت بہت مختلف ہتی ہے۔ اِنسٹائن نے بتلایا تھا کہ جو کچھ کہ ہم بطور مکان اور زمان (Space and Time) کے لحاظ سے لیتے ہیں، واقعتاً ایک پورے مکان اور زمان کے ایک جُز کے ہوتے ہیں۔ اِسلئے، زمان اور مکان بالراست طور پر تخلیق کئے جاتے ہیں بطور خیالات کے اور ایک دُنیا کا ایک جُز ہو جاتے ہیں جو کہ اضافی طور پر محسوس کی جاتی ہے۔ زمان و مکان کے خیالات (احساسات) دنیا کا ایک خیال دماغ میں بنانے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ تاہم جب ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ صحیح حقیقت کی نمائندگی کرتے ہیں، ہم غلطی پر ہوتے ہیں، کیونکہ ہم کبھی بھی بالراست احساس (تجربہ) بیرونی مکان (Space Outside) کے صحیح تصور کا نہیں رکھ سکتے ہیں۔

Fred Alan Wolf ذیل کا تبصرہ پیش کرتا ہے: اِنسٹائن کے نظریہ کلیہ اضافیت کے مطابق، مادہ، مکان اور زمان سے آزاد رہ کر اپنا وجود نہیں رکھ سکتا ہے۔ اگر اِن تین میں سے کوئی بھی — مادہ، مکان، یا زمان — غائب ہوتا ہے، تو وہ تمام بھی غائب ہو جاتے ہیں۔ مکان ضروری ہوتا ہے مادہ کے وجود کے لئے مادہ ضروری ہوتا ہے زمان کے وجود کے لئے، اور زمان ضروری، ہوتا ہے مکان کے وجود کے لئے۔ وہ سب باہم انحصاری ہوتے ہیں۔

اس لئے، اگر زمان (وقت) ہوتا ہے ٹھیک ایک Dream کے کوئی فارم کے، ایک خیال کے، جیسا کہ کئی فلاسفرز نے پیش قیاسی کی ہے، تب ایسا کچھ ہوتا ہے مکان اور مادہ کے لئے بھی۔ تاہم معیار سے یا Capen hagen کے کوانٹم فزکس کی ترجمانی سے، ہم سمجھتے ہیں کہ مادہ موجود نہیں، ہوسکتا ہے بغیر مادہ کے ایک شاہد کے۔

حقیقت یہ کہ مادہ دیکھا جاسکتا ہے صرف ہمارے حواس کے ذریعہ اور دوسرے الفاظ میں، ہوتا ہے ایک سایہ ہستی کے، پھر ہوتا ہے دور مکان کے تصور کے ساتھ بطور ایک مادی تصور کے۔ ہم دیکھتے ہیں مکان (Space) کو ہوتے ہوئے بطور باہر ہمارے، لیکن ہوتا ہے پورے طور پر اندر بھیجہ میں جب ہم یاد کرتے ہیں کسی مقام کو۔ حقیقت میں، جب دیکھتے ہیں اُس کو اور خیال کرتے ہوئے کہیں ہم تصور کرتے ہیں کہ وہ ہوتا ہے ہمارے باہر، مکان (Space) کا تصور دوبارہ اُبھرتا ہے پورے طور پر بھیجہ میں۔ کمرہ جس میں کہ ہم خیال کرتے ہیں کھڑے ہوتے ہوئے اُس میں، ہوتا ہے ایک خیال بنتا ہے ہمارے بھیجہ میں، ایک جاگتا ہوا خواب۔ پٹر رسل خیال کے اس طریق کا خلاصہ پیش کرتا ہے: انسٹائن کا کام علاوہ اِس کے ظاہر کرتا ہے کہ مکان اور زمان (Space and Time) قطعی حقائق نہیں ہوتے ہیں۔ وہ شاہد کی حرکت کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، اگر تم تیزی سے حرکت کرتے ہوئے مجھ سے گذر جاتے ہو، اور ہم دونوں فاصلہ اور وقت کی پیمائش درمیان دو Events کے کرتے ہیں — ایک گاڑی ایک گلی کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتی ہے، لیتے ہیں — تب تم مشاہدہ کرتے ہو گاڑی کا طے کردہ کم فاصلہ کم وقت میں مقابلہ میں، میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ بالعکس، تمہارے نقطہ نظر سے، میں تیزی سے تم سے گذر جاتا ہوں، اور تمہارے حوالہ کے چوکھٹے میں، میں مشاہدہ کرتا ہوں کم Space اور کم Time کو مقابلہ میں جیسا کہ تم کرتے ہو۔ ناقابل فہم یا پُر اِسرار ہوجاتا ہے؟ ہاں۔ اور قریب ناممکن کے ہمارے لئے سمجھنے اُس کو۔ تاہم بے شمار تجربات بتلاتے ہیں اِس کو ہوتے ہوئے سچ کے۔ یہ ہماری سوجھ بوجھ کے Space اور Time سے متعلق نظریات ہوتے ہیں جو غلط ہوتے ہیں ایک دفعہ اور، وہ بنتے ہیں دماغ میں، اور پرفکٹ طور پر ماڈل نہیں ہوتے ہیں جو

کچھ کہ وہ باہر وہاں کہیں ہوتے ہیں۔

انسٹائن مزید آگے جاتا ہے، بتلاتے ہوئے کہ مادہ واقعتاً توانائی کی ایک شکل تھی۔ اُس کا ریاضی کا فارمولہ اِس کے لئے مشہور ضابطہ $E=mc^2$ ہوتا تھا۔ کمیت کے ساتھ ایک ہستی پورے طور پر بطور توانائی کے ایک فارم کے ظاہر ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں پیٹر رسل یہ بیان پیش کرتا ہے: یکساں طور پر یہ کمیت کا نظریہ مشتبہ ہوتا ہے۔ اپنے کلیہ نظریہ اضافیت میں، البرٹ انسٹائن بتلاتا ہے کہ کمیت اور اسراع ناقابل تمیز ہوتے ہیں۔ ایک شخص ایک Elevator، میں ہلکا محسوس کرتا ہے جبکہ وہ ایک Halt کی طرف کم ہوتا جاتا ہے۔ یہ کوئی خیال نہیں ہوتا ہے، اور نہ پیمائش ہوتا ہے کہ جو بتلاتا ہو تمہارا وزن بدل گیا ہے۔ جو کچھ کہ ہم احساس کرتے ہیں بطور کمیت کے وہ ہوتی ہے مزاحمت زمین کی ہمارے پیروں کے نیچے سے ہمارے دوسرے طرف آزاد ہونے گرنے کے زمین کی مرکز کی طرف۔ انسٹائن کے مطابق ہم ہو رہے ہوتے ہیں کم سے کم تر رفتار میں اور ترجمان ہوتے ہیں بطور کمیت کے۔

ایک اسٹروناٹ مدار میں اپنے میں کوئی کمیت محسوس نہیں کرتا ہے — جب تک کہ وہ Space Craft کی دیوار سے دھچکا نہیں کھاتا ہے اور رفتار میں ایک عارضی کمی محسوس نہیں کرپاتا ہے۔

☆ وقت کی اضافیت قرآن میں

ماڈرن سائنس کی دریافتوں سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ وقت ایک قطعی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ایک اضافی خیال (Perception) ہے۔

زیادہ دلچسپ بات یہ ہے یہ حقیقت کا انکشاف سائنس کی بدولت 20 ویں صدی تک نہیں ہوا تھا۔ لیکن یہ اِس بات کا انکشاف قرآن میں 14 سو سال قبل وقت کی اضافیت سے متعلق متعدد اِشارات ملتے ہیں۔

یہ دیکھنا قرآن کی کئی آیات میں، ممکن ہوتا ہے کہ سائنسی تصدیق شدہ حقائق مثلاً وقت ایک نفسیاتی خیال ہے۔ جس کا انحصار واقعات پر، ماحول اور حالات پر ہوتا ہے۔ مثال

کے طور پر ایک شخص کی پوری زندگی ہوتی ہے ایک مختصر سا وقت جیسا کہ ہم کو قرآن میں بتلایا گیا ہے۔ ''اُس دن جب اللہ پکارے گا تم کو اور تم اُس کی پکار کا جواب اِس کی حمد وثنا اور فرمانبرداری میں دو گے اور تم سوچو گے کہ تم رہے تھے اِس دُنیا میں ایک مختصر وقفہ کے لئے۔''
(سورۃ ال۔اِسراء،52)

''اور اس دن جب اللہ ان کو باہم جمع کرے گا، اُن کو ایسا معلوم ہوگا جیسا کہ وہ نہیں رہے ہیں زمین پر زیادہ عرصہ تک جیسا کہ خیال کیا گیا تھا، بلکہ رہے ہیں زیادہ نہیں ایک گھنٹہ سے، ایک دن سے، وہ پہچانیں گے ایک دوسرے کو۔'' (سورہ یونس،45)

بعض آیتیں بتلاتی ہیں کہ لوگ وقت کو مختلف لحاظ سے سمجھتے ہیں، اور بعض اوقات سمجھ سکتے ہیں ایک بہت ہی چھوٹے سے وقفہ کو ایک بہت ہی لمبے عرصہ کے طور پر۔

ذیل میں لوگوں کی بات چیت جو ہوئی تھی بعد کی زندگی میں، اِن کے حساب کتاب کے دوران، ہے ایک بہترین مثال اِس بات کو سمجھنے کے لئے، ارشاد ہوگا کہ اچھا یہ بتاؤ تم کتنے برس رہے ہوں گے۔

وہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک سے بھی کم رہے ہوں گے اور سچ ہے کہ ہم کو یاد نہیں۔ سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے۔ ارشاد ہوگا تم دُنیا میں تھوڑی ہی مدت رہے ہو، لیکن خوب ہوتا کہ تم دُنیا میں سمجھتے ہوتے۔ (سورہ المومنین 114-112)

بعض دوسری آیات میں اللہ کہتا ہے کہ وقت گذرتا ہے مختلف رفتاروں سے مختلف حالات میں۔ ''اور یہ لوگ نبوت میں نقص نکالنے کے لئے اپنے عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے لحاظ سے۔'' دوسری آیات اِس موضوع پر ذیل میں درج ہیں: (سورہ الحج،47)

''آسمان کا مالک اللہ ہے۔ فرشتے اور روحیں اِس کے پاس چڑھ کر جاتے ہیں ایسے دن میں، جس کی مقدار دُنیا کے 50 ہزار سال کے برابر ہے۔'' (سورۃ المعراج،4)

''وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے، پھر ہر امر اُسی کے حضور

میں پہنچ جاوے گا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار کے لحاظ سے ایک ہزار برس کی ہوگی۔'' (سورۃ السجدہ،5)

یہ آیتیں صاف وضاحتیں ہیں وقت کی اضافیت کی کہ یہ نتیجہ جو حال ہی میں سائنس دانوں نے سمجھا تھا 20ویں صدی میں وہ بیان کیا گیا تھا اِنسان 1400 سال پہلے قرآن میں۔ جو اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اظہار قرآن کا اللہ کی طرف سے ہے جو احاطہ کئے ہوئے ہے زمان اور مکان (Time and Space) کو۔ کئی ایک آیات قرآن کی ظاہر کرتی ہیں کہ وقت ایک خیال (Perception) ہے، یہ بات خاص طور پر ظاہر ہوتی ہے قصوں میں جو قرآن میں پیش کئے گئے ہیں۔ اللہ نے غار (Cave) کے ساتھیوں کو، ایک اللہ کے ماننے والوں کا گروہ، جن کا ذکر قرآن میں ہے، گہری نیند میں سُلائے رکھا تھا تین صدیوں تک جب وہ جاگے تو اُن لوگوں نے خیال کیا کہ وہ تھے نیند کی حالت میں قلیل مدت تک اور اندازہ نہیں لگا سکے تھے کہ وہ کتنے لمبے عرصہ تک سوتے رہے تھے۔

''............سو ہم نے اس غار میں اُن کے کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا تھا، پھر ہم نے اُن کو اُٹھایا تا کہ ہم معلوم کرلیں کہ ان دونوں گروہ میں سے کون سا گروہ اپنے رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا۔'' (سورہ الکھف،12-11)

''اس طرح ہم نے ان کو جگا دیا تا کہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں کہ اُن میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کس قدر اِس حالت میں رہے ہوگے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ تو تمہارے خدا ہی کو خبر ہے کہ کس قدر رہے ہو اِس حالت میں۔ اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو، پھر وہ شخص تحقیق کرے کہ کون سا کھانا حلال ہے سو اُس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آیا اور سب کچھ خوش تدبیری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔'' (سورہ الکھف،19)

جو کچھ کہ کیفیت جو نیچے لکھی گئی آیت میں بتلائی گئی ہے، ایک شہادت ہوتی ہے کہ وقت لازمی طور پر ایک نفسیاتی خیال (Perception) ہے:

ہم تشبیہ لیتے ہیں ایک شخص کی جو ایک کھیڑے (چھوٹے گاؤں) سے گذر رہا ہوتا

ہے، جس کی چھتیں تک برباد ہو چکی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ کس طرح اللہ نے۔ اُن کو کبھی زندہ کرے گا اُن کے مرنے کے بعد۔ لیکن اللہ نے اُسے موت دی ایک سو سال کے لئے، تب اُسے زندہ کیا دوبارہ، اور پوچھا کہ تم کتنا عرصہ اِس حالت میں پڑے رہے ہو۔ وہ کہتا ہے کہ ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ لیکن اللہ نے کہا، نہیں، تم رہے تھے اِس حالت میں سو سال۔ لیکن دیکھو اپنا کھانا اور تمہارا پانی وہ سب قدیم ہونے کی کوئی نشانی نہیں رکھتے اور تمہارے گدھے کی طرف دیکھو، اور اِس طرح ہم تمہیں بتا سکتے ہیں ایک نشان، لوگوں کے لئے۔ اور دیکھو اِن ہڈیوں کو کہ کس طرح ہم یکجا باہم ترتیب دیتے ہیں اور اُن کو گوشت کا لبادہ پہناتے ہیں۔ جب یہ تمام بتلایا گیا اُس شخص کو، تو صاف طور سے اُس نے کہا کہ میں جان لیا ہوں کہ اللہ کو تمام اشیاء پر قدرت حاصل ہے۔'' (سورۃ البقرہ، 259)

اوپر تحریر کردہ آیت صاف طور سے اِس بات پر زور دیتی ہے کہ اللہ، جس نے پیدا کیا ہے وقت کو لیکن خود لازمان ہے یعنی وہ وقت سے آزاد ہے۔ دوسری طرف آدمی وقت کا اسیر ہے، جو اللہ کا حکم ہے۔ جیسا کہ آیت میں کہا گیا ہے کہ حتٰکہ آدمی اس قابل نہیں ہوتا ہے کہ جان سکے کہ وہ کتنا عرصہ سویا تھا۔ اس حالت میں اس بات پر زور دینا کہ وقت ایک حقیقت ہے (جیسا کہ مادہ پرست اپنے ناقص خیال میں کہتے ہیں) بہت ہی غیر واجبی بات ہوتی ہے۔

☆ تقدیر کا وجود اور اُس کی سائنسی شہادت

یہ وقت کی اضافیت واضح کرتی ہے ایک بہت ہی اہم بات کو کہ اضافیت اِس قدر متبدل ہوتی ہے کہ ایک عرصہ جو ہمارے لئے اربوں سال کا دور رکھتا ہے ختم ہو سکتا ہے ایک دوسرے پس منظر میں ایک سیکنڈ میں۔ اِس کے علاوہ ایک طویل عرصہ جو دنیا کی ابتداء سے اِس کے اختتام تک کا ہو، وہ حتٰکہ ختم نہیں ہوتا ہے ایک سیکنڈ میں بلکہ ٹھیک ایک لمحہ میں ہی، اگر ایک دوسرے تناظر میں دیکھا جائے تو تقدیر کے تصور کا یہ ہی اصل جوہر ہوتا ہے۔

ایک تصور جو ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتا ہے اکثر لوگوں کو، خاص طور پر مادہ پرستوں کو جو سِرے سے ہی تقدیر کے تصور سے ہی انکار کرتے ہیں۔ تقدیر اللہ کا مکمل علم

ہے، تمام ماضی کے یا مستقبل کے واقعات کا۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کس طرح اللہ پہلے ہی سے جانتا ہے تمام واقعات کو جو ابھی تک محسوس نہیں کئے گئے ہیں۔ اور ان کا یہ خیال اُن کو لے جاتا ہے ناکامی کی طرف سمجھنے میں تقدیر کی حقیقت کو۔ بہر حال واقعات جو ہنوز محسوس نہیں کئے گئے ہوں جو ایسا صرف ہمارے لئے ہوتا ہے۔ اللہ زمان و مکان کے قیود سے آزاد ہوتا ہے۔ وہ تو بذات خود اُن کو پیدا کیا ہے۔ اس وجہ سے ماضی، مستقبل اور حال سب اللہ کے لئے یکساں ہوتے ہیں۔ اِس لئے ہر چیز پہلے ہی سے وقوع پذیر ہوتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے۔

لنکن بارنٹ نے اپنی کتاب ' کائنات اور ڈاکٹر انسٹائن' میں واضح کرتا ہے کہ کس طرح جنرل اضافیت کا نظریہ اِس نتیجہ کی طرف ہم کو لے جاتا ہے۔ چنانچہ انسٹائن کے مطابق کائنات محیط ہوتی ہے۔ اُس کے پورے دبدبہ میں صرف کائناتی ذہانت میں۔ یعنی کائناتی ذہانت کا مطلب اللہ کا علم اور اُس کی ذہانت ہے جو پھیلا ہوتا ہے ساری کائنات پر۔

ٹھیک جیسے کہ ہم آسانی سے دیکھ سکتے ہیں ایک حکمران کی ابتداء، درمیانی دور اور اس کا خاتمہ اور تمام معاملات اِس دوران میں بحیثیت مجموعی اللہ جانتا ہے وقت کو جس سے کہ ہم وابستہ ہوتے ہیں اِس طرح کہ وہ جانتا ہے ایک لمحہ ٹھیک پہلے ہی شروع ہونے سے اور ختم ہونے تک کے واقعات کو۔ لوگ محسوس کرتے ہیں واقعات صرف جبکہ ان کا وقت آتا ہے اور وہ تقدیر کو دیکھتے ہیں جو تخلیق کی گئی ہے اُن کے لئے، یہ بھی اہم ہوتا ہے کہ ہم اپنی توجہ کو مرکوز کریں تقدیر کی اس بگڑتی ہوئی سطحی سمجھ پر جو ہمارے سماج میں ہر سو پھیلی ہوئی ہے۔ یہ بگڑی ہوئی قسمت کے بارے میں اعتقاد تو ہماتی ہوتا ہے —— وہ یہ کہ اللہ ہر شخص کے لئے تقدیر کا تعین جو کر رکھا ہے، لیکن یہ تقدیر بعض کا کہنا ہے کہ بدلی جا سکتی ہے خود لوگوں سے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ سطحی بیانات دیتے ہیں کہ ایک مریض کے بارے میں جو موت کے دروازہ سے واپس پلٹتا ہے گویا کہ اُس نے اپنی تقدیر کو شکست دے دیا ہے، لیکن یہ یاد رہے کوئی بھی تقدیر کو بدل نہیں سکتا ہے۔ وہ شخص جو کہ موت کے دروازہ سے پلٹا ہے نہیں مرا تھا کیونکہ اُس وقت اُس کی تقدیر میں مرنا نہیں تھا۔

تقدیر دائمی علم ہے اللہ کا اور اللہ کے لئے ہے وہ جانتا ہے وقت کو ایک لمحہ کی طرح اور وہ تمام زمان اور مکان پر چھایا ہوا ہے۔ ہر چیز متعین ہوتی ہے اور ختم ہوتی ہے تقدیر میں۔ وقت صرف اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ چند واقعات جو ہم سے متعلق ہوتے ہیں مستقبل میں ہوتے ہیں — قرآن میں ایسے بیان کئے گئے ہیں جیسا کہ وہ کب کے ہو چکے تھے پہلے کبھی۔ ایک اہم وجہ کہ کیوں لوگ اِس تصور کو موزوں طور پر سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں، اِس لئے کہ وہ اس بات سے واقف نہیں ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ واقعات وقوع پذیر ہوئے نہیں ہوتے ہیں، وہ ہمارے حواس کی دُنیا میں محض ہنوز محسوس نہیں کئے گئے ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر جم الخلیلی BBC ریڈیو کے ایک پروگرام کے دوران اِس حقیقت کو بیان کرتا ہے: اگر تم لیتے ہو اِس بلاک کو جو لفظی معنوں میں چار ابعادی Space/Time کے ہوتا ہے، اِس کا مطلب تم کو اپنے آزادانہ مرضی کے استعمال کو چھوڑنا ہوتا ہے۔ اِس کا مطلب نہ صرف مستقبل کے ہوتا ہے قبل از قبل پابندی کے لیکن وہ پہلے ہی سے وہاں ہوتا ہے اور وہ پہلے ہی سے واقع ہو جاتا بھی ہے۔ وہاں کوئی وجہ نہیں ہوتی ہے کوئی فیصلے کرنے میں، جو کچھ کہ تم کرتے ہو وہ پہلے ہی سے واقع ہو جاتا ہے۔ اگر میں ایک کنٹہ میں اِس پتھر کے ڈالنے کا انتخاب کرتا ہوں، میں خیال کرتا ہوں اُس کے بارے میں ہوتے ہوئے میرے اپنے آزادانہ انتخاب کے ساتھ تاہم بے شک چار ابعادی Space/Time میں، میں رکھتا تھا نہیں کوئی انتخاب اپنا پتھر کے ڈالنے میں، جھپاکا پانی میں پہلے ہی ہوتا ہے وہاں مستقبل میں، اور اس طرح ہم کھو دیتے ہیں سب آزادانہ مرضی کو۔

روگر پنروز، اِس پروگرام کا ایک میزبان، اِس مہیا کردہ اعداد و شمار سے ذیل کا نتیجہ اخذ کرتا ہے: اِس لئے اس کا مطلب یہ کہ ایک لحاظ سے، حال، ماضی اور مستقبل ہوتے ہیں سیدھے وہاں، اور جو کہ ہم کو بھی دیتا ہے ایک بہت ہی قطعی خیال دُنیا کا۔ ہم نہیں رکھتے ہیں کوئی کنٹرول جو کچھ کہ مستقبل میں ہوتا ہے کیونکہ وہ تمام پہلے ہی سے کیا گیا ہوتا ہے۔

ایک شخص ہوتے ہوئے شاہد کے تقدیر کے طے کردہ ہونے کے اُس کے لئے

اُس کی ساری زندگی کے دوران۔ ہر ایک لمحہ زندگیوں کا ہر ایک کا جو کبھی زندہ رہا تھا، اور جو زندہ رہے گا مستقبل میں سارے کے سارے پہلے ہی سے اللہ کی نظر میں محسوس کئے جاتے ہیں۔ تمام واقعات تمام کی تقدیروں میں لکھے ہوتے ہیں، نہ صرف اِنسانوں کے، بلکہ حیوانوں کے، نباتات کے، سیاروں کے اور دیگر ہستیوں کے — تمام موجود ہوتے ہیں اللہ کے حافظہ میں، مسلسل اور مستقل طور پر۔ تقدیر کے معاملات اللہ کے نام کے الحفیظ (محافظ، سرپرست) کے مظاہر میں سے اور اُس کی لامحدود طاقت اور بڑائی میں سے ایک ہوتے ہیں۔

Fred Alan Wolf بیان کرتا ہے کہ کیسے کسی کا ماضی اور مستقبل ایک عرصہ پہلے ہی سے طے کئے جاتے ہیں: اگرچہ کہ ایک تاریخ کا دار و مدار ہمارے شروع سے اور اختتام تک دونوں کے واقعات کے مشاہدات پر ہوتا ہے، ہم تاریخ کو یاد کرتے ہیں جیسا کہ اگر ہم واقف تھے اُس سے جبکہ وہ واقع ہو رہے تھے۔

دوسرے الفاظ میں، ہم دکھائی دیتے ہیں ''رہنا'' تاریخ میں جیسا کہ واقع ہوتی ہے۔ ہم بناتے ہیں اُس کو ایک ''زندہ رہنے کی'' کہانی۔ ہم جیتے ایک وقت کے دریا میں جس میں دریا کا ماخذ (ہمارا ماضی) اور اُس کا آخری پڑاؤ آگے ہمارے (ہمارا مستقبل) پہلے ہی سے موجود ہوتا ہے۔ ایک شخص مستقل طور پر اللہ کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ جو ہمارا خالق ہوتا ہے، اور وہی کچھ کرتا ہے جو کچھ کہ وہ اُس کے لئے طے کرتا ہے۔ اللہ اِس حقیقت کا اپنے ایک آیت میں اظہار کرتا ہے:

''کوئی مصیبت نہ دُنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں، مگر وہ ایک خاص کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوتی ہے قبل اِس کے کہ ہم اِن جانوں کو پیدا کریں، یہ اللہ کے لئے ایک آسان کام ہوتا ہے۔'' (سورہ ال-حدید)

☆ تسلیم و رضا تقدیر میں

تم کو بخوبی واقف ہونا چاہیے کہ تم تمہاری اپنی تقدیر کے آگے غیر مشروط طور پر ایک تسلیم و رضا کی ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ کوئی طاقت سوائے اللہ کے اِس بات کو بدل نہیں سکتی ہے۔ ہر چیز جو کہ تم محسوس کرتے ہیں یا احساس کرتے ہو مستقبل میں، اللہ کی نظر

میں طے کردہ ہوتا ہے، اور تم تمہارے مستقبل پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتے ہو۔ یہ کتاب کچھ دیر میں تمہارے ہاتھ چھوڑ دے گی، وقت کے چند ایک سالوں میں تمہارے چہرہ پر جھرّیاں نمودار ہوں گی، اور تمام تفصیلات ایک فلم کے جو تم واچ کرو گے آج 15 سال بعد تمام کچھ اللہ کے علم میں شامل ہوتی ہیں۔ لوگ جن سے تم ملو گے، کس قدر تم کماؤ گے، کون سی بیماریوں میں تم مُبتلا ہو گے، جو کچھ کہ تم لطف اندوز ہو گے اور کیسے اور کہاں تم وفات پاؤ گے ــــ یہ تمام پہلے ہی سے واقع ہو چکا ہے تمہاری اپنی زندگی میں۔

ایک واحد وجہ کہ کیوں تم نہیں جان پاتے ہو اِن باتوں کو، ہوتی ہے یہ کہ وہ سب نہیں ہوتے ہیں ابھی تک تمہارے حافظہ میں۔

رنجیدہ ہونا کسی بات پر جو واقع ہوتا ہے، اس طرح، اس بات پر تعجب کرنا، اس طرح کا وہ واقعہ کیا ہوا ہے؟ غمگین ہوتے ہوئے اور تاسف کرتے ہیں اور شروع کرتے ہیں اِن الفاظ کے ساتھ، ''اگر صرف......'' اور آ جاتے ہیں غصہ میں، حرص میں یا ہو جاتے ہیں بے صبرے ــــ تمام یہ حرکات غیر ضروری اور بے معنی ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمام واقعات جو غم یا غصہ وغیرہ پیدا کرتے ہیں، اللہ کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ یہ اللہ ہوتا ہے جو پیدا کرتا ہے اِن تمام کو ایک شخص کی تقدیر میں، اور وہاں کوئی سوال نہیں ہو سکتا ہے، ایک شخص کے تقدیر کے باہر کسی اور چیز کا امکان نہیں ہوتا ہے۔

اگر کوئی رکھتا ہے ایک ٹرافک حادثہ، ایک غلط گلی میں مُڑنے کے بعد، یہ شکایت کرنا اِس غلطی کے بارے میں بے معنی ہوتا ہے۔ حتٰکہ اگر وہ رکھ سکتا ہوتا اُس وقت کو پھر دو بارہ، وہ پھر بھی مُڑ جاتا ہوتا غلط گلی میں اور ہنوز رکھتا ہوتا وہی حادثہ۔ کہتے ہوئے باتیں جو ہو پاتی ہیں مثل اس طرح، اگر صرف میں رکھا ہوتا میری زندگی گذارنا ایسا وہاں بے مقصد ہوتی ہیں، اس حقیقت کو سمجھنے میں ایک ناکامی سے، اصل کی سمجھ سے، محرومی ہوتی ہے۔ اسی طرح سے، کسی کے لئے یہ سمجھ کی بات نہیں ہوتی ہے جس کا کہ Wallet کھو گیا ہوتا ہے، کہنا کہ، اگر میں نہیں گیا ہوتا اُس دکان میں، یا ''اگر صرف میں رکھا ہوتا میری رقم کو میری جیب میں۔'' وہ شخص نہیں رکھتا تھا کوئی بدل بجائے جانے کے اُس دکان میں، لے جانے رقم

اپنے Wallet میں اور چوری جانے اِس کے۔

اُس شخص کی تقدیر بنائی گئی تھی جانے ایک خاص جگہ پر ایک وقت میں اور رقم چوری جانے کے لئے۔

حتٰکہ اگر وہ گیا ہوتا واپس وقت میں ایک ہزار بار، رقم پھر بھی چوری جاتی ایک ہزار بار۔

ایک خوش گوار واقعہ یا ایک کامیابی کا حصول بھی ہوتے ہیں فرد کی تقدیر میں۔ وہ کامیابیاں اور خوشیوں کے لمحات ناگزیر طور پر محسوس ہوتے ہیں کیونکہ وہ مختص ہوتے ہیں تقدیر میں۔

بعض لوگ اِس بصیرت کو قبولنے کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

روگر پنروز ایسے لوگوں کو بیان کرتا ہے: میں خیال کرتا ہوں، تکلیف لوگ اِس خیال کے ساتھ رکھتے ہیں کہ تم خیال کرتے ہو کہ مستقبل تمہارے کنٹرول میں ہوتا ہے، کسی حد تک۔ اور اس کا مطلب ہوتا ہے اگر مستقبل کو تیار کیا جاتا ہے، تب ایک معنی میں وہ پھر بھی تمہارے کنٹرول میں نہیں ہوتا ہے۔

چونکہ بہت لوگ خواہش کرتے ہیں ہونے کنٹرول میں خود کی اپنی زندگیوں کے، تقدیر کی حقیقت سے وہ انکار کرتے ہیں۔ تاہم ایسا کرتے ہوئے وہ خطرناک غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ آیا یا نہیں وہ خواہش کرتے ہیں، آیا وہ تسلیم کرتے ہیں حقیقت کو یا نہیں، لوگ جیتے ہیں اُن کی اپنی تقدیریں۔ لوگوں کا وہی انکار بھی مقرر ہوتا ہے اُن کی تقدیر میں!

اس بات کا خیال کرنا کارآمد ہوتا ہے کہ کسی کی تقدیر کی فرمانبرداری میں جینا ہوتا ہے ایک بڑا انعام اور لاتا ہے ایک بڑا سکون دماغ میں۔ لوگ بڑا خوف اور تکلیف محسوس کرتے ہیں اگر وہ خیال کرتے ہیں کہ واقعات واقعتاً اُن کے اپنے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ وہ تب خیال کرتے ہیں کہ ہر واقعہ مستقبل میں ہوتا ہے اُن کی اپنی ذمہ داری اور وہ ہر واقعہ کا بھاری پن اُن کے اپنے کندھوں پر محسوس کرتے ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اُن کو تمام مشکلات کا حل خود سے نکالنا ہوگا۔ کھڑی اُفتادوں میں یقینی کامیابی کا پہلو دیکھنے میں نا اہل ہو جاتے ہیں، وہ واقعات کا سامنے کرنے میں بڑی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ وہ جو

کامیابیاں حاصل کرتے ہیں اُس پر فخر کرنے لگتے ہیں، ایسا احساس برآمد کرسکتا ہے زبردست نقصان اِس دُنیا میں اور بعد کی زندگی میں۔ مشکلات جو وہ محسوس کرتے ہیں، بر خلاف اِس کے، مایوسی، خالی پن اور ذہنی تناؤ میں اضافہ کا باعث ہوتے ہیں۔

لیکن جانتے ہوئے کہ ہر واقعہ ایک تقدیر میں واقع ہوتا ہے جو اللہ سے طے کردہ ہوتی ہے اور یقین، کرتے ہیں کہ تمام واقعات بھلائی کے لئے تخلیق کئے جاتے ہیں، جو اللہ کے سب سے بڑے انعامات میں سے ایک ہوتا ہے جس سے ایک شخص بہرور ہوسکتا ہے۔ جینا تقدیر کی تابعداری میں جو اللہ سے مقرر کردہ ہوتی ہے، اس کا مطلب اللہ کی مرضی کو تسلیم کرنا اور رضا کارانہ طور پر ہر واقعہ کی فرمانبرداری میں جو اللہ کا مقرر کردہ ہوتا ہے، جینا عین اسلامی ہوتا ہے۔ تب لوگ اِس احساس سے آزاد ہوجاتے ہیں کہ واقعات اُن کے کنٹرول میں ہوتے ہیں، گویا کہ تکالیف سے چھٹکارا محسوس کرتے ہیں اور ذہنی سکون حاصل کرتے ہیں۔ تقدیر سے ہمنوائی ہوتا ہے ایک بڑا انعام کسی کے لئے بھی جو یہ جانتا ہے کہ تمام اشیاء یقینی کامیابی کے لئے تخلیق کی جاتی ہیں۔ حتٰکہ واقعات جو کہ بظاہر ہوتے ہیں بطور تکالیف یا مشکلات کے، حقیقت میں ہوتے ہیں اثباتی اور واقعتاً نتیجہ میں اپنے میں بڑی بھلائی رکھتے ہیں۔

جب تقدیر کے تصور کے بارے میں غور کرتے ہیں، بعض لوگ اِس حقیقت کو لے کے چلتے ہیں کہ ہر چیز پہلے سے ہی طے کردہ ہوتی ہے خیال کرنے کہ وہاں پر اُن کے لئے کوئی ضرورت کچھ بھی کرنے کی نہیں ہوتی ہے۔ تاہم یہاں تقدیر کے تصور کا ایک بڑا بگاڑ ہوتا ہے۔

بے شک، ہر چیز ہم محسوس کرتے ہیں، ہماری تقدیروں میں طے کردہ ہوتی ہے ـــــ قبل اِس کے ہم ان کو محسوس کرتے ہیں اُن واقعات کو، وہ پہلے سے ہی وقوع پذیر ہوچکے ہوتے ہیں اللہ کے علم میں اور تمام تفصیلات کے لکھے گئے ہوتے ہیں لوحِ محفوظ میں اُس کے علم میں۔ بہرحال، اللہ ہر شخص کو یہ احساس دیتا ہے کہ وہ واقعات کو بدلنے کے اور خود کے اپنے فیصلے اور مرضی کے مطابق کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جب ایک شخص پیاسا ہوتا ہے، مثال کے طور پر، وہ بیٹھے انتظار نہیں کرتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ، میں اپنی پیاس بُوجھاؤ نگا ـــــ اگر ایسا ہونا ہوتا ہے میری تقدیر میں۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے، لیتا ہے ایک گلاس، اور پیتا

ہے پانی۔ حقیقت میں، بے شک، ایک شخص پیتا ہے اُتنا ہی پانی جو ایک شخص کی تقدیر میں ہوتا ہے۔ لیکن ایک شخص پھر بھی محسوس کرتا ہے کہ وہ کر رہا ہوتا ہے ایسا کچھ اُس کی اپنی خواہش کے مطابق۔

یہ خیال محسوس کیا جاتا ہے ہر چیز میں جو کہ ہم ہماری زندگیوں کے دوران کرتے ہیں۔ فرق ہوتا ہے کہ کوئی جو تقدیر کا قائل ہوتا ہے کہ جو اللہ کی پیدا کردہ ہوتی ہے، جانتا ہے کہ باوجود کے اِس احساس کے وہ کرتا ہے کام میں خود کی اپنی مرضی کے مطابق، وہ واقعی طور پر اُنہیں انجام دیتا ہے اللہ کی مرضی سے۔ دوسرے جو نا کام ہوتے ہیں سمجھنے اِس حقیقت کو غلطی سے خیال کرتے ہیں کہ وہ ہر چیز کو خود کی اپنی ذہانت اور طاقت کے ساتھ کرتے ہیں۔

بطور ایک مثال کے، ایک تقدیر کا قائل شخص جو واقف ہوتا ہے کہ وہ ایک بیماری مول لیا ہے، راضی بہ رضا ہوجائے گا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ہوتی ہے اُس کی تقدیر۔ وہ کہتا ہے، ''چونکہ اللہ نے میری تقدیر میں یہ سب پیدا کیا ہے، وہاں ہونا چاہیے ایک قابل مبارک بادعنصر اِس میں'' وہ پست ہمت ہوکر نہیں بیٹھے گا اور کچھ نہیں کرے گا کہتے ہوئے ''اگر میری تقدیر میں شفایاب ہونا ہے، تو میں ہوجاؤں گا۔'' بر خلاف اس کے، وہ لیتا ہے تمام ضروری احتیاطی تدابیر ـــــ وہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، محتاط ہوجاتا ہے کھانے میں اور دوائی لینے میں۔ بہرحال وہ بھولتا نہیں ہے کہ جس ڈاکٹر کے ہاں وہ جاتا ہے، ڈاکٹر علاج تجویز کرتا ہے، دوائیاں لیتا ہے، اور کس قدر وہ اثر کرے گی ـــــ المختصر، ہر واحد تفصیل ـــــ ہوتی ہیں تمام اُس کی تقدیر میں وہ جانتا ہے کہ یہ تمام واقعات پہلے ہی سے اللہ کے حافظہ میں ہوتے تھے، اُس کے اس دُنیا میں کبھی آنے سے عرصہ پہلے سے۔

اللہ نے اِس کا اظہار ذیل کی آیات میں کیا ہے:

''وہی ہے جس نے پیدا کیا ہے تم کو مٹی سے پھر مقرر کردیا ایک وقت، اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک، پھر بھی تم شک کرتے ہو۔'' (سورہ الانعام، 2)

''نبی پر کوئی مضائقہ نہیں اِس بات میں اللہ نے مقرر کردی تھی اس میں نبی پر کوئی الزام نہیں، اللہ نے اِن پیغمبروں کے حق میں بھی یہ ہی معمول کر رکھا ہے جو کہ پہلے ہو

گزرے ہیں اور اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا پہلے سے ہی ہوتا ہے۔'' (سورۃ ال۔احزاب،38)

نہ صرف اِنسان ایک تقدیر رکھتے ہیں اللہ کی نظر میں، بلکہ سورج، چاند، پہاڑ، درخت اور تمام چیزیں اور ہستیاں بھی رکھتی ہیں۔ایک صدیوں پرانہ قدیم گلدان جو ٹوٹ چکا ہوتا ہے، بطور مثال کے ٹوٹتا ہے ایک لمحہ پر جو اُس کی تقدیر میں مقرر کردہ ہوتا ہے۔لوگ جو اِس گلدان کا استعمال کرتے ہیں، اُس کو کس گھر میں رکھا جانا ہوتا ہے، اور کون سی دوسری اشیاء ساتھ میں اُس کے رکھنا ہوتا ہے، تمام کچھ طے کیئے گئے تھے اُسی لمحہ پر جبکہ وہ تیار کیا گیا تھا۔اُس پر کا ہر نقش اور اُس کے تمام رنگ پہلے ہی سے طے کیئے گئے تھے اُس کی تقدیر میں۔ دن، گھنٹہ، ساعت جب کہ وہ ٹوٹے گا، اور کسی سے اور کیسے، پہلے ہی سے یہ ایک اللہ کے حافظہ میں موجود رہتے ہیں۔حقیقت میں، لمحہ جبکہ گلدان پہلے بنا تھا، لمحہ جبکہ وہ رکھا گیا تھا دوکان کی بیرونی الماری میں، لمحہ جبکہ وہ رکھا گیا اُس کے نئے گھر میں اور لمحہ جبکہ وہ ٹوٹ گیا تھا— المختصر، ہر لمحہ اُس گلدان کی زندگی میں کا رہا تھا بہت سارے سیکڑوں سالوں سے۔ اگرچہ شخص جو توڑا تھا گلدان پورے طور پر واقف تھا اُس واقعہ سے حتٰکہ چند سیکنڈس پہلے سے، وہ لمحہ پہلے ہی سے واقع ہوا تھا اور جانا جاتا تھا اللہ کی نظر میں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ ہم سے کہتا ہے نہ ہونے غمزدہ جو کچھ کہ مصیبت ہم پر پڑتی ہے۔کیونکہ جو واقع ہوتا ہے وہ تقدیر کا ایک جُز ہوتا ہے، اور اِنسان اِس کو بدلنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔بہر حال لوگوں کو ہنوز سیکھنا چاہیے تقدیری مقرر کردہ واقعات سے اور دیکھتے ہوئے ذہانت اور اچھائی کو جو اُن میں ہوتی ہے، رجوع ہوں اپنے آقا سے، جو پیدا کرتا ہے اُن کے مقرر کردہ واقعات یعنی تقدیروں کو اور جو لامحدود طور پر مہربان، شفیق اور منصف ہوتا ہے، اور جو دیکھ بھال اور اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

مشکل جو لوگ اختیار کرتے ہیں جبکہ ہنوز ایک جنین (Embryo) میں ہوتے ہیں، اُن کی حالت جب وہ پہلے پڑھنا اور لکھنا سیکھتے ہیں اور اُن کی 35ویں سالگرہ پر وہ اپنی اہلیت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب وہ وظیفہ پر ہٹ جاتے ہیں اور پہلے سے ہی طے کردہ ہوتے ہیں کتاب مُبین میں اللہ کے علم میں۔اِنسان نہ تو محسوس کرسکتے ہیں اور نہ کوئی چیز

کرسکتے ہیں جو کہ طے نہ کی گئی ہو اُن کی تقدیروں میں۔لوگ اِس بڑی سچائی سے غافل ہوتے ہیں اور گذارتے ہیں اپنی زندگیاں پریشانی اور خوف کی ایک حالت میں۔بطور مثال کے، وہ مستقل طور پر فکرمند رہتے ہیں اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں، کون سے اِسکول میں وہ شریک ہوں گے، کون سی نوکریاں وہ رکھیں گے، اُن کی صحت کی حالت کے بارے میں اور کس قسم کی زندگیاں وہ گذاریں گے۔حقیقت میں، بہر حال، ہر چیز ایک شخص کے وجود سے بطور ایک واحد خلیہ کے اُس وقت تک جب وہ پہلے پڑھنا اور لکھنا سیکھتے ہیں، جوابات سے وہ امتحانات میں دیتے ہیں، کون سی Job وہ کریں گے اور کون سی کمپنی میں، کتنی بار وہ اپنے ناموں کی دستخط کریں گے اور کیسے اور کہاں وہ مریں گے— ہر چیز پہلے سے ہی طے کردہ ہوتی ہے اللہ کی نظر میں۔یہ تمام واقعات پوشیدہ پڑے ہوتے ہیں اللہ کے حافظہ میں۔مثال کے طور پر، لوگوں کی حالت اِس خصوصی لمحہ پر، بطور ایک Fetus کے، پرائمری اسکول میں، یونیورسٹی بول پر، آفس میں پہلے دن پر، جب وہ اپنا 35واں تاریخ پیدائش مناتے ہیں، جب وہ اپنی موت پر فرشتوں کو دیکھتے ہیں، جب وہ اپنے رشتہ داروں کے ذریعہ دفن کردیئے جاتے ہیں اور وہ لمحات جبکہ وہ اپنا حساب دے رہے ہوتے ہیں بعد کی زندگی میں— تمام کچھ ہوتا ہے بطور ایک واحد لمحہ کے اللہ کی نظر میں۔

وہ جو خلوص دل سے اللہ سے رجوع ہوتے ہیں، توقع رکھ سکتے ہیں حاصل کرنے اُس کے منظوری، رحم اور جنت کو، اور رہیں گے امن میں اور خوشی میں اِس دنیا اور بعد کی زندگی— دونوں میں۔ہر کسی کے لئے جو رُجوع ہوتا ہے اللہ کی طرف اور جو جانتا ہے کہ تقدیر اللہ سے پیدا کی گئی ہے، ہوتی ہے بہت ہی مبارک اُن کے لئے، وہاں ایسا کچھ نہیں ہوتا ہے جس کی وجہ سے خوف میں آئیں، یا افسوس کریں یا اُس پر غم محسوس کریں۔ایسے لوگ سمجھداری کی کوشش کرتے ہیں، تاہم جانتے ہیں کہ یہ سب اُن کے تقدیروں میں ہوتا ہے، اور یہ کہ وہ اُن کو بدلنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں جو کچھ کہ لکھا ہوا ہے اُن کی تقدیروں میں، چاہے وہ کچھ بھی کرسکیں۔ایک ایمان والا، تقدیر پر یقین رکھتا ہے جو اللہ کی پیدا کردہ ہوتی ہے، جہاں تک ہوسکے وہ اُس کے مطابقت میں ہوتا ہے، مشکلات کا وہ سامنا کرتا ہے، وہ

احتیاطی تدابیر اختیار کرتا ہے، اور کوشش کرتا ہے بدلنے تمام واقعات ایک مبارک سمت میں، لیکن رہتا ہے وہ واقفیت میں اور آسانی میں جو ظاہر ہوتے ہیں جاننے سے کہ وہ تمام وقوع پذیر ہوتے میں اُس کی تقدیر میں اور یہ کہ اللہ نے پہلے ہی سے اُنہیں طے کر رکھا ہے بہت ہی خوش آیند شکل میں ہمارے لئے۔

قرآن میں، اللہ حوالہ دیتا ہے ایک احتیاط کا جو روا رکھی گئی تھی پرافٹ یعقوب علیہ اسلام سے اپنی بچوں کی حفاظت کے لئے۔ تاکہ وہ بد اندیش لوگوں کی توجہ کو اپنے جانب مبذول نہ کرا سکیں، پیغمبر یعقوب (as) سفارش کی تھی کہ اُس کے لڑکے شہر میں الگ الگ Gates سے داخل ہوں، پھر بھی اُن کو یاد دلایا کہ یہ کبھی بدل نہیں سکتا ہے تقدیر کو جو اللہ کی مقرر کردہ ہوتی ہے۔

''اور کہا اے بیٹو! نہ داخل ہونا ایک دروازے سے اور داخل ہونا کئی دروازوں سے جُدا جُدا، اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی کسی بات سے، حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کا اُسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اُسی پر بھروسہ چاہیے، بھروسہ کرنے والوں کو۔'' (سورہ یوسف،67)

اللہ پیش کرتا ہے ایک دوسری آیت میں کہ چاہے کچھ بھی وہ کریں مگر ہوتا وہی جو تقدیر میں ہوتا ہے، لوگ اپنی تقدیروں کو نہیں بدل سکتے:

''پھر اللہ تعالیٰ اِس تکلیف کے بعد تم پر چین کی راحت بھیجی یعنی آرام کی نیند کہ تم میں سے ایک گروپ پر تو اِس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک دوسرا گروپ وہ تھا کہ اُن کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی، یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کے خلاف سوچ رہے تھے جو کہ اُن کا حماقت کا خیال تھا، وہ تو یوں کہہ رہے تھے کیسا ہمارا کچھ اختیار چل سکتا ہے؟ آپ فرما دیجئے، کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہوتا ہے۔ وہ لوگ اپنے دِلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو وہ آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے، آپ فرما دیجئے کہ تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا ہے وہ لوگ اُن مقامات کی طرف نکل پڑتے جہاں وہ مرے ہیں، اور جو کچھ ہوا ہے وہ اِس لئے ہوا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ

تمہارے دِلوں کی بات کو صاف کر دے، اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں۔'' (سورہ ال۔عمران،154)

جیسا کہ اِس آیت سے دیکھا جا سکتا ہے، حتّٰکہ اگر لوگ ایک مبارک، مذہبی مشاہدہ کو نظر انداز کرتے ہیں تاکہ اپنی زندگیاں محفوظ کر سکیں، وہ پھر بھی مر جاتے ہیں اگر ایسا کچھ لکھا ہوتا ہے اُن کی تقدیر میں۔

طریقے، جن میں ایسا ایک شخص پناہ لیتا ہے تاکہ موت سے بچ سکے، بھی طے کئے جاتے ہیں اُس کی تقدیر میں، اور ہر کوئی کو محسوس کرنا ہوتا ہے جو کچھ کہ طے کیا گیا ہوتا ہے اُن کی تقدیروں میں۔

اِس آیت میں، اللہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ واقعات جو لوگوں کی تقدیروں میں پیدا کئے گئے ہیں، کا مقصد لوگوں کی آزمائش کرنا اور اُن کے دِلوں کی صفائی کرنا ہوتا ہے۔ سورہ فاطر میں، یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہر ایک عرصہ حیات، اللہ کی دور بین نگاہ میں طے کیا گیا ہے۔ ''اور اللہ نے تم کو بنایا ہے مٹی سے پھر Sperm کے ایک قطرہ سے، پھر بنایا تم کو جوڑوں میں، اور نہ حمل رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہے اللہ کے علم کے بغیر، اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا، اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔'' (سورہ فاطر،11)

ذیل کی آیات سورۃ القمر سے ظاہر کرتی ہے کہ ہر شخص سطر بہ سطر اپنی تقدیر پر خود بخود عمل کرتا ہے اور اُس کو بتائے جاتے ہیں واقعات جو فردوس کے لوگ سے محسوس ہوتے ہیں بطور واقعات کے جو پہلے کبھی کے ہو چکے ہیں۔

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے، کہ سچی زندگی فردوس میں مستقبل میں ہمارے لئے ہوتی ہے۔ بہر کیف، عالمانہ خطبات، احساسات (تجربات) اور دعوتیں جنت میں تمام کے تمام اللہ کے حافظہ میں موجود ہوتے ہیں۔ اِس دُنیا میں اور بعد کی زندگی میں، تمام لوگوں کا مستقبل واقع ہوا ہوتا ہے ایک لمحہ میں اللہ کی دور بین نگاہوں میں قبل اِس کے ہم حتّٰکہ پیدا ہوتے ہیں اور محفوظ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حافظہ میں:

اور جو کچھ کہ اُنہوں نے کیا ہے لکھا گیا ہے کتاب میں، اور ہر چیز شمار کی گئی ہے، چھوٹی یا بڑی، جوڈرنے والے ہیں ہوتے ہیں باغوں میں اور نہروں میں، بیٹھے ہوئے ہیں عزت کے ساتھ آگے قادر مطلق اللہ کے۔'' (سورۃ القمر، 54-52)

بعض آیات میں قرآن کے، اللہ حوالہ دیتا ہے بعض واقعات کا جو رکھے ہوتے ہیں مستقبل میں ہمارے لئے، تاہم جو کہ پہلے ہی سے وقوع پذیر ہوتے ہیں اللہ کی دور بین نگاہ میں۔ مثال کے طور پر، بعض آیات ظاہر کرتی ہیں کہ لوگوں کو خود کے لئے اللہ کو اپنا حساب دینا ہوگا بعد کی زندگی میں جو بتاتے ہیں اُن واقعات کو جیسا کہ وہ پہلے ہی سے ہو چکے ہوتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں ساتھ میں:

صور پھونکا جاتا ہے، پھر جو کوئی آسمانوں میں اور زمین میں ہوتے ہیں بے ہوش ہو جاتے ہیں مگر جس کو اللہ چاہے، پھر صُور پھونکا جاتا ہے دوسری بار تو فوراً وہ اُٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر طرف دیکھتے ہیں، اور چمکے زمین اپنے رب کے نور سے، اور لا دھریں جاتے ہیں کتب اور حاضر لائے جاتے ہیں پیغمبرز اور گواہ اور فیصلہ ہوتا ہے اُن میں انصاف سے اور نہ اُن پر ظلم ہوگا۔ (سورہ زمر، 69-68)

''اور جو کہ منکر ہوتے ہیں، ہانکے جاتے ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ کر کے یہاں تک کہ جب پہنچ جاتے ہیں دوزخ پر تو اُن پر کھولے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے، اور کہنے لگتے ہیں اُن کو اُس کے داروغہ کہ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تم میں کے، پڑھتے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے، بولتے ہیں، کیوں نہیں، پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر۔'' (سورہ زمر، 71)

''اور ہانکے جاتے ہیں وہ لوگ جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے، جنت کی طرف گروہ گروہ، یہاں تک کہ جب پہنچ جاتے ہیں جنت پر اور کھولے جاتے ہیں اُس کے دروازے اور کہنے لگتے ہیں اُن کو داروغہ، سلام پہنچے تم پر، تم لوگ ہو پاکیزہ، داخل ہو جاؤ اِس میں ہمیشہ رہنے کے لئے، اور وہ بولتے ہیں، شکر ہے اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ۔'' (سورہ زمر، 73)

اِسی موضوع پر دوسرے آیات پیش ہیں:-

''اُس دن پر، اور آیا ہے ہر ایک شخص، اُس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک احوال بتانے والا۔'' (سورہ ق، 21)

''اُس دن، اور پھٹ جاتا ہے آسمان، اور پھر وہ دن آسمان کمزور ہو کر بکھر رہا ہوتا ہے۔'' (سورہ الحاقّہ، 16)

''اور بدلہ دیا ہے اُن کو اُن کے صبر اور استقامت پر، باغ اور ریشمی پوشاک، تکیہ لگائے بیٹھے ہوتے ہیں اُس میں تختوں کے اوپر، نہیں دیکھتے ہیں وہاں بہت دھوپ کا سورج، اور نہ تلخ سردی۔'' (سوررہ ال۔انسان، 12,13)

''اور نکال کر ظاہر کردیں دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلے کہ جو چاہے دیکھ سکے۔'' (سورہ نازعات، 36)

''سو آج ایمان والے منکروں پر ہنستے ہیں۔'' (سورہ التطفیف، 34)

''اور دیکھیں گے گنہگار دہکتی آگ کو اور پھر سمجھ لیں گے کہ اِن کو پڑنا ہے اِس میں اور اِس سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔'' (سورہ کہف، 53)

☆ مادہ کی اصلیت اور تقدیر کی حقیقت، ایمان والوں کے لئے، ایک بڑا انعام ہوتا ہے

یہ ہوتا ہے ایک بڑا انعام اُن لوگوں کے لئے جو رکھتے ہیں ایمان اور عقیدہ اللہ پر اور قابل ہوتے ہیں دیکھنے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے ساری اشیاء کو جاننے مادہ کی صحیح اصلیت کو۔ معاملات بارے میں موت کے، بعد کی زندگی کے، جنت اور دوزخ تمام طے کئے گئے ہیں لوگوں کے لئے جو اِس راز کو پا لیتے ہیں۔ اور سوالات جیسے کہ ''اللہ کہاں ہے؟ جنت اور دوزخ کہاں ہیں؟ اور کیا جنت اور دوزخ اِس لمحہ موجود ہیں؟ تمام کے تمام آسانی کے ساتھ جواب دیئے جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اُس نظام کو جس سے کہ رب العزت، اللہ، نے پیدا کیا ہے ساری کائنات کو بغیر کسی چیز کے اور کیسے وہ مستقل طور پر تخلیق کئے جاتا ہے، بہت کچھ

— اِس راز کا شکریہ، سوالات جیسے کب؟ اور کہاں؟ ہوجاتے ہیں بے معنی — کیونکہ، حقیقت میں، نہ تو وقت اور نہ مکان وجود رکھتے ہیں۔ واقعات جو محسوس ہونے کو ہوتے ہیں پہلے ہی وقوع پذیر ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ غیر منطقی اور بے معنی ہوتا ہے پریشان ہونا بارے میں رنج کے یا تاسف کا احساس کرنا اُن کے لئے۔ اِن رازوں کی سمجھ اِس دُنیا کی زندگی کو پلٹ دیتی ہے جنت کی ایک قسم میں۔ تمام مادی وابستگیاں، شکوک، خوف اور تمنائیں جو اِس دُنیا میں تکلیف پیدا کرتی ہیں، غائب ہوجاتی ہیں۔ ایک شخص دیکھتا ہے کہ قادر مطلق، اللہ، ساری دنیاؤں کا مالک، ہوتا ہے پورے طور پر مطلق وجود، اور یہ کہ کوئی دوسری ہستی حقیقت میں وجود نہیں رکھتی ہے۔ ہر کوئی سمجھتا ہے کہ ساری کائنات رکھتی ہے مگر ایک واحد آقا، وہ بدلتا ہے مادی دُنیا کو جیسا کہ وہ چاہتا ہے، اور یہ کہ ایک واحد چیز کو ہر کسی کو کرنا ہوتا ہے رجوع ہونا اللہ سے اور لینا ہوتا ہے اُسے بطور اپنے ایک سرپرست کے، اُس کی فرمانبرداری میں۔ اِس بڑے راز کو سمجھنا ہوتا ہے اعلیٰ ترین انعامات میں سے ایک جس سے ایک شخص بہرور ہوسکتا ہے اِس دُنیا میں۔

اللہ ہمارے بہت ہی قریب ہوتا ہے۔ یہ اللہ ہے جو پیدا کرتا ہے آدمی کو اور عطا کرتا ہے اُس پر خود کی اپنی روح۔ ہستی جس کا کہ ہر کوئی حوالہ دیتا ہے بطور ''میں'' کے ہوتا ہے اِس طرح اللہ کا ایک مظاہرہ۔ اللہ اِس بندہ کی ہر حرکت کو جانتا ہے''۔ ہر بات کو جو وہ سوچتا ہے، جانتا ہے، اُس کے تمام کچھ معاملات اللہ سے تخلیق کئے جاتے ہیں۔ یہ وہ ہوتا ہے جو وجہ پیدا کرتا ہے ایک شخص کے لئے دیکھنے، سمجھنے، محسوس کرنے، سوچنے، خوشی منانے، اور خوش ہونے۔ ایک شخص جیتا ہے اُس کا ہر لمحہ کیونکہ اللہ ایسا چاہتا ہے۔ ہر واقعہ جس کا کہ ایک شخص سامنا کرتا ہے، اللہ کے طے کردہ شکل میں ہوتا ہے۔ جو کہ صحیح صورت حال ہوتی ہے۔ ایک شخص جو کوئی سرپرست نہیں رکھتا ہے اور نہ مددگار ساتھی اللہ کے سوا کوئی اور۔ اُس کا وجود پھیلا ہوتا ہے ہر سو اور ہر جگہ۔ کچھ بھی وجود نہیں رکھتا ہے سوائے اللہ کے، عظیم اور اعلیٰ مرتبت، واحد وجود، جس میں ہر ایک کو چاہیے تلاش کرے پناہ گاہ، مدد اور بدلہ۔

قرآن میں اللہ ہم سے اس طرح مخاطب ہوتا ہے: ''یہی اللہ ہے تمہارا رب،

نہیں ہے کوئی اور معبود سوائے اللہ کے جو پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اِسی کی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے۔ نہیں پاسکتی ہیں اُس کو کوئی آنکھ مگر وہ پاسکتا ہے ہر آنکھ کو اور وہ نہایت لطیف اور خبردار ہے۔'' (سورہ انعام 102,103)

☆ اختتام

مادہ پرست لوگ خیال کرتے ہیں کہ ایک دُنیا اتفاقات سے قائم کی ہوتی ہے اور ایک ایسی کائنات میں اپنا وجود رکھتی ہے جو اُن کے خیال میں دائمی اور لازمان ہوتی ہے۔ تاہم وہاں کوئی شک نہیں ہوتا ہے کہ اِنسان — جو اپنی ذہانت استعمال کرتے ہیں، تہذیبات قائم کرتے ہیں، Robots تیار کرتے ہیں، انٹرنٹ پیدا کرتے ہیں، اِن تمام چیزوں کا استعمال کرسکتے ہیں، سوچ بچار کرسکتے ہیں اور مظاہر قدرت سمجھتے ہیں، شکوک محسوس کرتے ہیں، بے غرضانہ سلوک مسلوک میں مصروف رہتے ہیں، ایک سبزہ زار دیکھ کر محفوظ ہوتے ہیں، سچائی کے قیام میں کوششیں کرتے ہیں — یہ سب کام میں اتفاق سے انجام نہیں دیئے جاتے ہیں۔ اسی لحاظ سے کہ کوئی زندگی کی شکل زمین پر وجود میں نہیں آسکتی ہے اتفاق سے، انسان — اپنے جسمانی اربوں خلیات کے ساتھ، ہر خلیہ میں موجود پیچیدہ اعضویات (Organelles) کے ساتھ، شاندار بھیجہ اور غیر معمولی ظاہری وضع قطع کے ساتھ — سب اتفاق کے کام نہیں ہوسکتے ہیں، کسی حال۔

مادہ پرستوں کے خیال کے برخلاف، کوئی بھی چیز زمین پر اتفاقی نہیں ہوتی ہے۔ اگر کوئی بھی چیز اتفاقی نہیں ہوتی ہے لوگوں میں، یا جو کچھ کہ اُن کے کرنے میں اور حاصل کرنے میں، تو اِس کا مطلب ہوگا کہ وہاں اُن میں با مقصد شعور ہوگا۔ اگر ایک شخص شعور کے ساتھ کام کرتا ہے تب وہاں ہوگی ایک اعلیٰ ذہانت جو تخلیق کی تھی اُس شعور کو، ایک ایسی ذہانت، جو ہر چیز سے جو کہ فرد کرتا ہے دیکھتا ہے اور جانتا ہے، سے اعلیٰ ہوگی۔

یہ ذہانت اللہ کی ملکیت ہوتی ہے، جس نے پیدا کیا ہے انسان، بغیر کسی چیز کے۔ اور پھونکا اپنی روح اُس میں۔

ایک شخص خوبصورتی میں خوشی محسوس کرتا ہے اگر اللہ ایسا پسند کرتا ہے۔ اگر اللہ ایسا

پسند کرتا ہے، تو وہ دریافتیں کرتا ہے اور ٹکنالوجیز ایجاد کرتا ہے۔ اگر اللہ پسند کرتا ہے، تو وہ نغمہ گیری کرتا ہے، Violin بجاتا ہے یا کتابیں لکھتا ہے۔ اگر اللہ ایسا خواہش کرتا ہے، تو ایک شخص خوشی مناتا ہے، رنجیدہ ہوتا ہے، لطف لیتا ہے، فکر مند ہوتا ہے یا جوش محسوس کرتا ہے۔ موسیقی اور خوبصورتی سے لطف اللہ کی اجازت سے اٹھاتا ہے۔ ایک خوبصورت منظر سے لطف اندوز ہوتا ہے، اچھے کپڑوں، موزوں طرزِ عمل، پھولوں سے، ایک خرگوش دیکھ کر، ایک پینٹنگ دیکھ کر یا ایک Cake سے لطف اٹھاتا ہے، غرض کہ یہ سب اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔

کوئی بھی اِن میں سے کسی کو بھی محسوس نہیں کرسکتا ہے جب تک کہ اللہ ایسا نہیں چاہتا ہے۔

یہ طبعی مادہ نہیں ہوتا ہے جو اِن چیزوں کو حاصل کرتا ہے، یہ پروٹینس نہیں ہوتے ہیں جو اُبھرتے ہیں اُن غذاؤں سے جو کوئی کھاتا ہے۔ اور نہ یہ خلیات ہوتے ہیں انسانی بھیجہ میں۔ یہ انسانی بھیجہ نہیں ہوتا ہے اُس کے لئے محبت نہیں محسوس کرسکتا ہے۔ بھیجہ کوئی صلاحیت نہیں رکھتا ہے نغمہ گیری کرنے کی، ایک گلہری کے لئے پیار محسوس نہیں کرسکتا ہے جب وہ دیکھتا ہے اُس کے کودتے پھدکتے اطراف میں۔ بھیجہ کوئی تمنا محسوس نہیں کرتا ہے، اور نہ کوئی پاسداری یا خود سپردگی۔ بھیجہ کوئی گھر سے وابستگی محسوس نہیں کرتا ہے جیسے ہی وہ یاد کرتا ہے اُس کے پرائمری اِسکول میں گذرا ہوا پہلے دن کو۔ بھیجہ محض ایک عضو ہوتا ہے جو Fats، پانی، پروٹینس اور مختلف کیمیکلس سے بنا ہوتا ہے۔ یہ بھیجے نہیں ہوتے ہیں، بلکہ انسانی ارواح ہوتے ہیں جو محبت کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، اور شرمندگی محسوس کرتے ہیں، لگاؤ محسوس کرتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں جیسے ہی وہ یاد کرتے ہیں گذرے ہوئے دلچسپ لمحوں کو۔ یہ روح کا وجود ہوتا ہے جو اللہ کی ملکیت ہوتی ہے جو انسان کو انسان بناتی ہے۔

آیا یا نہیں لوگ روح کے وجود پر یقین کرتے ہیں، اُن کو چھوڑنا ہوتا ہے اُن کے زمینی جسموں کو اور اپنے اعمال کا حساب بعد کی زندگی میں اللہ کے حضور میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ وفا شعار لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ایک رُوح رکھتے ہیں جو اللہ کی عطا کردہ ہوتی

ہے۔ وہ اور باقی تمام ــــ منکرین، مادہ پرست، ڈارونسٹ لوگ، وہ جو کہ روح کے وجود سے انکار کرتے رہے ہوتے ہیں اُن کی ساری زندگیوں کے دوران، وہ جو کہتے ہیں، ''ہم Neurons کے مجموعہ پر مشتمل ہوتے ہیں''، اور ''ہاں کوئی بعد کی زندگی نہیں ہوتی ہے'' وہ جو کہتے ہیں، ''مادہ ہی ایک واحد مطلق وجود ہوتا ہے'' ــــ بغیر کسی استثناء کے، تمام ارواح جو کبھی رہے ہیں اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا اللہ کے حضور میں۔ ہر ایک اپنے اعمال کا ایک پرفکٹ بدلہ حاصل کرے گا، ہر ایک کے ساتھ انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا۔

آیا ایک شخص تسلیم کرتا ہے ایک 1% امکان کے اِن حقائق کے ہونے سچ کے، یا آیا وہ حیرت کرتے ہیں بعد کی زندگی کے حقیقت کے تعلق سے، اُن کو اب چھوڑنا ہوگا تمام اُن کے غلط عقائد کو اور وہ سب کرنا ہوگا جو وہ کرسکتے ہیں اپنے آپ کو تیار کرنے بعد کی زندگی کے لئے رجوع ہو کر اپنے آقا، اللہ سے۔

یہ ہمیشہ ممکن ہوتا ہے ایک کی غلطیوں سے چھٹکارا پانا جب تک کہ ایک زندہ رہتا ہے اِس دنیا میں۔ اللہ ہم سے فرماتا ہے اپنی آیات میں اس طرح۔

''اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتوں کے ماننے والے تو اُن سے یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب مہربانی فرماتا ہے، اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی بُرا کام کر بیٹھے، جہالت سے، پھر وہ اُس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں۔''

(سورہ انعام، 54)

''اور جنہوں نے کئے بُرے کام پھر توبہ کی، اس کے بعد اور ایمان لائے تو بے شک تیرا رب توبہ کے پیچھے البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (سورہ اعراف، 153)

اِس دُنیا کی زندگی ایک عارضی ٹھکانہ ہے۔ ہر چیز جو اِس دُنیا کی ہوتی ہے، ناپائدار ہوتی ہے۔ کوئی بھی چیز جو کہ انسانوں کی ملکیت ہوتی ہے اِس دُنیا میں، حقیقی نہیں ہوتی ہے۔ یہ خیال کرنا کہ یہ دُنیا حقیقی ہے ہوتا ہے مثل خیال کرنا کہ ایک خواب حقیقی ہوتا ہے، تو انائیوں کو موڑے رکھنا اِس کی طرف اور ایک کی آنکھوں کو بند رکھنا اور روح کو ہر کسی

چیز سے بھی جو حق راہ سے ہٹائے۔ اللہ پورا مطلق ہستی ہوتا ہے، پوری سچائی کے۔ ڈاروینیزم ختم ہو چکا ہے اور مادیت مر چکی ہے۔

قادر مطلق اللہ کے وجود کو تسلیم کرنے کا مطلب تمام جھوٹے عقائد کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اِس کتاب کا مقصد ہر ایک کو بُلانا ہوتا ہے دیکھنے یہ سب کچھ۔ وہاں پر کوئی شک نہیں کہ: ''جو شخص یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے، وہ سب حق ہے۔ کیا ایسا شخص اُس کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔ پس نصیحت تو سمجھ دار لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔ (سورہ الرعد، 19)

☆ نظریہ اِرتقاء ایک دھوکہ

ڈارویزم، باالفاظ دیگر نظریہ ارتقاء اِس مقصد کے تحت پیش کیا گیا تھا کہ تخلیق کی حقیقت سے انکار کرے، جو ایک غیر سائنسی مغالطہ کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ یہ نظریہ، جو دعویٰ کرتا ہے کہ زندگی اُبھری تھی اتفاق سے بے جان اشیاء سے، ناکارہ ثابت ہوا تھا، سائنسی شہادت اور زبردست توجیہات کے ساتھ — کائنات اور جانداروں میں واضح ڈزائن کے، ساتھ ساتھ 30 کروڑ Fossils کی دریافت پر یہ بات روز روشن کی طرح صاف ہو چکی ہے کہ نظریہ اِرتقاء فرسودہ مفروضہ کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

امریکی ماہرین نے اِس چیز کی وضاحت کچھ اِس طرح کرتے ہیں، دہریت، ڈاروینیزم، اور دوسرے نظریات جو 18 ویں اور 17 ویں صدیوں کے فلسفوں پر اُبھرے تھے، بنائے گئے تھے مفروضات پر، غلط تاویلات پر کہ کائنات لامحدود ہے اِس کی ابتداء ہے نہ انتہا وغیرہ۔ انفرادیت لائی ہے ہمیں بالمقابل علت و معلول کے، کائنات کے اور وہ تمام راز کے جو اِس میں شامل ہیں بہ شمول خود زندگی کے۔ پروپیگنڈہ جو آج کل جاری ہے تا کہ نظریہ اِرتقاء کو زندہ رکھا جا سکے۔ یہ پوری طور پر قائم ہے توڑ مروڑ کر سائنسی حقائق کو پیش کرنے، غلط تاویلات کے، سائنسی لبادے میں، میڈیا کے ذریعہ پبلک کے سامنے مختلف انداز میں، لائے جارہے ہیں۔ پھر بھی یہ پروپگنڈہ سچائی کو چھپا نہیں سکا ہے۔ یہ حقیقت کہ نظریہ اِرتقاء سائنسی تاریخ کا سب بڑا دھوکہ اور فریب ہے اِس قسم کا اظہار بار بار سائنسی دنیا

میں پچھلے 20 تا 30 سال سے ہوتا رہا ہے۔ تحقیقاتی سلسلہ 1980 کے بعد سے خصوصاً ہوتا آیا ہے نتائج کھلے طور پر اِس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ڈاروینزم اور نظریہ اِرتقاء پورے طور پر بے بنیاد اور ناکارہ ہیں۔ بالخصوص امریکہ میں کئی سائنس داں جن کا تعلق مختلف فیلڈس سے ہے، جیسے حیاتیات، بائیوکیمسٹری، پالیانٹالوجی وغیرہ سے ہے، ڈارونیزم کے ناکارہ پن کو تسلیم کرتے ہیں اور تخلیق کی حقیقت کو زندگی کی ابتداء کا سبب قرار دیتے ہیں۔ آج زندگی میں غیر معمولی ڈزائن نے 20 ویں صدی کے ختم تک نظریہ اِرتقاء کو ناکارہ بنا دیا ہے ہم لے کے چلیں ہیں اِس موضوع کو کافی تفصیل کے ساتھ بعض ہمارے دوسرے مطالعہ جات میں بھی اور جاری رکھیں گے آگے بھی۔ بہر حال، ہم خیال کرتے ہیں کہ اِس کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ مناسب ہوگا کہ یہاں پر بھی نظریہ اِرتقاء پر ایک خلاصہ پیش کریں۔

☆ سائنسی طور پر ڈارونیزم کا خاتمہ

اگر چہ کہ Pagan اُصول چلتا رہا تھا عہد قدیم سے یونان سے، نظریہ ارتقا غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا رہا تھا 19 ویں صدی میں، بہت ہی اہم پیش رفت جو بنا دی تھی اِس نظریہ کو سر فہرست موضوع سائنسی دُنیا کا، وہ تھی چارلس ڈارِون کی کتاب بہ عنوان The Origin Of Species، شائع ہوئی تھی 1859ء میں۔ اِس کتاب میں ڈارِون نے انکار کیا تھا کہ مختلف جاندار اصناف (Species) زمین پر جدا گانہ طور پر تخلیق کئے گئے تھے۔

ڈارِون کے مطابق تمام جاندر رکھتے تھے ایک مشترکہ جدِّ اعلی اور وے بدلتے گئے وقت کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کے لحاظ سے۔ ڈارِون کا نظریہ کوئی ٹھوس سائنسی بنیاد پر قائم نہ تھا۔ جیسا کہ وہ خود بھی، آگے چل کر، اقبال کرتا ہے اِس بات کو کہ وہ اُس کا ایک محض مفروضہ تھا۔ اِس کے علاوہ، جیسا کہ ڈارِون اعتراف کرتا ہے اپنی کتاب میں، Difficulties Of Theory، کے ایک طویل Chapter (باب) میں کہ نظریہ ناکام ہو رہا تھا کئی ایک اہم ترین سوالات کے سامنے۔

ڈارِون اپنی ساری اُمیدیں لگا دی تھی سائنسی دریافتوں میں، جن سے وہ توقع

رکھتا تھا کہ وہ حل کرلے گا نظریہ کی ساری مشکلات کو۔

بہر حال، اِس کے توقعات کے برخلاف، سائنسی دریافتیں اِس کے مشکلات کے ابعاد کو مزید وسیع تر بنادی تھیں۔

ڈاروِن کی شکست کا جائزہ سائنس کی روشنی میں تین بنیادی سرخیوں کے تحت، لیا جاسکتا ہے:

1) ڈاروِنیزم کسی طرح سے بھی وضاحت نہ کرسکا تھا کہ کیسے زندگی ی ابتداء زمین پر ہوئی تھی؟

2) وہاں پر ایسی کوئی سائنسی دریافت نہیں ہوئی تھی جو بتلا سکے کہ اِرتقائی میکانیزمس جو نظریہ اِرتقاء سے تجویز کئے گئے ہیں، رکھتے ہیں طاقت جو اُبھرتی ہے خود سے مطلق طور پر۔

3) Fossils Records، نظر اِرتقاء کے بیانات کے بالکل خلافِ شہادت دیتے ہیں۔ اِس سکشن میں، ہم جائزہ لیں گے اِن تین بنیادی نقاط کا، عام سرخیوں اور ذیلی سرخیوں کے ساتھ۔

1) پہلا نا قابل رسائی قدم: زندگی کی ابتداء

نظریہ ارتقاء پیش کرتا ہے کہ تمام جاندار اصناف (Species) ایک واحد خلیہ سے نکلے ہیں، اور یہ خلیہ اُبھرا تھا ابتدائی زمین پر 80 کروڑ سال پہلے۔ کیسے ایک واحد خلیہ پیدا کرسکتا ہے لکھوکھا پیچیدہ زندہ اصناف کو اور، اگر ایسا ایک ارتقاء حقیقت میں واقع ہوا تھا، تو پھر کیوں ان کے شائبات مشاہدہ میں نہیں آسکے ہیں۔ Fossil Records میں، ہوتے ہیں بعض ایسے سوالات جن کے جوابات نظریہ اِرتقاء نہیں دے سکا ہے۔ یہ پہلا اور سب سے اولین حصّہ ہے پہلے قدم کا، اِرتقائی طریقہ عمل کے دعویٰ کا جس کی تنقیح ہونا باقی ہے، وہ یہ کہ کس طرح سے یہ پہلا خلیہ وجود میں آیا تھا؟

چونکہ نظریہ ارتقاء تخلیق سے اِنکار کرتا ہے اور وہ اس بات پر قائم رہتا ہے کہ پہلا خلیہ وجود میں آیا تھا اتفاق سے، فطرت کے قوانین کے دائرہ عمل میں بغیر کسی منصوبہ کے، یا

ترتیب کے۔ نظریہ کے مطابق بے جان مادہ پیدا کیا ہوگا ایک جاندار خلیہ کو اتفاقات کے نتیجہ میں۔ یہ، بہر حال، ایک دعویٰ ہے جو بالکلیہ مطابقت نہیں رکھتا ہے حتیٰ کہ ناقابل شکست حیاتیاتی اُصولوں سے۔

☆ زندگی پیدا ہوتی ہے زندگی سے

اپنی کتابوں میں ڈاروِن نے کبھی بھی زندگی کی ابتداء کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ اُس کے زمانہ میں سائنس کی ابتدائی سمجھ کا دارومدار اس مفروضہ پر تھا کہ جاندار رکھتے ہیں بہت ہی سادہ ساخت اپنے میں۔

ازمنہ وسطیٰ سے ''دفعتاً پیدائش'' کا نظریہ زور دیتا رہا ہے کہ بے جان مادوں کے باہم قریب آنے سے جاندار اجسام بنے تھے۔ ایسا مان لیا گیا تھا یہ عام طور پر یقین کیا جاتا تھا کہ حشرات الارض (Insects) وجود میں آتے تھے بچے کچے غذاؤں کے اجزاء سے اور چوہے گیہوں سے ہوا کرتے تھے۔ اس خیال کو ثابت کرنے کے لئے دلچسپ تجربات کئے گئے تھے۔ کچھ گیہوں کے دانے گندے کپڑے کے ٹکڑے پر رکھے گئے تھے، اور یہ خیال کیا گیا تھا کہ اِس طرح کے عمل سے چوہے گیہوں سے کچھ دیر بعد وجود میں آتے ہیں۔ اس طرح ملائم Larva یا حشرات الارض نمو پاتے ہیں سڑے گلے گوشت پر، بلکہ وہ کیڑے، مکھیوں کے ذریعہ Larva کی شکل میں لائے گئے تھے۔ یہ Larva، مکھیوں سے لائے جانے کے وقت، خالی آنکھ سے نہیں دکھائی دیتے تھے۔ حتیٰ کہ جب ڈاروِن نے اپنی کتاب 'The Origin Of Species' لکھی تھی، یہ ایقان تھا کہ جراثیم وجود میں آتے تھے بے جان مادوں سے، اور یہ خیال اُس وقت عام طور سے قابل قبول تھا ہر ایک کے لئے، اور سائنسی دنیا میں بھی یہی کچھ سمجھا جاتا تھا۔ بہر کیف! ڈاروِن کی کتاب کی اشاعت کے 5 سال بعد، لوئی پاسچر نامی سائنس داں نے طویل مطالعہ اور تجربات کے بعد اپنے نتائج کا اعلان کیا تھا جو Sponteneous Generation کی تردید کرتے تھے، یہ دفعتاً پیدائش، کا تصور کبھی اہم حصّہ ہوتا تھا نظریہ اِرتقاء کا جو پاسچر کے ہاتھوں مسترد ہوگیا تھا۔ 1864ء میں Sorbonne پر دئے گئے اپنے فاتحانہ لکچر میں پاسچر نے کہا تھا کہ

'' Sponteneous Generation کا اُصول اِس سادے سے تجربہ کے مہلک ضرب سے کبھی نہ اُبھر سکے گا۔ ایک طویل عرصہ تک نظریہ اِرتقاء کے چلانے والے اتفاق سے پیدائش کی مدافعت کرتے رہے تھے۔

بہرحال، سائنس کی ترقی نے اِن کے اِس ایقان کو ناکام بنادیا تھا کہ ایک جاندار کے ایک پیچیدہ ساخت والے خلیہ کی پیدائش اتفاق سے ہوتی ہے، اور یہ خیال کہ زندگی وجود میں آسکتی ہے اتفاق سے، سامنا کرتی ہے ایک بڑے Dead Lock سے

☆ کسی قطعی نقطہ پر نہ پہنچنے والی 20 ویں صدی کی کاوشیں

پہلا اِرتقاء پسند جو 20 ویں صدی میں ''زندگی کی ابتداء'' کا موضوع لیا تھا، وہ مشہور روسی حیاتیاتی ماہر، الکزانڈر اُپارِن تھا۔

1930 میں یہ مختلف مقالوں کے ساتھ آگے آیا تھا، اُس نے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ زندہ خلیہ وجود میں آسکتا تھا، اتفاق سے۔

یہ مطالعہ بہرکیف ناکام ہوگئے تھے۔ اور اُپارِن کو ذیل کا اقبالی بیان بھی دینا پڑا تھا۔

''بدقسمتی سے، بہرحال، خلیہ کی ابتداء کا مسئلہ شاید بہت ہی مشکل نکتہ ہے نامیاتی اجسام کے اِرتقاء کی تمام Study میں۔''

Operin کے اِرتقاء پسند حامیوں نے اِس مسئلہ کے حل کے لئے کوششوں کو جاری رکھنے کئی ایک تجربات کئے۔ سب سے مشہور تجربہ، امریکی کیمسٹ Stanley Miller نے 1953 میں انجام دیا تھا۔ ایک باضابطہ ترتیب دئے گئے تجربہ میں اُس نے اُن Gases کو ملایا تھا جو اُس کا دعویٰ تھا کہ وے زمین کے ابتدائی ماحول میں ہوا کرتے تھے اور امیزہ میں توانائی پہنچایا تھا۔ Miller نے حاصل کیا تھا نامیاتی سالمے (Amino Acids) جو پروٹینس کی ساخت میں پائے جاتے ہیں۔

بہ مشکل چند ہی سال گذرے تھے کہ یہ بات منظر عام پر آئی تھی کہ یہ تجربہ جو اُس وقت پیش کیا گیا تھا بطور ایک اہم قدم کے اِرتقاء کے نام پر، ناکارہ ثابت ہوا تھا، کیونکہ جو ماحول کہ استعمال کیا گیا تھا تجربہ کے دوران بہت ہی مختلف تھا زمین کے حقیقی ابتدائی حالات

کے لحاظ سے۔ طویل خاموشی کے بعد Miller نے اقبال کیا تھا کہ ماحول کا واسطہ جو اُس نے استعمال کیا تھا غیر حقیقی تھا۔ تمام اِرتقاء پسندوں کی کاوشیں 20 ویں صدی کے دوران ''زندگی کی ابتدا'' کی وضاحت کے بارے میں ناکامی پر ختم ہوگئی تھیں Geoffrey Bada Geochemist، جس کا تعلق San Diego Scripps Institute سے تھا اقبال کرتا ہے اِس حقیقت کو اپنے ایک مضمون میں جو 1998 میں، Earth Magazine میں شائع ہوا تھا'' آج جب کہ ہم 20 ویں صدی کو چھوڑ چکے ہیں، ہم اب بھی سامنا کرتے ہیں اُس لاینحل مسئلہ سے جس کو ہم رکھتے تھے جب ہم داخل ہوئے تھے 20 ویں صدی میں، یعنی زمین پر زندگی کی ابتداء کیسے ہوئی تھی؟

☆ زندگی کی پیچیدہ ساخت

ابتدائی وجہ کہ کیوں نظریہ اِرتقاء زندگی کی ابتداء کے بارے میں ایک اِس قدر بڑے Dead Lock سے رُک گیا تھا۔ یہ دراصل خلیہ کی پیچیدہ ساخت تھی۔ حتیٰ کہ جاندار اجسام جو سادہ دکھائی دیتے ہیں، رکھتے ہیں حقیقت میں، ناقابل یقین پیچیدہ ساختیں اپنے اندر۔ ایک جاندار جسم کا خلیہ ہوتا ہے زیادہ پیچیدہ مقابلتاً تمام اِنسانی ہاتھوں سے بنے ٹکنالاجیکل پراڈکٹس کے۔ آج دُنیا کے زیادہ ترقی یافتہ معمل خانے (Laboratories) ایک زندہ خلیہ، نامیاتی کیمیکلس کو باہم ملاکر پیدا نہیں کرسکتے ہیں۔

شرائط جو درکار ہوتے ہیں ایک خلیہ کو بنانے کے لئے، غیر معمولی طور پر اِس قدر کثیر مقدار میں ہوتے ہیں کہ جن کی وضاحت ممکن نہ ہوسکے اتفاقات سے۔ پروٹینس جو بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں کہ خلیہ کی بناوٹ میں اِمکانات، اتفاقات سے، 10^{950} میں 1 کے برابر بھی نہیں ہوتے۔

صرف ایک اوسط پروٹین کے سالمہ کے لئے جو 500 Amino Acids سے بنا ہوتا ہے، بننے کا امکان 10^{950} میں 1 سے بھی اِس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ عملی اصطلاح میں ناممکن ہوتا ہے۔ پروٹین کے ایک سالمہ میں 500 Amino Acids کے مختلف 10^{950} Combination ہوتے ہیں، اِن تمام ممکنہ سلسلوں میں سے صرف ایک ہی

سلسلہ درکار پروٹین سالمہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس لحاظ سے پروٹینی سالمہ کے اتفاقی بناوٹ کا امکان 10^{950} سلسلوں میں 1 کا ہوگا جو ایک ناممکن بات متصور ہوتی ہے۔

DNA سالمہ جو ہوتا ہے ایک خلیہ کے مرکزہ میں اور جو اپنے میں Gene کے معلومات رکھتا ہے وہ ناقابل یقین Data Bank پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اگر اِن معلومات کو لکھا جاتا تو وہ بنائے ہوتے ایک زبردست لائبریری جو اپنے میں رکھی ہوتی ایک اندازے کے مطابق Encyclopedias کے 900 جلدیں جبکہ ہر جلد میں 500 صفحات ہوتے۔

اس لحاظ سے ایک بہت ہی دلچسپ اور پریشان کُن موقف اُبھرتا ہے کہ DNA کی اپنی ایک کاپی وجود میں آسکتی ہے خود سے اتفاقات کے نتیجہ میں۔ یہ صرف چند ایک مخصوص پروٹینی Enzymes کی مدد سے اور مخصوص پروٹینس سے DNA کی بناوٹ کا روپ اپنا سکتی ہے جبکہ DNA سے وابستہ پوشیدہ معلومات تعاون عمل کریں۔ یعنی اِن دونوں کا ایک دوسرے پر انحصار ہوتا ہے، انہیں رہنا ہوتا ہے ایک ہی وقت میں DNA کی نقل کے لئے۔ یہ کیفیت پیدا کرتی ہے لازم وملزم کی صورت حال کو، تو زندگی خود سے اتفاقات سے وجود میں آئی تھی کا نظریہ ایک Dead Lock کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

پروفیسر Leslie Orgel، ایک مشہور ارتقا پسند، سپٹمبر 1994، کے سائنٹیفک امریکن میگزین کے شمارہ میں اِس حقیقت کا اقبال کرتا ہے کہ ’’یہ انتہائی ناممکنات میں سے ہوگا پروٹینس اور نیوکلیک آسڈس کا دفعتاً پیدا ہونا اتفاقات سے ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت میں۔ اور یہ بھی ناممکن دکھائی دیتا ہے، ایک کا ہونا دوسرے کے بغیر، دیر تک دوسرے کے لئے۔

اور اِس لئے پہلی نظر میں، ایک شخص اِس نقطہ پر پہنچ سکتا ہے کہ زندگی حقیقت میں کبھی بھی وجود میں نہیں آسکتی ہے کیمیائی اسباب سے۔

بے شک، اگر زندگی کے لئے ناممکن ہے کہ وجود میں آئے قدرتی اسباب سے، تو یہ قبول کرنا ہوگا کہ زندگی پیدا ہوئی تھی ایک مافوق الفطرت طریقہ عمل سے۔ یہ حقیقت بالکلیہ طور پر ناکارہ کر دیتی ہے نظریہ ارتقاء کو، جس کا اہم مقصد تخلیق سے انکار کرنا ہوتا ہے۔

☆ اِرتقاء کا تصوراتی میکانیزم

دوسرا اہم نقطہ جو ڈارِون کے نظریہ کی نفی کرتا ہے، ہوتا ہے کہ دونوں تصورات جو پیش کئے گئے ہیں نظریہ اِرتقاء سے بطور اِرتقائی میکانیزمس کے، حقیقت میں، مان لئے گئے تھے کہ وے نہیں رکھتے تھے کوئی اِرتقائی طاقت اپنے میں۔

ڈارِون نے اپنے اِرتقائی مفروضہ کی بنیاد بالکلیہ طور پر ’’فطری انتخاب‘‘ کے میکانیزم پر رکھی تھی۔ اس میکامیزم پر اِس کی اہمیت اِس کے کتاب کے عنوان، The Origin Of Species, By Means Of Natural Selection سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔

Natural Selection یعنی فطری انتخاب تعین کرتا ہے کہ وہ جاندار اجسام جو زیادہ طاقتور اور مطابقت رکھتے تھے اُن کے Habitats کے قدرتی حالات سے، زندہ بچے رہتے تھے اپنی زندگی کی کشمکش میں۔

مثال کے طور پر، ایک ہرنوں کا مندہ (herd) میں جو جنگلی جانوروں کے حملہ کی زد میں تھا، جو ہرن زیادہ تیز رفتار ہوتے تھے بچ جاتے تھے۔ اِس لئے ہرنوں کا مندہ رکھتا تھا تیز تر اور مضبوط تر افراد۔ بہرکیف! بنا کسی حُجت کے، یہ میکانیزم ہرن کے لئے سبب نہیں بن سکتا تھا اُبھرنے اور کہلانے اپنے آپ کو دوسرے جاندار اصناف میں، مثلاً گھوڑے وغیرہ میں۔

اِس لئے فطری انتخاب کا میکانیزم کوئی اِرتقائی طاقت خود میں نہیں رکھتا ہے۔

ڈارِون خود بھی واقف تھا اِس حقیقت سے اور اِس کو لکھنا پڑا تھا اِس بات کو اپنی کتاب The Origin Of Species میں۔

’فطری انتخاب کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ تائیدی تبدیلیاں وقوع پذیر نہ ہوتی ہوں‘

اِس لئے، کس طرح یہ سازگار (تائیدی) تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں اِن حیوانی افراد میں؟ ڈارِون نے اِس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اُس نقطہ نظر سے، جو اُس وقت کے حالات کے لحاظ سے سائنس کی ابتدائی سمجھ سے ممکن تھا۔ فرانسیسی حیاتیاتی ماہر، Chevalier De Lamarck (1744-1829) جو ڈارِون سے پہلے رہا کرتا تھا،

کے مطابق جاندار مخلوقات اپنے اوصاف جو وے حاصل کرتے تھے اپنے دوران زندگی میں منتقل کرتے تھے بعد کی نسل میں۔ وہ زور دیتا ہے کہ یہ خصوصی اوصاف جو منتقل ہوتے ہیں ایک نسل سے دوسری نسل کو، یہ نئی اصناف کے بننے کے اسباب ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ژراف اُبھرے ہیں بارہ سنگا سے جیسا کہ وے کشمکش کرتے تھے کھانے پتے اونچے اونچے درختوں کے، اُن کی گردنیں لمبی ہوتی گئیں نسل در نسل۔

ڈارون بھی اِسی قسم کی مثالیں دیتا ہے۔ اپنی کتاب "The Origin Of Species" میں مثال کے طور پر وہ کہتا ہے کہ بعض ریچھ اپنی غذا کی تلاش میں جاتے ہیں پانی میں بار بار، عرصہ گذرنے پر وے نسلوں بعد بدل لیتے ہیں اپنے آپ کو Whales میں۔

بہر حال قانون توارث جو معلوم کئے گئے تھے Gregor Mendel (1822-1884) سے اور Science Of Genetics سے جن کی تصدیق ہوتی ہے، جو مقبول عام ہوئے تھے 20 ویں صدی میں، یہ توارث کے قوانین بالکلیہ طور پر اِس روایت کو، کہ حاصل کردہ اوصاف منتقل ہوتے ہیں بعد کی نسلوں میں آہستہ آہستہ، کالعدم قرار دے دیئے گئے تھے۔

اس طرح فطری انتخاب اپنی تائید کھو چکا تھا بطور ایک اِرتقائی میکامیزم کے۔

☆ Neo-Darwinism اور اصناف میں تبدیلیاں

ایک حل کی تلاش کی خاطر ڈارون کے نظریہ کو ماننے والے 1930 کے دہے کے سالوں میں Modern Synthetic Theory کو آگے لایا تھا جو جیسا کہ عام طور سے Neo-Darwinism کے نام سے جانا جاتا ہے۔

Mutations, New-Darwinism (تغیرات) کو اپنے میں شامل کرتا ہے، جو جاندار کے Genes میں خرابیاں واقع ہوتی ہیں بیرونی اوامر کی وجہ سے جیسے ریڈیائی شعاعوں سے یا نقولاتی خامیوں سے ہوتے ہیں جیسے وجوہات Favourable Variations اور Natural Mutations میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔

آج جو ماڈل، اِرتقاء کی نمائندگی کرتا ہے، دُنیا میں، وہ ہے Neo-Darwinism

یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ لکھوکھا جاندار ایک Process کے نتیجہ میں جس کی وجہ سے بے شمار پیچیدہ عضویات (کان، آنکھ، پھیپھڑے، پنکھ وغیرہ) تبدیلیوں سے گذرتے رہے ہیں Genetic Disorders سے۔

تاہم وہاں سے ایک کھُلی سائنسی حقیقت جو بالکلیہ اِس نظریہ کی تردید کرتی ہے تبدیلیاں جاندار کی بڑھوتری کو روک دیتی ہیں اور وے ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اِس کے لئے ایک بہت ہی سادہ وجہ ہے۔

DNA رکھتا ہے ایک بہت ہی پیچیدہ ساخت، اِس لئے علی الحساب اثرات صرف اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

امریکی Geneticist' B.G. Ranganathan' اِس کو اِس طرح واضح کرتا ہے پہلے میں کہوں گا کہ قابل بھروسہ بدلاؤ بہت ہی کم نظر آتا ہے قدرت میں، دوسری بات اکثر بدلاؤ بہت ہی نقصان دہ ہوتے ہیں چونکہ وے علی الحساب ہوتے ہیں مقابلتاً باقاعدہ بدلاؤ کے Genes کی ساخت میں، کوئی علی الحساب بدلاؤ ایک غیر معمولی باقاعدہ نظام میں، ہوتا ہے خطرناک نہ کہ خوش آئند۔ مثلاً، ایک زلزلہ ہلا سکتا ہے ایک اعلیٰ باقاعدہ ساخت کو جیسے ایک بلڈنگ کو، وہاں ہوتا ہے علی الحساب بدلاؤ بلڈنگ کے فریم ورک میں، جہاں تمام ممکنات میں بھی سُدھار نہیں ہوگا۔

اِس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کوئی بدلاؤ کی مثال ایسی نہیں ہے جو کارآمد ہے، یعنی جو سمجھی جاتی ہے کہ ترقی دے سکتی ہے Genetic Code کو تاہم آج تک ایک بھی مشاہدہ میں نہیں آئی ہے اور نہ آئے گی۔ تمام بدلاؤ نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں۔ یہ سمجھا جاتا تھا کہ بدلاؤ، جو پیش کیا گیا ہے بطور ایک اِرتقائی میکینیزم کے، حقیقت میں ہے ایک Genetic واقعہ جو جانداروں کو نقصان پہنچاتا ہے اور بنا دیتا ہے اُنہیں ناکارہ۔ بہت زیادہ عام اثر بدلاؤ کا اِنسانوں پر ہوتا ہے سرطان کی شکل میں، بے شک ایک تباہ کن میکینیزم کے کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ تاہم ایک اِرتقائی میکینیزم — فطری انتخاب، اِس کے برخلاف خود سے کچھ بھی نہیں کرسکتا جیسا کہ ڈارون نے بھی اِس بات کو قبول کیا ہے۔ یہ حقیقت ہمیں بتلاتی

ہے کہ وہاں پر کوئی اِرتقائی میکا نیزم نہیں ہے قدرت میں۔ اِس قسم کا کوئی خیالی طریقہ بہ نام اِرتقاء نہیں ہے جو کہیں واقع ہو سکا ہوگا۔

☆ Fossil Record میں کوئی نشان درمیانی اشکال کا نہیں پایا گیا

واضح ثبوت کہ نتیجہ، جو پیش کیا گیا تھا نظریہ اِرتقاء سے، جدِّ اعلیٰ اور موجود نسلوں کے درمیان کوئی درمیانی شکل نہیں پائی گئی Fossil Record میں۔ چونکہ اِس نظریہ کے مطابق، ہر زندہ اصناف اُبھرے ہیں اُن کے پیشرو سے۔ ایک پہلے وجود رکھنے والے Species بدل گئے تھے کسی اور میں کافی وقت گذرنے پر اور تمام اصناف اِسی طرح آئے ہیں عالمِ وجود میں۔ دوسرے الفاظ میں نظریہ ارتقاء کے لحاظ سے یہ بدلاؤ کا عمل ہوتا رہا ہے تدریجاً لاکھوں سالوں میں۔

اگر یہ بات سچ ہوتی تو بے شمار درمیانی اصناف ہونا چاہیے تھا اور زندہ ہونا چاہیے تھا اِس طویل بدلاؤ کے دور میں بھی۔

مگر ایسا کوئی شائبہ تک نہیں دیکھا گیا ہے، 'Fossil Record' میں بھی۔

مثال کے طور پر، آدھی مچھلی/آدھا رینگنے والا رہنا چاہیے تھا۔ ماضی میں جو رکھتے تھے کچھ رینگنے والے خصوصیات اور علاوہ اِس کے مچھلی کے خصوصیات جو وہ پہلے سے رکھتے تھے۔ یا چند رینگنے والے پرندے ہونا چاہیے تھا، جو رکھتے تھے بعض خصوصیات پرندہ کے علاوہ اِس کے رینگنے کے خصوصیات کے جو وہ پہلے ہی سے رکھتے تھے۔ چونکہ یہ عبوری مرحلے میں رہے ہوں گے، وہ تھے ہوں گے ایک لحاظ سے ناکارہ، عیب دار معذور جاندار، جن کے باقیات فاصل ریکارڈ میں نہیں پائے گئے تھے۔ ارتقاء پسندوں نے حوالہ دیا ہے اِن خیالی مخلوقات کا، جن کے بارے میں اُن کا ایقان ہے کہ وہ رہے ہیں ماضی میں بطور عبوری اشکال کے۔ اگر ایسے حیوانات حقیقت میں، کبھی رہے ہوتے ماضی میں تو وہ لکھوکھا یا اربوں میں تعداد میں اور اقسام میں ہوتے۔ زیادہ اہمیت کے لحاظ سے اِن عجیب خلقت کے باقیات کو ہونا چاہیے تھا Fossil Records میں۔ پر ایسا نہیں تھا۔ ڈارون اپنی کتاب Origin Of Species میں واضح کرتا ہے: ''اگر میرا نظریہ صحیح ہوتا ہے، تو بے شمار درمیانی

اشکال جو زیادہ قریبی تعلق رکھتی ہوتی تمام Species سے ایک ہی گروپ میں باہم، ایقان کے ساتھ رہے ہوتے — شہادت اُن کے پہلے وجود کی پائی جاسکتی تھی صرف Fossil کے باقیات کے درمیان میں۔ مگر ایسا نہیں دیکھا گیا تھا۔'' بہرحال، ڈارون بخوبی واقف تھا کہ کوئی Fossil اِن درمیانی اشکال کے ہنوز نہیں پائے جاسکے ہیں۔ اِس بات کو اپنی Theory کے لئے ایک بڑی مشکل قرار دیا تھا۔ اپنی کتاب، "Difficulties On Theory" کے ایک Chapter (باب) میں اُس نے لکھا ہے، کہ کیوں، اگر اصناف پیدا ہوئے ہیں دوسرے اصناف سے غیر محسوس طور پر تدریجاً، ہم نہیں دیکھتے ہر جگہ کثیر تعداد میں اُن کے عبوری اشکال کو Fossil Records میں — کیوں تمام قدرت ابتری میں نہیں ہوتی، بجائے موجودہ اصناف کے جن کو ہم دیکھتے ہیں بہتر طور پر۔۔۔۔۔ تاہم اِس نظریہ کے لحاظ سے بے شمار عبوری اشکال ہونا چاہیے تھا، کیوں ہم نہیں پاتے ہیں دبے ہوئے زمین میں بے شمار تعداد میں؟ کیوں ہر ارضیاتی بناوٹ اور ہر پرت زمین کی بھری ہوئی نہیں ہے اِن عبوری اشکال سے؟ ماہر طبقات الارض یقین کے ساتھ ظاہر نہیں کرپاتے ہیں کوئی اِس قسم کی تدریجی نامیاتی زنجیر، اور یہ، شاید، بہت ہی کھُلا اور سنجیدہ ترین اعتراض ہوتا ہے جو زور دیتا ہے ہمارے نظریہ کے خلاف میں۔

☆ ڈارون کی اُمیدیں بکھر گئی تھیں

بہرحال، اگرچہ اِرتقا پسند شدومد کے ساتھ کوششیں کرتے رہے ہیں پانے Fossils، 19ویں صدی کے وسط سے ساری دُنیا میں۔ تاہم کوئی بھی عبوری شکل ہنوز کہیں بھی نہیں پائی جاسکی۔

تمام Fossils، اِرتقا پسندوں کے خلاف بتلاتے ہیں کہ زندگی زمین پر دفعتاً مکمل حالت میں ظاہر ہوئی تھی۔ ایک برطانوی ماہر اثار متحجرہ مسمی Derek V. Eger کا کہنا تھا کہ وہ تسلیم کرتا ہے اِس حقیقت کو، اگرچہ کہ وہ ویسے ارتقا پسند تھا پھر بھی وہ اظہار کرتا ہے: ''ایک بات اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ Fossil Records تفصیل میں، آیا Order کے Level پر یا Species کے Level پر ہم پاتے ہیں انہیں بار بار نہ تو تدریجی

ارتقاء کے لحاظ سے، بلکہ پاتے ہیں دفعتاً اُبھرنا ایک Group کا دوسرے کی قیمت پر اِس کا مطلب ہے کہ Fossil Record میں، تمام اصناف (Species) دفعتاً اُبھرے تھے مکمل حالت میں، بغیر کسی درمیانی اشکال کے اِن کے درمیان۔ یہ بات ٹھیک برعکس تھی ڈارون کے مفروضات کے۔

علاوہ اِس کے یہ ہے ایک بہت ہی مضبوط شہادت کہ تمام جاندار تخلیق کئے گئے ہیں۔ ایک ہی وضاحت کہ جاندار اصناف اُبھرے تھے دفعتاً مکمل حالت میں بہر تفصیل کے ساتھ بغیر کسی اِرتقائی جدِّ اعلیٰ کے، ہے ایک حقیقت جس کو تسلیم کیا گیا ہے، ایک بہت ہی مشہور اِرتقاء پسند اور حیاتیاتی ماہر، Douglas Futuyma سے۔

تخلیق اور اِرتقاء کے درمیان، جانداروں کی ابتداء سے متعلق ممکنہ وضاحتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جاندار یا تو مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ ظاہر ہوتے تھے زمین پر یا وے نہیں ہوئے تھے اِس طرح۔

اگر وے نہیں ہوئے تھے، وے Developped ہوئے ہوں گے پیشتر و اصناف (Species) سے تبدیلی کے کوئی لائحہ عمل سے۔ مگر فاسل ریکارڈ اِس کی نفی کرتا ہے اگر وے ظاہر ہوئے تھے ایک مکمل حالت میں ہر تفصیلی کے ساتھ، وے حقیقت میں تخلیق ہوئے ہوں گے کسی مُحیرُ العقول ذہانت سے۔

Fossils بتلاتے ہیں کہ جاندار اُبھرے تھے مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ زمین پر۔ اِس کا مطلب ہے کہ اصناف کی ابتداء ڈارون کے مفروضہ کے برخلاف اِرتقاء سے نہیں، بلکہ تخلیق سے ہوئی ہے۔

☆ اِنسانی اِرتقاء کی کہانی!

ایک موضوع جو اکثر زیرِ بحث لایا گیا ہے نظریہ ارتقاء کے تائید کرنے والوں کی طرف سے، وہ ہے اِنسان کی ابتداء کے بارے میں۔ ڈارون کے پرستاروں کا دعویٰ قائم رہتا ہے کہ موجودہ آدمی اُبھرا ہے بندر جیسے مخلوقات سے۔ اِس غلط بیانی کا اِرتقائی طریقہ عمل سمجھا جاتا ہے کہ شروع ہوا تھا 40 تا 50 لاکھ سال پہلے، بعض عُبوری اشکال موجودہ انسان

اور اُن کے تخیلاتی آباواجداد کے درمیان، خیال کیا جاتا ہے، کہ رہے ہوں گے اِس تخیلاتی خاکے میں، چار ابتدائی زمرہ جات فہرست کی شکل میں دیئے گئے ہیں اُن کے حساب سے:

1. Australopethicus
2. Homo Habilis
3. Homo Erectus
4. Homo Sapiens

اِرتقاء پسند موجود اِنسان کے پہلے بندر جیسے آباواجداد کو Australopethicus کے نام سے پکارتے ہیں، جس کے معنیٰ 'جنوبی افریقہ کے بندر' ہوتے ہیں۔ یہ جاندار حقیقت میں قدیم بندر کے اصناف ہیں، جو فی زمانہ معدوم ہو چکے ہیں، اور سوائے اِس کے یہ کچھ نہیں ہیں۔

انگلینڈ اور امریکہ کے دو بین الاقوامی شہرت کے حامل Lord Solly Zuekerman, اور پروفیسر چارلس آکسنارڈ Anatomists نے Australopethicus کے مختلف نمونوں پر سیر حاصل تحقیقات کرنے کے بعد بتلاتے ہیں کہ یہ بندر تھے جو ایک معمولی بندر کے اصناف سے تعلق رکھتے تھے جو وقت کے ساتھ معدوم ہو گئے تھے اور وے موجودہ اِنسان سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے تھے۔ اِرتقاء پسند، اِنسانی اِرتقاء کے نام پر دوسری قسم کے مرحلہ کی درجہ بندی بطور Homo کے کرتے ہیں یعنی ایک اِنسان کے۔ اُن کے دعوے کے مطابق جاندار جو اُن کے لحاظ سے Homo Series میں آتے ہیں، Australopethicus کے مقابلہ میں زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ ارتقاء پسندوں نے معلوم کیا تھا ایک تخیلاتی اِرتقائی اِسکیم ترتیب دیتے ہوئے مختلف Fossils کو اِن کے مخلوقات کی ایک مخصوص Order میں۔ یہ اِسکیم تخیلاتی تھی کیونکہ کبھی بھی یہ ثابت نہیں کیا گیا تھا کہ وہاں ہوتا تھا ایک اِرتقائی رشتہ اِن مختلف Classes کے درمیان۔ Ernstmayr' 20 ویں صدی کا ایک بہت ہی اہم اِرتقاء پسند رہا ہے، اعتراف کرتا ہے اپنی کتاب میں۔

'One Long Argument' میں کہ ''خاص طور پر تاریخی Puzzles جیسے کہ زندگی کی ابتداء یا Homo Sapiens کے بارے میں، ہوتے ہیں غیر معمولی طور پر مشکل اور ہوسکتا ہے کہ حتیٰ کہ آخری نتیجہ پر پہنچ کر بھی تشفی نہ ہو سکے۔''

Australopethicus>Homo> کے خاکے جیسے Link Chain Habilis>Homo Erectus. Homo Sapiens سے ارتقاء پسند نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اِن اصناف میں سے ہر ایک دوسرے کا جدِّ اعلیٰ ہو۔ بہرنوع، حالیہ دریافتیں اثارِ متحجرہ سے متعلق یہ انکشاف کرتے ہیں کہ Homo Habilis' Australopethicus اور Homo Erectus رہا کرتے تھے دُنیا کے مختلف حصّوں میں ایک ہی عرصہ میں۔ اِس کے علاوہ، ایک خاص طبقہ اِنسانوں کا جس کی درجہ بندی کی جاتی ہے بطور Homo Erectus کے، رہے ہیں بہت ہی حالیہ وقتوں تک۔ Homo Sapiens Neandarthaiensis اور Homo Sapiens Spain یعنی موجودہ اِنسان ساتھ ساتھ زندگی گذارے ہیں ایک علاقہ میں۔ یہ کیفیت بظاہر نشاندہی کرتی ہے اِس دعوے کے بے کارِ محض ہونے کی، کہ وے ایک دوسرے کے آبا و اجداد ہیں۔ Stephen Jay yauld اِس غیر یقینی صورت حال یعنی نظریہ اِرتقاء کے Dead Lock کی یوں وضاحت کرتا ہے، اگر چہ کہ وہ خود بھی 20 ویں صدی کے ہر اول اِرتقائی تائیدی رہنماؤں میں سے ایک تھا: ''کیا ہوا اور ہماری سیڑھی کو اگر وہاں ہیں ایک ساتھ زندگی گذارنے والے تین تین نسبی سلسلے ایک ہی طرز کے خاندانوں سے وابستہ ہیں — Robust Australopethecines, A. Africanus اور H. Habilis کوئی بھی واضح طور پر نہیں لائے جاتے، دوسرے سے اِس کے علاوہ تین نسبی سلسلوں میں سے کوئی بھی نہیں ظاہر کرتے تھے کسی طرح کے ارتقائی Trends (رجحانات) اُن کے زمین پر میعاد کے دوران۔

المختصر اِنسانی اِرتقاء کا خاکہ جو برقرار رکھا جاتا ہے مختلف ڈرائنگس کی مدد سے جو بتاتے ہیں کچھ آدھے بندر، آدھے اِنسان کے مخلوقات کو اور جو دکھائے جاتے ہیں Media کے ذریعہ اور نصابی کتاب میں، وہ سب ہوتے ہیں، کھُلے طور پر پروپیگنڈہ کے ذرائع۔ یہ کچھ نہیں ہوتے سوائے ایک کہانی کے بغیر کسی سائنسی بنیاد کے۔

U.K. 'Lord Solly Zuekerman کے بہت ہی مشہور اور صاحب عزت

سائنس دانوں میں سے ایک تھا، جو اِس موضوع پر تحقیق کا سلسلہ برسوں جاری رکھا تھا اور Australopethicus Fossils کی 15 سال تک مسلسل Study کرتا رہا اخرش اِس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ باوجود بذاتِ خود ایک اِرتقا پسند ہونے کے اُس کا کہنا تھا: وہاں پر حقیقت میں کوئی بھی ایسا فیملی شجرہ نہیں ہے جس میں بندر جیسے مخلوقات کا انسان سے تعلق رہا ہو۔

Zuekerman نے بنایا ہے ایک دلچسپ Spectrum Of Science جس کا سلسلہ اُس سے شروع ہوتا ہے جو سائنسی سمجھا جاتا ہے اور اُس پر ختم ہوتا ہے جو غیر سائنسی ہوتا تھا۔

Zuekerman کے Spectram کے مطابق زیادہ سائنسی وہ ہوتا ہے جس کا انحصار ٹھوس حقائق پر ہوتا ہے — فیلڈس آف سائنس ہیں جو طبیعات اور کیمیا پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان کے بعد حیاتیاتی سائنس کا نمبر آتا ہے اور تب سماجی سائنس کا Spectrum کے آخری حد پر ایسا حصّہ آتا ہے جو زیادہ تر غیر سائنسی سمجھا جاتا ہے۔

جس میں ہوتے ہیں زائد حسی حواس — تصورات جیسے، اشراق (Telepathy) یعنی ذہنی لحاظ سے ربط ضبط اور چھٹی حِس — اور آخری میں اِنسانی ارتقاء۔

Zuekerman واضح کرتا ہے اُس کے توجیہات: ہم تب ہٹتے ہیں اور آگے تخیلاتی سچائی سے اُن فیلڈس میں جو حیاتیاتی سائنس سمجھی جاتی ہے، جو مثل زائد حسی حواس ہوں یا اِنسان کی Fossils کی تاریخ کی ترجمان ہو، جہاں وفادار اِرتقا پسند کے قریب کسی بھی بات کا امکان ہوتا ہے۔ اور جہاں پر جوشیلا اور ارتقاء پر ایقان رکھنے والا بعض وقت قابل ہوتا ہے یقین کرنے کئی ایک تضادات پر ایک ہی وقت میں۔ اِنسانی اِرتقاء کی تاریخ کسی چیز کے قابل نہیں ہوتی، لیکن متعصّبانہ توجیہات بعض Fossils کے بارے میں رکھتی ہے، جو کھودے گئے تھے بعض لوگوں سے جو ان نظریات سے بے ساختہ لگاؤ رکھتے تھے۔

☆ ڈاروِنین فارمولہ

اِس کے علاوہ کہ ہم نے اب تک تمام ٹکنیکل شہادتیں نبٹائی ہیں، ہم کو اب ایک بار جائزہ لینا ہوگا، کس قسم کا وہم ارتقاء پسند رکھتے ہیں، ایک مثال کے ساتھ، جو اِس قدر سادہ

ہے کہ بچے بھی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

نظریہ اِرتقاء زور دیتا ہے کہ زندگی بنی ہے اتفاق سے۔ اِس غیر معقول دعویٰ کے مطابق، بے جان اور بے شعور جواہر ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں بنانے خلیہ کو اور تب دے کسی طرح بنا گئے جاندار، بہ شمول اِنسان کے۔ ہمیں اِس کے بارے میں سوچنا ہوگا۔

جب ہم لاتے ہیں قریب عناصر کو جو زندگی کے بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں جیسا کہ کاربن، فاسفورس، نائٹروجن اور پوٹاشیم وغیرہ کو، صرف ایک ڈھیر سا بنتا ہے۔ اِس بات کی پرواہ نہیں کہ کن مراحل سے یہ ڈھیر گذرتا ہے، یہ جواہر کا ڈھیر بنا نہیں سکتا حتیٰ کہ ایک واحد جاندار۔ اگر تم پسند کرتے ہو ہمیں ترتیب دینا ہوگا ایک تجربہ اِس Subject (موضوع) پر، اور ہمیں اِرتقاء پسند، کی طرف سے معائنہ کرنا ہوگا کہ کیا وے حقیقت میں دعویٰ کرتے ہیں، بغیر کھُلے الفاظ میں اِظہار کرنے کے، ڈاوِنین فارمولہ کہ نام کے تحت۔

اِرتقاء پسندوں کو رکھنے دو کئی ایک چیزوں کو جو ہوتی ہیں جانداروں کی بناوٹ میں شریک، جیسے فاسفورس، نائٹروجن، کاربن، آکسیجن، لوہا اور میگنیشیم۔۔۔۔

بڑے پیپوں (Barrels) میں۔ اس کے علاوہ اُنہیں اضافہ کرنے دو اِن Barrels میں کوئی بھی چیز جو عام حالات میں وجود نہیں رکھتی، مگر وہ سمجھتے ہیں اِسے ضروری۔ انہیں اضافہ کرنے دو اِس امیزہ میں جس قدر Amino Acids اور Proteins وے چاہیں — جن میں سے ہر ایک رکھتا ہے بننے کا اِمکان 10^{950} میں 1 کے — جیسا کہ وہ پسند کرتے ہیں۔ اُنہیں اِن آمیزوں کو اُسی قدر حرارت اور نمی (Moisture) سے گذرنے دیں جس قدر وہ چاہتے ہیں۔ اُنہیں ہلانے دیں اِن کو جو کچھ ٹکنالوجیکلی تیار کردہ آلہ سے وہ پسند کرتے ہیں۔ اُنہیں رکھنے دیں اعلیٰ درجہ کے پائے کے سائنس دانوں کو اُن پیپوں کے قریب۔ اِن ماہرین کو انتظار کرنے دو ایک کے بعد ایک اِن (Barrels) پیپوں کے قریب اربوں یا حتیٰ کہ کھربوں سال تک۔ اُنہیں آزاد چھوڑ دیں استعمال کرنے تمام قسم کے شرائط کو جنہیں وہ ضروری سمجھتے ہیں ایک اِنسان کی بناوٹ کے لئے۔ اِس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ وہ اِن پیپوں سے ایک اِنسان کو نہیں پیدا کر سکتے ہیں، کہتا ہے

ایک پروفیسر جو معائنہ کرتا ہے اُس کے خلیہ کی ساخت کا الکٹرانک خوردبین سے۔ وہ پیدا نہیں کر سکتے، ژراف، مکھیاں، ببر، زرد رنگ کے بُلبل، گھوڑے، ڈالفن، گلاب، مرغزارے، کنول کے پودے، کارنیش کے پودے، کیلے، سنترے، سیب، کھجور، ٹوماٹوز، خربوزے، تربوزے، انجیر، زیتون، انگور، شفتالو، مور، چکور، تتلیاں، لاکھوں دوسرے جاندار اور نباتات۔ حقیقت میں، وہ (ارتقاء پسند) حاصل نہیں کر سکے ایک خلیہ بھی اِن جانداروں میں سے کسی کا بھی۔

المختصر، بے شعور جواہر باہم مل کر نہیں بنا سکتے ہیں ایک خلیہ بھی۔

وے کوئی نیا فیصلہ نہیں لے سکتے ہیں اور نہ کسی خلیہ کو دو حصّوں میں بدل سکتے ہیں۔ اور نہ دوسرے اور فیصلے لے سکتے ہیں۔

اور نہ پیدا کر سکتے ہیں پروفیسرس جو پہلے ایجاد کرتے ہیں الکٹرانک خوردبین کے تحت، اور جو پتہ چلاتے ہیں کہ مادہ بے شعور ہوتا ہے، بے جان ڈھیر اور وہ زندگی سے روشناس ہوتا ہے اللہ کی مافوق الفطرت تخلیق سے۔

نظریہ اِرتقاء اِس کے برخلاف دعویٰ کرتا ہے ایک بالکلیہ فرسودہ خیال کا کہ زندگی خود سے شروع ہوئی تھی جو پورے طور پر وجوہات کے خلاف جاتا ہے۔

اِرتقاء پسندوں کے دعوے پر ذرا سا بھی سوچ بچار کرتے ہیں تو یہ حقیقت اشکار ہوتی ہے، جیسا کہ ٹھیک اوپر کے مثال میں پیش کیا گیا ہے کہ، ہر چیز تخلیق کی گئی ہے۔

☆ آنکھ اور کان کی ٹکنالوجی

ایک دوسرا موضوع جس کے بارے میں اِرتقاء پسند جواب دینے سے قاصر ہیں۔ وہ ہے ایک لاجواب کوالٹی حواس خمسہ کی آنکھ اور کان کی شکل میں۔ قبل اِس کے گذریں آنکھ کے موضوع سے ہمیں مختصر طور پر جواب دینا ہوگا ایک سوال کا کہ ہم کیسے دیکھتے ہیں۔ روشنی کی شعاعیں جو ایک شے سے آتی ہیں آنکھ کے Retina نامی پردے پر اُلٹی حالت میں گرتی ہیں۔ یہاں یہ روشنی کی شعاعیں الکٹریک سگنلس میں خلیات کے ذریعہ بدل جاتی ہیں اور پہنچتی ہیں ایک چھوٹے سے دھبہ میں جو بھیجہ کے پچھلے حصّہ میں ہوتا ہے جو دیکھنے کا مرکز ہوتا ہے۔ یہ الکٹریک سگنلس دیکھے جاتے ہیں اِس مرکز میں بطور ایک خیال کے کئی ایک

طریقہ ہائے عمل سے گذرنے کے بعد۔ اِس ٹکنیکی پس منظر کے ساتھ ہمیں کچھ سوچنا ہوتا ہے۔

بھیجہ روشنی کے لئے غیر موصل ہوتا ہے۔ اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ اِس کے اندر مکمل اندھیرا ہوتا ہے، اور کوئی روشنی وہاں تک نہیں پہنچ پاتی ہے جہاں پر یہ بھیجہ ہوتا ہے۔

اِس طرح نظر کا مرکز کبھی بھی روشنی سے تماس میں نہیں آتا ہے اور حتیٰ کہ یہ بہت ہی تاریک جگہ ہوسکتی ہے اِس قدر تاریک مقام پر تم کو کبھی جانا ہوا ہوگا شائد۔ بہر حال، تم مشاہدہ کرتے ہو ایک منور اور روشن دُنیا کو اسی گہرے تاریک نظر کے مرکز میں۔

خیال جو فارم ہوتا ہے آنکھ میں اِس قدر صاف اور واضح ہوتا ہے کہ حتیٰ کہ 20ویں صدی کی ٹکنالوجی قابل نہ ہو پائی تھی بنانے اِس کو اِس قدر صاف۔ مثلاً، دیکھو کتاب کو جو تم پڑھ رہے ہو، ہاتھوں کو جس سے تم کتاب کو پکڑے ہوئے ہو، اور تب اُٹھاؤ اپنا Head اور اطراف کا جائزہ لو۔ کیا تم نے دیکھا ہے کبھی ایک صاف اور واضح خیال جیسا کہ یہ ہے کسی اور جگہ پر؟ حتیٰ کہ غیر معمولی ترقی یافتہ TV Screen پر، جو پیدا کیا گیا ہے سب سے بڑے پروڈیوسر سے دُنیا میں، نہیں مہیا کرسکتا اِس قدر ایک واضح خیال تمہارے لئے۔

یہ خیال تمہارے آنکھ میں بن رہا ہے، تین رُخی اشیاء کے مختلف رنگوں کے ساتھ غیر معمولی خیال واضح ہوتا ہے۔ 100 سال سے زیادہ عرصہ سے ہزار ہا انجنیرس کوشش کرتے رہے ہیں حاصل کرنے اِس شفافیت کو۔ کارخانے، وسیع احاطے قائم کئے گئے تھے، کافی تحقیقات کی گئی تھی، پلانس اور ڈزائنس اِس مقصد کے حصول کے خاطر بنائے گئے تھے۔

دوبارہ ایک TV Screen کو دیکھو اور کتاب کو دیکھو جو تم پکڑے ہو تمہارے ہاتھوں میں۔ تم دیکھتے ہو وہاں ایک بڑا فرق شفافیت اور وضاحت میں۔ اِس کے علاوہ TV Screen جتلاتا ہے دو رُخی خیال بجائے تین رُخی کے، جہاں تک تمہاری آنکھوں کا تعلق ہے، تم دیکھتے ہو ایک تین رُخی، ہر رُخ واضح اور گہرائی لئے ہوئے۔

کئی سالوں تک، لاکھوں انجنیرس نے دُنیا بھر میں کوششیں کی ہیں بنانے 3 رُخی TV اور حاصل کرنے آنکھ کے نظر کی کوالٹی کو۔ ہاں، وے بنائے ہیں تین رُخی TV سسٹم، لیکن یہ ممکن نہیں ہے Watch کرنا اِس کو بغیر لگائے خاص قسم کے 3-D گلاس کے، یہ ہے صرف

ایک مصنوعی تین رخی۔ پس منظر زیادہ دُھندلا ہے، پیش منظر دکھائی دیتا ہے ایک Paper Setting کے مثل۔ کبھی بھی نہیں رہا ہے یہ ممکن پیدا کرنے ایک شفاف اور واضح خیال مثل آنکھ کے خیال کے Camera اور TV دونوں میں، وہاں ہے کمی خیال کے کوالٹی کی۔

اِرتقاء پسند دعوے کرتے ہیں کہ میکانیزم جو پیدا کرتے ہیں شفاف اور واضح خیال، بنائے گئے تھے اتفاق سے خود بخود۔

اب، اگر کوئی تم سے کہتا ہے کہ تمہارے کمرے کا TV بنا تھا اتفاق کے نتیجہ میں، مطلب تمام اُس کے جواہر صرف اتفاق سے آتے ہیں ایک دوسرے کے قریب اور بناتے ہیں اِس Device کو جو پیدا کرتی ہے ایک خیال، تو تم کیا خیال کروگے؟ کیسے جواہر کرسکتے ہیں یہ سب کچھ جو ہزار ہا لوگ نہیں کرسکتے ہیں۔

اگر ایک ایجاد پیدا کرتی ہے ایک بہت ہی ابتدائی خیال مقابلتاً ایک آنکھ کے جو نہیں بنائی جاسکتی ہے اِتفاق سے، تب یہ بات واضح ہے کہ آنکھ اور خیال جو آنکھ دیکھتی ہے بنائے نہیں جاسکتے ہیں اِتفاق سے۔ یہی صُورت حال کا اطلاق ہوتا ہے کان پر۔ بیرونی کان دستیاب آواز کو اپنی گرفت میں لیتا ہے، بیرونی کان کے Auricle ساخت کے ذریعہ آواز درمیانی کان تک پہنچتی ہے۔ درمیانی کان آواز کے ارتعاش کو تیز کرتے ہوئے اندرونی کان تک پہنچاتا ہے۔ اندرونی کان اِس اِرتعاش کو برقی سگنلس میں تبدیل کرتا ہے اور اُنہیں بھیجہ میں پہنچاتا ہے۔ ٹھیک جیسا کہ آنکھ کی صُورت میں ہوا تھا۔ تب سُننے کا عمل انجام پاتا ہے بھیجہ میں واقع سُننے کے مرکز میں۔ بھیجہ غیر موصل ہوتا ہے آواز کے لئے بھی جیسا کہ بھیجہ غیر موصل رہا تھا روشنی کے لئے۔ اِس لئے باہر کی فضاء میں چاہے کتنا ہی غُل غپاڑہ ہو مگر بھیجہ کے اندر پوری طرح سے خاموشی ہوتی ہے۔ تاہم حتیٰ کہ ہلکی آوازیں بھی محسوس ہوتی ہیں یا اِدراک میں آتی ہیں بھیجہ میں۔

سُننے کی حِس اِتنی جامع ہوتی ہے کہ ایک صحت مند آدمی ہلکی آواز سُن سکتا ہے بغیر کسی ہوائی شور یا مداخلت کے۔

تمہارے بھیجہ میں، جو غیر موصل ہوتا ہے آواز کے لے، تم سن سکتے ہو آرکسٹرا

کے سازینہ کو، سُن سکتے ہیں تمام آوازوں کو لوگوں سے بھری جگہ پر۔

وسیع ارتعاشی شرح کے اندر تمام آوازوں کو لوگوں سے بھری جگہ پر۔

وسیع ارتعاشی شرح کے اندر تمام آوازوں کو محسوس کر سکتے ہو، پتوں کی سرسراہٹ سے لے کر Jet Plane کی گڑگڑاہٹ بہر کیف! اونچی آواز سُننے کے لمحہ پر آواز کا Level تمہارے بھیجہ میں کسی آلہ سے پیمائش کیا جا سکے تو معلوم ہوگا کہ اِس وقت بھیجہ میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی ہے۔

خیال کے لحاظ سے ایسا ہی کچھ ہوتا ہے، سالوں کی کاوشیں صرف ہوتی رہی ہیں اس کوشش میں پیدا کرنے یا دوبارہ وجود میں لانے آواز کو جو اصل سے قریبی مشابہت رکھتی ہو۔ اِن تمام ٹکنالوجی اور ہزار ہا انجینیرس اور ماہرین کے کوشش میں لگے رہنے کے باوجود کوئی بھی آواز اب تک حاصل نہیں کی جا سکی ہے، جو رکھتی ہے اُتنی ہی شفافیت اور وضاحت جیسا کہ اصل آواز سمجھی جاتی ہے کان سے۔ غور کرتے ہیں Hi Fi سسٹمس کے اعلیٰ ترین کوالٹی کو جو پیدا کی گئی ہے بڑی کمپنی سے آواز (موسیقی) کی صنعت میں۔

حتی کہ ان ایجادات میں جب آواز ریکارڈ کی جاتی ہے تو کچھ اس کا حصّہ کھو جاتا ہے، یا جب کبھی تم Hi Fi شروع کرتے ہیں تم ہمیشہ سُنتے ہو Hissing (سی، سائیں، سوں،) کی آواز موسیقی شروع ہونے سے پہلے۔ بہر حال، المختصر آوازیں جو حاصل ہوتی ہیں اِنسانی جسم کی ٹکنالوجی سے ہوتی ہیں غیر معمولی شفاف اور واضح۔

ایک اِنسانی کان کبھی نہیں ٹھیک سے سمجھ پاتا ہے ایک آواز Hissing کی آواز کے ساتھ یا کرۂ ہوائی کی آواز کے ساتھ جیسا کہ ایک Hi Fi کی صورت میں ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کان سنتا ہے آواز کو اصلیت میں شفاف اور واضح۔

یہ ہے طریقہ، ایسا ہوتا رہا ہے اِنسان کی تخلیق کے بعد سے۔

آج تک بھی کوئی اِنسانی ہاتھوں سے بنایا گیا نظری یا ریکارڈنگ آلہ نہیں رہا ہے اِتنا حساس اور کامیاب سمجھنے Sensory Data کو جتنا کہ، آنکھ اور کان ہوتے ہیں۔ بہر کیف، جہاں تک دیکھنے اور سُننے کا تعلق ہے، ایک بڑی سچائی ہوتی ہے ان سب سے آگے......

☆شعور جو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے بھیجہ میں کس چیز سے متعلق ہوتا ہے

کون دیکھتا ہے ایک ترغیب وتحریص کی دُنیا کو دماغ میں، سُنتا ہے سازینہ کو اور پرندوں کی چہچہاہٹ کو اور گلاب کے پھول کی خوشبویات کو۔ تحریکات آتی ہیں ایک شخص کی آنکھوں سے، کانوں سے اور ناک سے جو جاتے ہیں بھیجہ کو بطور ایک Electro-Chemical Nerve Impulses کے حیاتیات، علم الاعضاء اور بایوکیمسٹری کی کتابوں میں تم پا سکتے ہو بہت کچھ تفصیلات بارے میں کہ کیسے یہ خیال بنتا ہے بھیجہ میں۔ بہر کیف! تم کبھی بھی اِن کتابوں میں ایک بہت ہی اہم حقیقت سے ناواقف رہتے ہیں، وہ یہ کہ جو سمجھتے ہیں اِن Electro Chemical Impulses کو بطور خیالات کے آوازوں کے، خوشبویات کے، حسی واقعات کے بھیجہ میں، وہاں ہوتا ہے ایک شعور بھیجہ میں جو سمجھتا ہے یہ تمام احساسات کو بغیر خیال کئے کوئی ضرورت ایک آنکھ کی، ایک کان کی اور ایک ناک کی۔ یہ شعور کس سے متعلق ہوتا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شعور اعصاب سے متعلق نہیں ہوتا، نہ Fat Layer سے اور نہ Neurons سے جو بھیجہ بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈارونی مادہ پرست جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر چیز مادہ سے بنی ہوتی ہے، اِن سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے۔

کیونکہ یہ شعور روح ہوتی ہے جو اللہ سے پیدا کی گئی ہے، جس کو نہ تو ضرورت ہے آنکھ کی دیکھنے خیالات کو اور نہ کان کی سُننے آوازوں کو۔ اور آگے جائیں تو اِس کو نہ ضرورت ہے بھیجہ کی سوچنے کے لئے۔

ہر کوئی جو پڑھتا ہے اس واضح تفصیل کو اور سائنسی حقیقت کو غور کرتا ہے قادر مطلق، اللہ کے بارے میں، ڈر محسوس کرتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اُس کی ہر طرح سے۔ اللہ دابے رکھا تھا ساری کائنات کو ایک بہت ہی محدود وتاریک ترین نقطہ میں، اور اپنے حکم سے باقاعدہ طور پر بکھیر دیا تھا کائنات کو، تین رُخی رنگیں، سایہ جیسی اور منور شکل میں۔

☆ ایک مادہ پرست کا عقیدہ!

معلومات جو ہم نے پیش کی ہیں اب تک بتلاتی ہیں کہ نظریہ اِرتقاء اپنا وجود

آہستہ آہستہ کھو دیتا ہے سائنسی دریافتوں کے ساتھ ساتھ۔ نظریہ اِرتقاء زندگی کی ابتدا سے متعلق، سائنس سے مطابقت نہیں رکھتا ہے، اِرتقائی میکانیزمس جو نظریہ ارتقاء پیش کرتا ہے اِرتقائی طاقت نہیں رکھتے اور Fossils ظاہر کرتے ہیں کہ درکار درمیانی اشکال کبھی بھی نہیں پائے گئے تھے کہیں بھی کھدائیوں میں۔ اِس لئے یہ یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ نظریہ اِرتقاء کو غیر سائنسی خیال گردانتے ہوئے ایک طرف ہٹا دینا چاہیے۔ جیسا کہ کیسے کئی ایک تصورات سائنس کے ایجنڈے سے نکال دئے جاتے رہے ہیں دوران تاریخ میں۔ بہرنوع، نظریہ اِرتقاء ہنوز سائنسی ایجنڈوں میں شامل ہے۔ کیونکہ بعض لوگ حتیٰ کہ کوشش کرتے ہیں نمائندگی کرتے ہوئے کہ تنقیدیں جو اِس نظریہ کے خلاف ہوتی ہیں، بطور ایک سائنس پر حملہ کے مترادف ہے۔ کیونکہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ ایک ناگزیر مضبوط عقیدہ ہے بعض حلقوں میں۔ یہ حلقے آنکھ میچ کر اپنے آپ کو سُپرد کر چکے ہیں مادی فلاسفی کو اور مستحکم طور پر اپنے لئے بنالیا ہے ڈارونینزم کو اپنا سب کچھ کیونکہ یہ ہی صرف مادہ پرستوں کا وضاحتی ماخذ ہے جو پیش کیا جا سکتا ہے قدرت کے مظاہر کی وضاحت کے لئے۔

کافی دلچسپ بات یہ ہے کہ وے اقبال بھی کرتے رہتے ہیں موقع بہ موقع اِس حقیقت کا۔ چنانچہ ایک مشہور، علم توارث وراثت کا ماہر اور بے باک ارتقاء پسند، Richard C. Lewontin جو ہارورڈ کے جامعہ سے متعلق رہا ہے قبول کرتا ہے کہ وہ ہے "پہلے اور سب سے آگے ایک مادہ پرست اور تب سائنس داں ہونے کے، اِن اِرتقاء پرستوں کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ طریقے اور ادارے سائنس کے ہمیں مجبور کرتے ہیں قبولنے ایک مادی وضاحت کو مظاہر قدرت سے بھری دُنیا کے بارے میں، بلکہ اِس کے برخلاف، ہم زور دیئے جاتے ہیں ہماری ایک پہلے کی وابستگی سے جو ہم کو مادہ سے تھی، اور وہ وجہ بنتی ہے پیدا کرنے ایک تحقیقی لائحہ عمل اور تصورات کا مجموعہ، جو پیدا کرتا ہے مادی وضاحتیں، اِس بات کی پروا نہیں کہ کتنی تضادی طور پر وجدانی ہو یا پُر اسرار طور پر معارف سے نا آشنا۔ علاوہ اِس کے وہ مادیت مطلق ہے، اس لئے ہم خدائی قدم کو اُس میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ یہ وہیں واضح تفصیلی بیانات کہ ڈارونینزم ایک مضبوط ایقان ہے جو رکھا گیا ہے زندہ صرف مادیت سے وابستگی کی

خاطر۔ یہ ایقان سنبھالے رکھتا ہے مادہ کو کیوں وہاں پر ایسا کوئی نہیں ہے جو مادے کو بچا پاتا ہے۔

اِس لئے وہ بحث کرتا ہے کہ بے جان، بے شعور مادہ پیدا کرتا ہے زندگی۔ ڈارونینزم زور دیتا ہے کہ لکھوکھا مختلف جاندار اصناف یعنی پرندے، مچھلی، ژراف، شیر، حشرات الارض، اشجار، پھول وہیلس اور اِنسان وغیرہ وجود میں آئے ہیں، مادے جیسے گرتی ہوئی بارش بجلی کی کوند اور دیگر مادوں کے درمیان باہم دیگر کارکردگی سے۔ یہ ہے ایک قول جو خلاف جاتا ہے وجوہات کے اور سائنس دونوں کے۔ تاہم ڈارون کے پرستار نظریہ اِرتقاء کی تائید جاری رکھتے ہیں، تائید کرنا اِس کو صرف اِس طرح سے کہ کوئی خدائی قدم اُن کے دروازہ میں داخل ہونے نہ پائے، یعنی تخلیق کا عمل کسی صورت ثابت نہ ہونے پائے۔ ہر کوئی جو جانداروں کی ابتداء کو مادہ پرستوں کے متعصّبانہ نقطہ نظر سے دیکھنا نہیں چاہتا، وہ دیکھتا ہے اِس حقیقت کو کہ تمام جاندار ایک خالق کے پیدا کردہ ہیں جو قادر مطلق ہے، سب سے اعلیٰ حکیم اور علیم ہے۔ یہ خالق اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہے ساری کائنات کو جو پہلے کبھی نہ تھی، اُس کو ڈزائن کیا ہے انتہائی مکمل شکل میں، اور تمام جانداروں کو بے حد خوبصورتی کے ساتھ مکمل حالت میں بنایا ہے۔

☆ نظریہ اِرتقاء دُنیا کی سب سے زیادہ مسحُور کُن طاقت

ہر کوئی جو تعصب سے آزاد ہے اور کسی خاص طرز فکر سے بے گانہ ہے، استعمال کرتا ہے خود کی سمجھ اور منطق کو، کھلے طور پر سمجھتا ہے کہ نظریہ اِرتقاء میں اعتقاد لاتا ہے دماغ میں سماجی توہمات جو نہیں رکھتے سائنسی یا تہذیبی معلومات، بلکہ بالکلیہ ناممکنات میں سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے سطور میں وضاحت کی گئی ہے، جو عقیدہ رکھتے ہیں نظریہ اِرتقاء میں، خیال کرتے ہیں کہ چند ایک جواہر اور سالمے ایک وسیع مقام میں بکھیر دیئے گئے ہوں، وے پیدا کر سکتے ہیں، سوچنے والے اور سمجھدار پروفیسرس کو اور جامعات کے طلباء کو، سائنس دانوں کو جیسے انسٹائن اور گلیلو کو، ایسے آرٹسٹس کو جیسے ہمفرے بُوگارت، سائنا فرانک اور لوسیانو پاواروٹی کو اور ساتھ ساتھ بارا سنگا وغیرہ جاندار، لیمو کے درخت، کارنیش پھول وغیرہ نباتات۔ جیسا کہ سائنس داں، پروفیسرس جو یقین رکھتے ہیں اِس سہل بات پر، ہوتے ہیں تعلیم یافتہ لوگ، کیا اُن کے لئے یہ کہنا بالکلیہ مناسب رہے گا اِس نظریہ کے بارے میں کہ یہ

دُنیا کی مسحور کن طاقت ہے۔ سابق میں کبھی کوئی دوسرا خیال یا تصور اِس طرح بہا نہیں لے گیا تھا لوگوں کی سمجھنے کی طاقتوں کو، کیا اُس وقت کے ماضی کے ذہین لوگ انکار کئے تھے اجازت دینے سے اُن کو سوچنے سے ذہانت اور منطق سے، اور کیا چھپائے رکھتے تھے سچائی کو لوگوں سے، گویا کہ وے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہو۔ یہ اِرتقاء پسندوں کا طریقہ عمل حتٰی کہ زیادہ خراب ہے اور نا قابل یقین اندھا پن ہے مقابلتاً اُن مصریوں کے طریقہ عمل سے وے جو اُن کے سورج خدا Ra کی پوجا کیا کرتے تھے، یا افریقہ کے بعض حصّوں میں جو لوگ Totem کی پوجا کرتے تھے یا Saba کے لوگ کے جو سورج کی پوجا کرتے تھے، یا پیغمبر ابراہیم (as) کے قبیلہ کے لوگوں سے جو اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بُتوں کی پوجا کرتے تھے یا پیغمبر موسیٰ (as) کے لوگوں کے طرز عمل سے جو سنہرے بچھڑے کی پوجا کرتے تھے۔

حقیقت میں اللہ توجہ دلاتا ہے اِس سمجھ کی محرومی کی طرف جو اللہ قرآن میں کئی آیات میں ظاہر کرتا ہے کہ بعض لوگ کے دماغ کُند ہوتے ہیں اور وے سچائی کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان میں سے بعض آیات حسب ذیل ہیں:

''کہا ڈالو اور پھر جب اُنہوں نے ڈالا، باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور اُن کو ڈرا دیا اور لائے بڑا جادو۔'' (سورہ اعراف، 116)

جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے، فرعون کے جادوگر ہر ایک کو دھوکہ دینے کے قابل تھے۔ حضرت موسیٰ (as) سے ہٹ کر اور وہ جو اُس پر اعتقاد رکھتے تھے۔ بہر حال، اُس کی شہادت، توڑ ڈالی جادو کے اثر کو، یا نِگل ڈالی جو کچھ کہ وہ دھوکہ دہی کئے تھے۔

اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنے عصا کو، سو وہ جبھی لگا نگلنے جو سانگ اُنہوں نے بنایا تھا۔ پس ظاہر ہو گیا حق اور غلط ہو گیا جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا۔''

(سورہ ال اعراف، 117,118)

جیسا کہ ہم دیکھ سکتے ہیں، جب لوگ جانے کہ ایک جادو اُن پر کیا گیا تھا اور جو کچھ کہ وہ دیکھے تھے صرف ایک دھوکہ تھا، فرعون کے جادوگر کھو دی تھی اپنی ساکھ۔

موجودہ دنوں میں بھی، جب تک کہ وہ جو، ایک اِسی قسم کے جادو کے اثر میں

ہوتے ہیں (نظریہ ارتقاء کے اثر میں ہوتے ہیں) یقین رکھیں گے اِن مضحکہ خیز دعوؤں میں جو اُن کے سائنسی بھیس میں ہوتے ہیں اور گذارتے ہیں اپنی زندگیاں اِن دعوؤں کی مدافعت کرتے ہوئے، رکھتے ہوئے اُن کے توہماتی اعتقادات کے، وے بھی ذلیل ہوں گے جبکہ پوری سچائی اُبھر کر آجاتی ہے سامنے اور جادو کا سحر ٹوٹ جاتا ہے۔ حقیقت میں بین الاقوامی شہرت یافتہ، برطانوی مصنف اور فلاسفر مالکم مگّارج نے بھی یہ بیان دیا ہے:

''میں خود ہوں با اعتماد کہ نظریہ اِرتقاء، خاص طور پر جس حد تک اِس کا عمل درآمد ہوا ہے، ہوگا کئی ایک بڑے Jokes میں سے ایک مستقبل میں تاریخ کی کتابوں میں، آنے والی نسلیں حیرت زدہ ہوں گی کہ اِس قدر نا قابل یقین اور نا قابل اعتبار مفروضہ قبولا جا سکتا ہے با دلِ نخواستہ نا قابل یقین اعتماد کے ساتھ، جو وہ رکھتا ہے۔''

وہ مستقبل کچھ دور نہیں ہے، برخلافِ اِس کے لوگ جلد ہی دیکھیں گے اُس موقع کو جو نہیں ہے ایک خدائی، اور دیکھیں گے ماضی کے نظریہ ارتقاء کو بدترین فریب کے اور اِنتہائی خطرناک جادو کے دُنیا میں۔ وہ سحر پہلے سے ہی تیزی سے اُٹھنا شروع کر رہا ہے لوگوں کے سروں سے دنیا بھر میں۔ کئی لوگ جو دیکھتے ہیں اِس نظریہ کا حقیقی چہرہ حیرت کے ساتھ تعجب کر رہے ہوتے ہیں کہ کیسے وے کبھی کے پھنس چکے تھے اِس نظریہ کے چُنگل میں۔

آیت پیش ہے: ''وے بولے، پاک ہے تو، ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا ہم کو سکھلایا ہے، بے شک تو ہی اصل جاننے والا حکمت والا ہے۔'' (سورہ بقرہ، 32)

Tashihli Resimalti ☆

اِسی لحاظ سے لوگوں کے اعتقادات جو مگرمچھوں کی پوجا کرتے تھے اب جانے جاتے ہیں عجیب اور نا قابل یقین، اِسی طرح سے ڈارون کے ماننے والوں کے اعتقادات بھی ہیں محض نا قابل یقین، ڈارون کے ماننے والے ان جانے میں، اتفاقات اور بے جان، لاشعور جواہر کو سمجھتے ہیں بطور ایک تخلیقی طاقت کے، اور اِس جھوٹے اعتقاد کے ایسے دِل و جان سے معتقد ہیں جیسا کہ اگر ایک مذہب سے ہوتا ہے اعتقاد۔

☆☆☆